

مترجم:

مولانا مفتی ثناء اللہ محبوب صاحب

# کامیاب زندگی کے راہنما اصول



مؤلف

امام ابو حاتم محمد بن حبان البستیؒ

اردو ترجمہ

روضۃ العقلاء

besturdubooks.net





# کامیاب زندگی رہنما اصول



# کامیاب زندگی

## راہنما اصول

اس کتاب میں عقلمندوں کی کامیابی کے لیے پچاس ابواب اور اصول بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب حکمرانوں، علماء، رہنماؤں، افسروں، مالکین و طلبہ اور عوام کے لیے خیر خواہ اور بہترین استاد ہے۔

MODERN ARABIC LITERATURE IN ENGLISH TRANSLATION

مؤلف

امام ابو حاتم محمد بن حبان البستیؒ

اردو ترجمہ

رفیضۃ العقلاء

مترجم:

مولانا مفتی ثناء اللہ مجیب صاحب

اریب پبلیکیشنز

1542، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی - ۲

[www.besturdubooks.net](http://www.besturdubooks.net)



نام کتاب : کامیاب زندگی کے راہنما اصول  
 مؤلف : امام ابو حاتم محمد بن حیان البستیؒ  
 مترجم : مولانا مفتی ثناء اللہ محمود صاحبؒ  
 ناشر : اریب پبلی کیشنز

سہ اشاعت : 2007ء

قیمت 130/- / 150/- NET

## KAMYAB ZINDAGI KE REHNUMA USOOL

By : Maulana Mufti Sanaullah Mahmood Saheb

ناشر

اریب پبلیکیشنز

1542 پٹودی ہاؤس سہ دریا گنج نئی دہلی - ۲

فون: 23282550 / 23284740 فیکس: 23267510



## فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	عرض ناشر	۳۰
۲	عرض مترجم	۳۱
۳	مؤلف کا سوانحی خاکہ	۳۶
۴	علامہ ابن حبان کے مشہور شاگرد	۳۷
۵	ابن حبان کا تحصیل علم کا شوق	۳۸
۶	ابن حبان کی مشکلات و مصائب	۳۹
۷	ابن حبان کے اس قول کا مطلب	۴۰
۸	مختلف لوگوں کا خراج تحسین	۴۱
۹	علامہ ابن حبان کی تصنیفات	۴۲
۱۰	علامہ ابن حبان کی وفات	۴۶
۱۱	مؤلف تک کتاب کی سند	۴۷
۱۲	باب (۱) ﴿عقل سے جڑے رہنے کی ترغیب اور عقل مند اور سمجھدار شخص کی صفت کا بیان﴾	۵۱
۱۳	عقل کی تعریف	۵۱
۱۴	عقلندگی کی صفات	۵۵
۱۵	حضرت آدم علیہ السلام کا عقل کو منتخب کرنا	۵۶
۱۶	عقلندگی کو غربت پر غم نہیں کرنا چاہئے	۵۶



۵۷	عقل کی آفتیں	۱۷
۵۷	عقلمند کی گفتگو	۱۸
۵۷	عقلمند تحقیر نہیں کرتا	۱۹
۵۷	عقلمند اپنے عیوب جانتا ہے	۲۰
۵۸	سوء ظن سمجھداری ہے	۲۱
۵۸	عقل استعمال سے فائدہ دیتی ہے	۲۲
۵۸	عقل کی معراج	۲۳
۵۹	عقلمند کے کام	۲۴
۵۹	عقلمند کے اوصاف	۲۵
۶۰	عقل کی آفت	۲۶
۶۳	باب نمبر (۲) ﴿ تقویٰ کے ذریعے باطن کی اصلاح کا بیان ﴾	۲۷
۶۳	عقل کا پہلا شعبہ	۲۸
۶۳	باطن کی اصلاح کیجئے	۲۹
۶۵	اللہ تعالیٰ دلوں کے راز لوگوں کی زبان پر لے آتے ہیں	۳۰
۶۵	دل کی پاکیزگی اعضاء کی پاکیزگی ہے	۳۱
۶۵	حضرت لقمان کی عملی نصیحت	۳۲
۶۶	عقلمند دل کا جائزہ لیتا رہے	۳۳
۶۶	زبان اور دل کو تقویٰ کا پابند بنائیے	۳۴
۶۹	باب (۳) ﴿ علم کے لزوم اور طلب علم پر مداومت کا بیان ﴾	۳۵



۶۹	طلب علم عقلمند کے لئے ضروری ہے	۳۶
۶۹	عالم کا کام امیر اور قاضی سے کیا؟	۳۷
۷۰	علم ذی عقل اور زاہد حاصل کرتا ہے	۳۸
۷۰	عقلمند علم کو نہیں بچتا	۳۹
۷۱	علم سے عمل کے سوا کسی اور چیز کا قصد نہ کرو	۴۰
۷۱	دنیا کی محبت سے آخرت کا خوف نکل جاتا ہے	۴۱
۷۲	ابن مبارک رحمہ اللہ کے اشعار	۴۲
۷۳	علم کے اٹھنے سے پہلے اسے حاصل کر لو	۴۳
۷۳	علم پر ضرور عمل کرو چاہے تھوڑے پر کرو	۴۴
۷۴	افضل علم حاصل کرو	۴۵
۷۵	علم کی کثرت	۴۶
۷۵	علم حدیث سے بخل کرنے کی بلاکتیں	۴۷
۷۵	علم کا ایک باب دنیا سے بہتر ہے	۴۸
	باب (۴)	
۷۶	خاموشی اختیار کرنے اور زبان کی حفاظت کرنے کا بیان	۴۹
۷۷	زیادہ گفتگو نقصان دہ ہے	۵۰
۷۷	لوگوں کی گفتگو پر اعتراض نہ کرو	۵۱
۷۷	زبان نہ ہوتی تو	۵۲
۷۸	دل کو سخت بنانے والی چیزیں	۵۳
۷۸	خاموشی انسان کا رعب ہے	۵۴
۷۸	جب تک بولنا ضروری نہ ہو نہ بولو	۵۵



۵۶	زبان کے دس اوصاف	۷۹
۵۷	زیادہ بولنا جھوٹا ہونے کو کافی ہے	۸۱
۵۸	اہل عقل کی تقسیم	۸۱
۵۹	خاموشی کو اختیار کرنا بہر صورت ضروری ہے	۸۲
۶۰	عقل مند کی زبان دل کے پیچھے ہوتی ہے	۸۳
۶۱	عقل مند بات کی ابتداء کب کرتا ہے	۸۳
۶۲	زبان قید کی زیادہ حقدار ہے	۸۴
۶۳	زبان کی حفاظت کرنے والی ایک خاتون کا واقعہ	۸۴
۶۴	باب (۵) سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی ترغیب ﴿	۸۸
۶۵	زبان کو سچ کی عادت ڈالنے	۸۸
۶۶	عبدالملک کی بچوں کی تربیت کے بارے میں وصیت	۸۹
۶۷	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ	۸۹
۶۸	منافق کون؟	۸۹
۶۹	اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ گوشت	۹۰
۷۰	زبان سے جھوٹی خوبصورتی حاصل نہیں ہو سکتی	۹۰
۷۱	جھوٹا شخص بھولتا اور ناقابل اعتناء ہو جاتا ہے	۹۰
۷۲	ہر بات مت کرو	۹۱
۷۳	سچ بولنے کا انعام	۹۲
۷۴	سچ بولنے والی خاتون فاروقی خاندانی کی بہو بنی	۹۲
۷۵	غلط بات کرنے سے عاجز ہونا بہتر ہے	۹۳



۷۶	باب (۶)	﴿حیاء کے لزوم اور بے حیائی کے ترک کر نیکی ترغیب﴾	۹۴
۷۷		حیاء دو قسم کی ہوتی ہے	۹۵
۷۸	باب (۷)	﴿تواضع اختیار کرنے اور تکبر سے بچنے کی ترغیب﴾	۹۸
۷۹		اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کی دو قسمیں ہیں	۹۹
۸۰	باب (۸)	﴿گناہوں سے بچتے ہوئے لوگوں سے محبت کرنا کا استحباب﴾	۱۰۳
۸۱	باب (۹)	﴿لوگوں سے مدارات یعنی نرمی سے پیش آنا اور مدافعت نہ کرنا﴾	۱۰۹
۸۲	باب (۱۰)	﴿سلام عام کرنے اور خندہ پیشانی و مسکراہٹ ظاہر کرنے کا بیان﴾	۱۱۳
۸۳	باب (۱۱)	﴿جائز مزاح اور ناپسند مزاح کا بیان﴾	۱۱۷
۸۴		عام لوگوں کی موجودگی میں مذاق کرنا مکروہ ہے	۱۲۱
۸۵	باب (۱۲)	﴿لوگوں سے بالکل الگ ہو رہنے کا بیان﴾	۱۲۲
۸۶	باب (۱۳)	﴿کسی خاص شخص سے بھائی چارے کا استحباب﴾	۱۲۶
۸۷		حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اٹھارہ پر حکمت اقوال	۱۳۰
۸۸		محبت کی اصل بھروسہ ہے	۱۳۲



۱۳۳	دوستی کرنے سے پہلے پرکھ لو	۸۹
۱۳۴	دوستوں کی مجلس سے اچھی خوشی کوئی نہیں	۹۰
۱۳۴	زندگی کی رونق	۹۱
۱۳۵	مروت کی دو اقسام	۹۲
۱۳۶	باب (۱۴) ﴿خلق خدا سے نفرت و عداوت کی کراہت کا بیان﴾	۹۳
۱۳۷	عقلمند دشمنی نہیں کرتا	۹۴
۱۳۸	جس سے امن میں ہو اس سے ڈرو	۹۵
۱۳۸	دشمن کے آنسو نہیں کر توت دیکھو	۹۶
۱۳۹	دشمن سے کبھی غافل نہ رہو	۹۷
۱۳۹	محبت اور نفرت میں اعتدال رکھو	۹۸
۱۳۹	دشمن سے صلح کی گنجائش باقی رکھو	۹۹
۱۴۰	پر حکمت اشعار کا مقابلہ	۱۰۰
۱۴۲	دشمنی سے گریز کرو	۱۰۱
۱۴۳	باب (۱۵) ﴿محبت صلحاء کی ترغیب اور صحبت اشرار سے ترہیب﴾	۱۰۲
۱۴۳	نیک لوگوں کی مجلس تلاش کرو	۱۰۳
۱۴۵	خوش نصیب انسان	۱۰۴
۱۴۶	کچھ لوگوں کے دوسروں پر حقوق	۱۰۵
۱۴۶	بہترین ساتھی ”عقلمند انسان“ ہے	۱۰۶
۱۴۶	اصلاح میں مدد نہ کرنے والوں سے اللہ کی پناہ	۱۰۷



۱۰۸	اہل مروت کی مصاحبت اختیار کرو	۱۴۷
۱۰۹	باب (۱۶)	
۱۱۰	﴿محبت میں تلون مزاجی کی کراہیت کا بیان﴾	۱۴۸
۱۱۱	دو غلے دوستوں کا شکوہ	۱۴۸
۱۱۲	دوست کی محبت ضائع کرنے والا عاجز ہے	۱۴۹
۱۱۳	عقلمند دورنگ نہیں ہوتا	۱۴۹
۱۱۴	انسان کی آنکھ دل کی بات ظاہر کر دیتی ہے	۱۴۹
۱۱۵	کسی سے دوستی سے پہلے اسے پرکھ لو	۱۵۰
۱۱۶	حضرت سلیمان علیہ السلام کی نصیحت	۱۵۰
۱۱۷	دوست وہ جو مشکل میں ساتھ دے	۱۵۱
۱۱۸	دو غلے بے وفا شخص سے دوستی مت کرو	۱۵۲
۱۱۹	سچے دوست کی صفات	۱۵۲
۱۲۰	دل دیکھنے کے لئے آنکھیں دیکھو	۱۵۳
۱۲۱	ابراہیم کے ماموں کا خط	۱۵۴
۱۲۲	باب (۱۷)	
۱۲۳	﴿لوگوں کے ایک دوسرے کیساتھ محبت اور اختلاف کے احوال﴾	۱۵۶
۱۲۴	اہل طاعت کے دل اور خواہشات ایک ہوتے ہیں	۱۵۷
۱۲۵	دوست کو دوست پر قیاس کیا جائے گا	۱۵۸
۱۲۶	کند جنس باہم جنس پر واز	۱۵۸
۱۲۷	مشکوٰۃ کے ساتھ مت رہیے	۱۵۹
۱۲۸	آج کل کے باطن خلاف لوگ	۱۵۹



۱۵۹	قصہ	۱۲۷
۱۶۰	دوستوں کی جدائی وطن کے لمحات	۱۲۸
۱۶۳	دوستوں کی جدائی برداشت نہ کرنے کے اسباب	۱۲۹
۱۶۳	کوئے پر لعنت کا واقعہ	۱۳۰
	باب (۱۸)	۱۳۱
۱۶۶	﴿دوستوں کی زیارت اور ان کی عزت کرنے کی ترغیب﴾	
۱۶۷	دوستوں کی ملاقات کے اعتبار سے اقسام	۱۳۲
	باب (۱۹)	۱۳۳
۱۷۰	﴿احق اور جاہل کی صفات کا ذکر﴾	
۱۷۰	احق سے ملنا چھوڑ دو، ورنہ.....	۱۳۴
۱۷۱	احق کو اس کی صفات میں تلاش کرو	۱۳۵
۱۷۲	احق ایک انگارہ ہے	۱۳۶
۱۷۳	حماقت گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے	۱۳۷
۱۷۳	احق سے معاملہ	۱۳۸
۱۷۵	احق کی مزید صفات	۱۳۹
۱۷۶	احق کی مثال	۱۴۰
۱۷۷	بعض لوگ بصورت انسان جانور ہوتے ہیں	۱۴۱
۱۷۷	احق کی خوش فہمیاں	۱۴۲
۱۷۸	بے وقوف بمقابلہ عقلمند	۱۴۳
۱۷۸	عقلمند کی خصلتیں	۱۴۴



۱۳۵	باب (۲۰)	
۱۷۹	﴿تجسس اور بدگمانی کی ممانعت کا بیان﴾	
۱۷۹	کسی کے عمل کے بارے میں مت پوچھو	
۱۸۰	ابودلامہ کا معاملہ	
۱۸۲	جیسی کرنی ویسی بھرنی	
۱۸۲	تجسس منافقت ہے	
۱۸۲	بدگمانی کب جائز ہے؟	
۱۸۳	ٹوہ میں رہنا چھوڑ دیجئے	
۱۵۲	باب (۲۱)	
۱۸۵	﴿مقلند کے لئے حرص سے بچنے کی ترغیب﴾	
۱۸۶	لاچ چھوڑ دینا سخاوت سے بہتر ہے	
۱۸۶	لاچ کے نقصانات	
۱۸۷	لاچ بری بلا ہے	
۱۸۸	تقدیر کی مختصر تشریح	
۱۵۷	باب (۲۲)	
۱۸۹	﴿حسد اور بغض کی ممانعت کا بیان﴾	
۱۹۰	حسد کرنے والے ہمیشہ ہوتے ہیں	
۱۹۱	میں کسی سے حسد کیوں کروں؟	
۱۹۱	حسد کی آگ کبھی نہیں بجھتی	
۱۹۱	حسد کی حقیقت	
۱۹۲	حاسدین سے بچنے کا طریقہ	



۱۶۳	حد کب نقصان دیتا ہے	۱۹۳
۱۶۴	حاسد محمود کے لئے ہدایات	۱۹۳
۱۶۵	محبت کی پہچان	۱۹۴
۱۶۶	حد ایک موذی بیماری ہے	۱۹۴
۱۶۷	حد محرومی کا سبب ہے	۱۹۴
۱۶۸	چار غمگین افراد	۱۹۵
۱۶۹	حق سے دور شخص	۱۹۵
۱۷۰	باب (۲۳)	
۱۹۶	﴿غصہ اور جلد بازی سے اجتناب کا بیان﴾	۱۹۶
۱۷۱	انجیل کی ایک آیت	۱۹۶
۱۷۲	جلدی غصہ آنا بے وقوفی کی علامت ہے	۱۹۷
۱۷۳	اولیاء کا غصہ	۱۹۷
۱۷۴	غصہ کو پی جانا غصہ کرنا نہیں کہلائے گا	۱۹۸
۱۷۵	باب (۲۴)	
۱۹۹	﴿لوگوں سے لالچ اور امید رکھنے کی ممانعت﴾	۱۹۹
۱۷۶	استغناء مالدار اور لالچ فقر ہے	۲۰۰
۱۷۷	ابو الاسود الدکلی کا طرز	۲۰۱
۱۷۸	لالچ ایک گرہ ہے	۲۰۱
۱۷۹	لوگوں سے امید نہ رکھنا عزت ہے	۲۰۲
۱۸۰	بڑے مصائب	۲۰۳
۱۸۱	سوال کرنا عطاء سے زیادہ بھاری ہے	۲۰۳



۲۰۴	عقل مند مانگتا نہیں	۱۸۲
۲۰۵	باب (۲۵) ﴿مانگنے کی کراہیت اور اس سے بچنے کا بیان﴾	۱۸۳
۲۰۶	مانگنے کی ذلت	۱۸۴
۲۰۷	باب (۲۶) ﴿قناعت اختیار کرنے کی ترغیب﴾	۱۸۵
۲۰۸	قناعت اللہ کی عنایت	۱۸۶
۲۱۰	قناعت کے برخلاف چلنے والے کی مثال	۱۸۷
۲۱۱	باب (۲۷) ﴿توکل اختیار کرنے کی ترغیب﴾	۱۸۸
۲۱۲	رزق مقرر ہے بندہ حرام چاہے تو حرام حلال چاہے تو حلال ہو کر ملتا ہے	۱۸۹
۲۱۳	مسلمانوں کا توکل	۱۹۰
۲۱۴	توکل کیا ہے؟	۱۹۱
۲۱۵	خدا پر رزق نہ دینے کی تہمت نہ لگاؤ	۱۹۲
۲۱۶	باب (۲۸) ﴿مصاب پر رضا اور اس پر صبر کا بیان﴾	۱۹۳
۲۱۷	تقدیر پر ایمان کیا ہے؟	۱۹۴
۲۱۸	عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا ایمان	۱۹۵
۲۲۰	صبر کرنا لازمی ہے	۱۹۶
۲۲۰	صبر پر اللہ تعالیٰ کی مدد	۱۹۷



۱۹۸	رضا محبت کی اصل ہے	۲۲۰
۱۹۹	صبر کے درجات	۲۲۱
۲۰۰	صبر کے بعد آسانی ہے	۲۲۱
۲۰۱	صبر کی اقسام	۲۲۱
۲۰۲	خبر پہلے مل چکی ہے	۲۲۲
۲۰۳	ایک تعزیتی خط	۲۲۲
۲۰۴	حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا صبر	۲۲۳
۲۰۵	باب (۲۹) ﴿زیادتی و ظلم کرنے والے کو معاف کرنے کی ترغیب﴾	۲۲۵
۲۰۶	اللہ تعالیٰ کے تین محبوب بندے	۲۲۶
۲۰۷	ذکر خیر چاہتے ہو تو بردبار بنو	۲۲۶
۲۰۸	دوا چھی باتیں	۲۲۷
۲۰۹	اللہ کی محبوب باتیں	۲۲۷
۲۱۰	حجاج کی عبدالملک کو نصیحت	۲۲۷
۲۱۱	عقلمند درگزر سے کام لیتا ہے	۲۲۷
۲۱۲	دوست کی ستر لغزشیں معاف کرو	۲۲۸
۲۱۳	امام شععی کی برداشت	۲۲۸
۲۱۴	حلال بن علاء کا طرز	۲۲۹
۲۱۵	حضرت لقمان کی نصیحت	۲۲۹
۲۱۶	حضرت لقمان کا حکمت بھرا کلام	۲۳۰
۲۱۷	عقلمند برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتا	۲۳۰



۲۱۸	اکرام کرنے والوں کا اکرام اور توہین کرنے والے کی توہین	۲۳۱
۲۱۹	نبی کریم ﷺ کو ہدایت ایزدی	۲۳۱
۲۲۰	باب (۳۰)	
۲۲۲	﴿شریف اور رذیل کی صفت کا بیان﴾	۲۳۲
۲۲۱	سب سے معزز شخص متقی ہے	۲۳۲
۲۲۲	کریم شخص کی تین عادتیں	۲۳۲
۲۲۳	کریم و معزز شخص کی صفات	۲۳۳
۲۲۴	کریم شخص سے ملنے سے کرم زندہ ہوتا ہے	۲۳۳
۲۲۵	کریم اور کینے میں فرق	۲۳۳
۲۲۶	معزز اور کینے کی مثال	۲۳۳
۲۲۷	کریم شخص کی عادات	۲۳۴
۲۲۸	حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ	۲۳۴
۲۲۹	کرم و شرافت سب سے بہترین ذخیرہ ہے	۲۳۵
۲۳۰	بداخلاق شخص تو بہ نہیں کرتا	۲۳۵
۲۳۱	باب (۳۱)	
۲۳۶	﴿چغل خوروں کی بات قبول کرنے پر تنبیہ﴾	۲۳۶
۲۳۲	حضرت سلیمان علیہ السلام کی نصیحت	۲۳۶
۲۳۳	بعض صفات پر آخرت میں اکرام	۲۳۷
۲۳۴	ایک دیہاتی عورت کی نصیحت	۲۳۷
۲۳۵	چغل خور پر اعتماد نہ کریں	۲۳۷
۲۳۶	ابن ہمام اور ایک چغل خور	۲۳۷



۲۳۸	چغل خور کسی طرح قابل اعتماد نہیں	۲۳۷
۲۳۸	حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کا ارشاد	۲۳۸
۲۳۹	پہلے غور زیادہ بات بیان کرتا ہے	۲۳۹
۲۳۹	حسن بن سہل کی مامون سے درخواست	۲۴۰
۲۳۹	چغل خور سب سے بڑا جادوگر	۲۴۱
۲۴۰	ایک چغل خور غلام کا قصہ	۲۴۲
۲۴۱	حضرت معاویہ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما	۲۴۳
۲۴۲	دوستوں کی لغزش اور کوتاہی کو معاف کیجئے	۲۴۴
۲۴۲	ڈانٹ ڈپٹ زیادہ مت کیجئے	۲۴۵
۲۴۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت	۲۴۶
	باب (۳۲)	۲۴۷
۲۴۴	﴿معذرت کرنے والے کا عذر قبول کرنے کی فضیلت﴾	۲۴۸
۲۴۴	خلیفہ سلیمان اور خالد بن عبداللہ	۲۴۸
۲۴۵	عذر پیش کرنے کا ایک طریقہ	۲۴۹
۲۴۵	جو عذر پیش کرے اسے قبول کر لو	۲۵۰
۲۴۵	غلط بات دیکھ کر عذر سمجھو	۲۵۱
۲۴۶	چھپ کر گناہ کرنے والے کا گناہ علی الاعلان نہ بتائیں	۲۵۲
۲۴۶	ابودلف کو عبداللہ بن طاہر کا خط	۲۵۳
۲۴۷	ابوالاسود دہلی اور ان کا دوست	۲۵۴
۲۴۸	معذرت کرنا قابل تعریف عمل ہے	۲۵۵
۲۴۸	ابن عتبہ اور ابن زائدہ کا واقعہ	۲۵۶



۲۴۹	ابن مساک کو بہترین جواب	۲۵۷
	باب (۳۳)	۲۵۸
۲۵۰	﴿راز چھپانا ضروری ہے..... اس کی اہمیت کا بیان﴾	
۲۵۵	مشورے کی سنت کی حقیقت	۲۵۹
	باب (۳۴)	۲۶۰
۲۵۹	﴿مسلمانوں سے خیر خواہی کرنے کی ترغیب﴾	
۲۶۰	خیر خواہی کرنے والا اچھا دوست ہے	۲۶۱
۲۶۰	حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت	۲۶۲
۲۶۱	مومن دوسرے مومن کا خیر خواہ ہوتا ہے	۲۶۳
۲۶۱	دو ظالم شخص	۲۶۴
۲۶۲	نصیحت تنہائی میں کرنی چاہئے	۲۶۵
۲۶۳	نصیحت کرنے کا انداز	۲۶۶
۲۶۳	نصیحت الفت پیدا کرتی ہے	۲۶۷
	باب (۳۵)	۲۶۸
۲۶۵	﴿خطاب بن معنی کی اپنے بیٹے کو وصیت﴾	
۲۶۵	وقار اور سنجیدگی اختیار کرو	۲۶۹
۲۶۶	جسمانی اعضاء کے آداب	۲۷۰
۲۶۶	خود پسندی کا اظہار مت کرو	۲۷۱
۲۶۶	بناوٹ اور تصنع سے بچو	۲۷۲
۲۶۷	سارا علم کسی کو مت سکھاؤ	۲۷۳
۲۶۷	گھر والوں سے سختی کا انداز	۲۷۴



۲۶۷	جھگڑے، بے ہودگی سے پرہیز کرو	۲۷۵
۲۶۷	حاکم وقت سے معاملہ	۲۷۶
۲۶۸	زبان کی پاسداری	۲۷۷
۲۶۸	کھانے پینے کے آداب	۲۷۸
۲۶۸	حکمران کے ہاں کھانا	۲۷۹
۲۶۸	مال کا حق	۲۸۰
۲۷۳	اچھی بری عورتیں	۲۸۱
۲۷۳	بعض کمینہ عورتیں	۲۸۲
۲۷۳	اس عورت کے نقصانات	۲۸۳
۲۷۴	ایک خطرناک قسم	۲۸۴
۲۷۴	بے وقوف عورتیں	۲۸۵
۲۷۴	مہربان اور پسندیدہ عورتیں	۲۸۶
۲۷۶	باب (۳۶) ﴿مسلمانوں سے قطع تعلق کی مذمت﴾	۲۸۷
۲۷۹	اپنے عیوب کی پہچان	۲۸۸
۲۸۲	باب (۳۷) ﴿تکلیف کے وقت بردباری اپنانے کی ترغیب﴾	۲۸۹
۲۸۲	بردباری کی تعریف	۲۹۰
۲۸۴	بردباری عظمت کی دلیل	۲۹۱
۲۸۴	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۲۹۲
۲۸۵	بردباری علم کا لباس ہے	۲۹۳



۲۸۵	حضرت وہب بن منبہ کی نصیحت	۲۹۴
۲۸۷	بردباری کا مظاہرہ	۲۹۵
۲۸۷	غصہ کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے	۲۹۶
۲۸۸	حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کا قول	۲۹۷
۲۸۹	سلیمان بن موسیٰ کا قول	۲۹۸
۲۸۹	امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بردباری کا واقعہ	۲۹۹
۲۹۰	تین افراد رحم کے قابل نہیں	۳۰۰
۲۹۰	بردباری کی دو اقسام	۳۰۱
۲۹۰	بردباری کا معلم	۳۰۲
	باب (۳۸)	۳۰۳
۲۹۲	﴿جملہ امور میں نرمی کو مد نظر رکھنا اور جلد بازی سے پرہیز کرنا﴾	۲۹۲
۲۹۳	کسی چیز کی جستجو میں حد سے بڑھنا عیب ہے	۳۰۴
۲۹۴	کسی جلد بازی کی تعریف نہیں کی جاتی	۳۰۵
۲۹۴	جلد بازی کی وجہ	۳۰۶
۲۹۵	چار چیزوں سے بچئے	۳۰۷
۲۹۵	جلد بازی ندامت ہے	۳۰۸
۲۹۵	کامیابی کا راز	۳۰۹
۲۹۶	کامیابی کی کلید	۳۱۰
۲۹۷	عاجزی سے ملنے والی نعمتیں ناقابل قبول ہیں	۳۱۱
۲۹۷	جلد بازی کی سزا	۳۱۲



۲۹۸	باب (۳۹)	۳۱۳
	﴿علم ادب حاصل کرنے اور فصاحت اختیار کرنے کا بیان﴾	
۳۰۱	ادب بہترین وراثت ہے	۱۴
۳۰۲	علم ادب کی ضرورت	۳۱۵
۳۰۳	گفتگو علم سے بڑھ کر نہ ہو	۳۱۶
۳۰۳	کلام کی مثال	۳۱۷
۳۰۳	طالب علم پر ایک خوف	۳۱۸
	باب (۴۰)	۳۱۹
۳۰۵	﴿کام آنے والے مال کو جمع کرنے کی اجازت کا بیان﴾	
۳۰۷	لوگوں سے مستغنی ہو جائیے	۳۲۰
۳۰۷	مال دین درست رکھنے کا ذریعہ ہے	۳۲۱
۳۰۷	سعادت مند شخص	۳۲۲
۳۰۸	مال ہے تو عزت ہے	۳۲۳
۳۰۸	اس دنیا میں غریب شخص کا حال	۳۲۴
۳۱۰	ابوقیس کی نصیحت	۳۲۵
۳۱۰	مال میں برکت کا طریقہ	۳۲۶
۳۱۱	سب سے بُرا مال	۳۲۷
۳۱۱	درہم اور دینار کے بانی اول	۳۲۸
	باب (۴۱)	۳۲۹
۳۱۲	﴿مروت و اعلیٰ اخلاق قائم کرنے کی ترغیب﴾	
۳۱۵	سفر و حضر کی مروت	۳۳۰



۳۱۵	مصنف کا قول فیصل	۳۳۱
۳۱۶	مروت نہ کرنے کا انجام	۳۳۲
۳۱۷	تین چیزیں وقار ختم کرتی ہیں	۳۳۳
۳۱۷	دوست سے نفع لینا مروت کے خلاف ہے	۳۳۴
۳۱۷	دنیا میں ذلت کی چیزیں	۳۳۵
۳۱۹	باب (۴۲) سخاوت اختیار کرنے اور کنجوسی سے اجتناب کرنے کی ترغیب	۳۳۶
۳۲۰	جہاں ضروری ہو وہاں خرچ کرو	۳۳۷
۳۲۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۳۳۸
۳۲۰	دوسروں کے مال سے بچو	۳۳۹
۳۲۱	نیکی کر کے احسان نہ جتلاؤ	۳۴۰
۳۲۲	خرچ کرنے کے فضائل	۳۴۱
۳۲۳	بخل جہنم کا اور سخاوت جنت کا درخت ہے	۳۴۲
۳۲۳	بخل کے درجات	۳۴۳
۳۲۴	انسان کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ بخل ہے	۳۴۴
۳۲۵	سب سے بڑا بخلی	۳۴۵
۳۲۵	حاکم طائی اور ان کے والد	۳۴۶
۳۲۵	عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پسندیدہ اشعار	۳۴۷
۳۲۶	حد درجے کی سخاوت	۳۴۸
۳۲۶	سخاوت کرنے والے کامیاب ہیں	۳۴۹
۳۲۷	عرب میں بخل اور کنجوس پر اشعار	۳۵۰



۳۲۷	بخل سے مشہور نہ ہوں	۳۵۱
۳۲۸	بنت عبدالعزیز کی بخل سے نفرت	۳۵۲
۳۲۸	حخی کا یقین کامل ہوتا ہے	۳۵۳
۳۲۹	باب (۴۳)	۳۵۴
۳۲۹	﴿دوستوں کے ہدایا قبول نہ کرنے پر سرزنش کا بیان﴾	
۳۲۹	ہدایا واپس لینے سے منع کا ذکر	۳۵۵
۳۲۹	ہدیہ نفرت کو ختم کرتا ہے	۳۵۶
۳۳۰	دل محسن سے محبت کرتے ہیں	۳۵۷
۳۳۱	معاصرین کی محبت کے لئے انہیں ہدیہ بھیجو	۳۵۸
۳۳۲	ہدیہ دینے لینے میں قلت و کثرت کو نہیں دیکھنا چاہئے	۳۵۹
۳۳۲	بہترین تحفہ مگر معذرت کے ساتھ	۳۶۰
۳۳۳	ہدیہ غریب بھی بھیجا کریں	۳۶۱
۳۳۵	درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو	۳۶۲
۳۳۶	باب (۴۴)	۳۶۳
۳۳۶	﴿لوگوں کی حاجتیں پوری کر کے ان سے تنگی دور کرنا کا بیان﴾	
۳۳۷	بھلائی ایسے کی جاتی ہے	۳۶۴
۳۳۸	بھلائی جلد سے جلد کر لو	۳۶۵
۳۳۸	بغیر مانگے دینا چاہئے	۳۶۶
۳۳۸	یحییٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی سخاوت	۳۶۷
۳۳۹	سوال کرنے کے اصول	۳۶۸
۳۴۰	ہر ایک سے مدد لینا مناسب نہیں	۳۶۹



۳۴۱	سفارش کے لئے کون شخص مناسب نہیں	۳۷۰
۳۴۲	زیادہ اصرار مت کریں	۳۷۱
۳۴۳	مشہور شاعر ابو تمام ”مالک“ کے دروازے پر	۳۷۲
۳۴۵	ابن الہففت کا جذبہ سخاوت	۳۷۳
	باب (۳۵)	۳۷۴
۳۴۶	﴿سوال پورا کرنے اور مراتب و اوصاف عالیہ اپنانے کی ترغیب﴾	
۳۴۷	کام آنے والا مال ضائع نہیں ہوا	۳۷۵
۳۴۷	جس کی فکر صرف پیٹ او شرم گاہ ہو وہ جانور سے بدتر ہے	۳۷۶
۳۴۸	نیکی کا ڈھنگ یہ ہے	۳۷۷
۳۴۹	نیکی کرو تو گن کر مت دو	۳۷۸
۳۴۹	حجاج کی سخاوت	۳۷۹
۳۴۹	نیکی کرنے میں پہلے قریبی لوگوں کا خیال کریں	۳۸۰
۳۵۰	نیکی کی ابتداء کرنا بدلہ دینے سے بہتر ہے	۳۸۱
۳۵۰	یعقوب بن داؤد کی سخاوت	۳۸۲
	باب (۳۶)	
۳۵۴	﴿مہمان نوازی اور کھانا کھلانے کی ترغیب﴾	۳۸۳
۳۵۴	مہمان نوازی کے نکالات	۳۸۴
۳۵۴	پہلے مہمان نواز	۳۸۵
۳۵۴	نسل در نسل نخی	۳۸۶
۳۵۵	سردار مہمان نوازی سے مشہور ہوئے	۳۸۷
۳۵۵	دو مہمان نواز بہن بھائی	۳۸۸



۳۵۷	بزرگوں کا بڑا دل	۳۸۹
۳۵۷	نعمتوں کا اکرام مہمان نوازی سے کیجئے	۳۹۰
۳۵۷	مہمان کا اصل کرام کیا ہے؟	۳۹۱
۳۵۷	کنجوسوں کی مذمت	۳۹۲
۳۵۸	بڑا سخی اور بڑا بخیل	۳۹۳
۳۵۸	مہمان مسکراہٹ سے خوش ہوتا ہے	۳۹۴
۳۵۹	بخل مت کرو	۳۹۵
۳۵۹	ایک عجیب مہمان نواز	۳۹۶
۳۶۰	سعد بن عبادہ کی دعا	۳۹۷
۳۶۱	باب (۴۷) ﴿احسان کا شکر ادا کرنے اور بدلہ دینے کی ترغیب﴾	۳۹۸
۳۶۲	پانی پلانے کا عظیم بدلہ	۳۹۹
۳۶۲	آزاد انسان نعمت کی ناشکری نہیں کرتا	۴۰۰
۳۶۳	اکرام کا عظیم شکر	۴۰۱
۳۶۳	حضرت ابراہیم بن ادھم کا بدلہ دینا	۴۰۲
۳۶۴	باب (۴۸) ﴿ریاست کی تدبیر اور رعایا کے خیال رکھنے کا بیان﴾	۴۰۳
۳۶۸	مددگاروں کا ہونا ضروری ہے	۴۰۴
۳۶۸	حکمران قوم سے سخاوت کرے	۴۰۵
۳۶۸	حکمران کی چھ چیزیں	۴۰۶
۳۶۹	حکمران کے لئے ہدایات	۴۰۷



۳۰۸	حکمران کی ذمہ داری	۳۷۰
۳۰۹	حکمران آگ ہے	۳۷۰
۳۱۰	حکمران بارش ہے	۳۷۰
۳۱۱	حکمران عوام کے لئے روح کی طرح ہے	۳۷۰
۳۱۲	حکمران کا سب سے پہلا کام	۳۷۱
۳۱۳	نیک اور خیر خواہ وزیر	۳۷۱
۳۱۴	بیت المال کی نگرانی	۳۷۲
۳۱۵	حجاج اور حرمین کی نگہبانی	۳۷۲
۳۱۶	سرحد کی حفاظت	۳۷۲
۳۱۷	عام حکام کی نگرانی	۳۷۳
۳۱۸	اہل علم کا لحاظ رکھیں	۳۷۳
۳۱۹	عوام کو حکمرانوں کی خبر گیری پر مقرر کرے	۳۷۳
۳۲۰	اذن عام کی ایک جگہ (کھلی کچھری)	۳۷۴
۳۲۱	بری بات سن کر برداشت کرے	۳۷۴
۳۲۲	تین اشیاء	۳۷۴
۳۲۳	چار قابل حفاظت باتیں	۳۷۵
۳۲۴	حکمرانی کی طلب نہ کرنا	۳۷۵
۳۲۵	مشورے کا اہتمام کریں	۳۷۶
۳۲۶	حکومت فخر کرنے موج اڑانے کا نام نہیں	۳۷۶
۳۲۷	حکمران کے مصاحب کے لئے ہدایات	۳۷۷



۳۷۸	اہل علم حکمرانوں کے ہاں نہ جائیں	۴۲۸
۳۷۸	پانچ حلال بری چیزیں	۴۲۹
۳۷۹	حکمرانوں کی ہر چیز بڑی ہے	۴۳۰
۳۷۹	حاکم کے معاون اسباب	۴۳۱
۳۸۰	حکمران کی بات مصاحب برداشت کرے	۴۳۲
۳۸۰	امام جعفر صادق کی حکمت	۴۳۳
۳۸۱	ہامون کے چچا کی حکمت	۴۳۴
۳۸۲	حکمران اللہ تعالیٰ سے رجوع رکھے	۴۳۵
	باب (۴۹)	۴۳۶
۳۸۳	﴿دنیا اور اس کے اہل کے ساتھ اسے قبول کرنے کا ذکر﴾	
۳۸۳	دنیا سے دھوکہ نہ کھاؤ	۴۳۷
۳۸۴	زمانے کے دو رنگ ہیں	۴۳۸
۳۸۴	زمانہ بدلتا رہتا ہے	۴۳۹
۳۸۵	دنیا کے کم وقت میں تیاری کرو	۴۴۰
۳۸۵	دنیا کی مثال	۴۴۱
۳۸۵	عقل مند شخص اور دنیا	۴۴۲
۳۸۶	دنیاوی مراتب دینے والا سبب	۴۴۳
۳۸۶	ایک عابدہ کی باتیں	۴۴۴
	باب (۵۰)	۴۴۵
۳۸۸	﴿موت کی یاد اور نیکیاں آگے بھیجنے کی ترغیب﴾	
۳۸۸	موت سے فرار نہیں	۴۴۶



۳۸۸	پر امن لوگوں کو بھی موت آتی ہے	۴۴۷
۳۸۹	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ذکر موت	۴۴۸
۳۹۰	ابوالعناہیہ کی نصیحت	۴۴۹
۳۹۱	موت نے کسی کو نہ چھوڑا	۴۵۰
۳۹۱	ایک نصیحت آموز واقعہ	۴۵۱
۳۹۲	سب سے زیادہ عجیب بات	۴۵۲
۳۹۳	ایک نابینا کی نصیحت	۴۵۳
۳۹۳	موت کی خبر آچکی	۴۵۴
۳۹۴	امام شافعی رحمہ اللہ کا پسندیدہ شعر	۴۵۵
۳۹۴	مردوں کی تلقین	۴۵۶
۳۹۵	قبریں بڑھ رہی ہیں	۴۵۷
۳۹۶	مردوں کا حشر کا انتظار	۴۵۸
۳۹۶	آخری بات	۴۵۹



## ﴿عرض ناشر﴾

زیر نظر کتاب ”کامیابی کے راہنما اصول“ الحمد للہ طبع ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بیت العلوم لاہور کا یہ وٹیرہ رہا ہے کہ وہ ہمیشہ انوکھی اور اہم کتب شائع کرتا اور انتہائی بہترین کتابت و طباعت سے آراستہ کر کے قارئین تک پہنچاتا ہے۔ یہ چوتھی صدی ہجری کی کتاب ہے اس کتاب کا ایک ایک جملہ بڑا اہم اور پڑتا خیر ہے اس کتاب کو پڑھ کر کوئی بھی قاری چاہے وہ حکمران ہو یا عوام استاد ہو یا طالب علم، صاحب خیر ہو یا صاحب فقر، وہ نکھر کر کندن ضرور بنے گا۔

اور پھر انتہائی تجربہ کار عالم نے اس کا ترجمہ کیا ہے جو اس کتاب کے لئے نہایت موزوں ہے امید ہے کہ ناشر اور مترجم کی اس کاوش کی کما حقہ پذیرائی کی جائے گی۔

دعا ہے حق تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائیں ذخیرہ آخرت بنائیں اور مفید عام اور مقبول فرمائیں۔

آخر میں قارئین سے گزارش ہے کہ احقر اس کے والدین اور اس کے اہل خانہ کو دعائے خیر میں یاد رکھیں اور غافیت دارین کی دعاء فرمائیں۔

والسلام  
ناظم اشرف



## ﴿عرض مترجم﴾

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ بلند اور اچھے اخلاق کو پسند فرماتے ہیں۔ گھٹیا اور رودی اخلاق کو ناپسند کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے اخلاق اور شخصیت کی تعمیر و حسن پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور اسلام کے مزاج میں یہ خصوصیت رکھی ہے کہ وہ اپنے امتی کو باوقار، سنجیدہ، سخی اور متقی دیکھنا چاہتا ہے وقار سنجیدگی اور تقویٰ وغیرہ سب اختیاری و کسبی اوصاف ہیں جنہیں حاصل کرنے کے لئے تھوڑی بہت محنت کرنی پڑتی ہے اور تقویٰ تو انتہائی آسان ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کام چھوڑ دیئے جائیں۔

بہر حال علامہ ابن حبان نے اپنی کتاب ”روضة العقلاء و نزہۃ الفضلاء“ میں ان اصولوں کو اجاگر کیا ہے جن پر عمل کر کے کوئی بھی شخص اخلاق مروت سنجیدگی وقار کو حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے شرط عقل کا ہونا ہے۔ اسی لئے مصنف نے اہل عقل کو ہی خطاب کیا ہے۔

اس کتاب کے مصنف کا دعویٰ کا ہے کہ عالم اپنے ہمعصروں پر اس کتاب پر عمل کر کے فائق ہو سکتا ہے یہ کتاب تنہائی کی بہترین ساتھی ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس میں وہ سب کچھ ہے جو کسی حاکم کو اچھا حاکم بننے کے لئے چاہئے، کسی استاد کو یا شاگرد کو کسی صاحب خیر کو یا محتاج کو غریب اور امیر کو زندگی پر رونق اور منج نبوی (ﷺ) کے مطابق اور دنیا داری کے صحیح اصولوں کے مطابق درکار ہے۔ ہر شخص اپنی بساط اور پہنچ کے اعتبار سے اسے اپنا سکتا ہے۔

بہر حال یہ تو اصل کتاب پڑھ کر ہی پتہ لگے گا کہ وہ اصول کیا ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونا کیوں ضروری ہے۔



اس کتاب کی تیاری میں لجنة التالیف و الترجمة کے ساتھیوں کی بھی کاوش شامل ہے۔ مفتی سلیمان اکبر، مفتی وسیم، مفتی عبید الرحمن، مفتی زاہد اور مولانا راشد دام اقبالہم۔ یہ سب حضرات میرے معاون اور دست و بازو ہیں۔ قارئین سے التماس ہے کہ میں اور میرے دیگر ساتھی کچھ اور کتابوں کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں کہ وہ ہماری بھرپور مدد فرمائے ہماری کاوشوں کو قبول اور مفید عام فرمائے۔

جملہ اہل خانہ، والدین اور اساتذہ کے لئے بھی دعاؤں کی خصوصی درخواست

ہے۔

والسلام

احقر ثناء اللہ محمود

استاد گورنمنٹ اسلامیہ آرٹس/ کامرس کالج کراچی

ریسرچ اسکالر کراچی یونیورسٹی۔ شعبہ قرآن و سنت یکے ازار کان

لجنتہ التالیف و الترجمة کراتشی۔

یکم ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

۳۱ مارچ ۲۰۰۶ء



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على نبينا  
محمد وعلى آله وصحبه اجمعين  
اما بعد۔

زیر نظر کتاب ”روضہ العقلاء و نزہۃ الفضلاء“ محدث کبیر علامہ ابن  
حبان البستی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

یہ ایک بہترین کتاب ہے جس میں وہ اسباق ہدایت لکھے گئے ہیں جن کی  
ضرورت ایک عقلمند انسان کو اپنے ایام اور اوقات گزارنے میں پڑ سکتی ہے چنانچہ اس  
میں وہ خصال محمودہ لکھے گئے ہیں جو مسلمان کو اختیار کرنے چاہئیں تاکہ وہ دونوں  
جہانوں میں ان کے ذریعے کامیابی حاصل کر سکے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ اس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس کے ذریعے  
عالم اپنے ہم عصروں سے فائق ہو سکتا ہے ایک حافظ اپنے ہمسروں سے بڑھ سکتا ہے اور  
یہ کتاب عقلمند انسان کی تنہائی میں اس کا سچا دوست اور صحراؤں اور جنگلات میں اس کی  
مونٹ اور محافظ بن سکتی ہے۔ اگر کوئی اپنے دوست کا اس کے ساتھ خاص ہونا پسند کرے  
تو وہ اسے اپنے کتب خانے سے غائب (کم) نہیں ہونے دے گا اور اگر کوئی اپنے  
دوستوں کے بجائے اس کے ساتھ خود کو خاص کر لے تو اس کتاب کے ذریعے اپنے  
جیوں سے بڑھ جائے گا۔

پہلی مرتبہ یہ کتاب ۱۳۲۸ھ میں (بقول فواد سرلین کے) طبع ہوئی تھی۔ اس  
کے بعد محمد محی الدین عبد الحمید۔ شیخ عبدالرزاق حمزہ اور محمد حامد الفقی کی تحقیق کے ساتھ طبع  
ہوئی۔ یہ ۱۳۹۵ھ کی بات ہے جو شخص ان حضرات کی فہرست میں اتنے سارے نام دیکھے  
گا تو سمجھے گا کہ یہاں خوب تحقیقی کام ہوا ہے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سوائے بعض  
الفاظ کی تحقیق کے کوئی خاص تحقیقی مواد موجود نہیں ہے۔  
پہلی طباعتوں کی کچھ خامیاں ہم نقل کر رہے ہیں۔



محققین کی طرف سے کوئی مقدمہ شامل کتاب نہیں۔ کتاب کے نسخوں کا کوئی حوالہ بھی موجود نہیں۔ نہ یہ کہ کتاب کہاں سے آئی؟ علامہ ابن حبان کے مکمل حالات محض یاقوتؒ کی معجم البلدان (ص ۱۷۱ تا ۱۷۸/۲) سے نقل کر دیئے گئے۔ بعض آیات کے حوالے مکمل نہ تھے اور نسخوں کی بھی بعض اغلاط ایسی تھیں جن کا انہیں پتہ نہیں چل سکا۔ اور جدید اور قدیم نسخوں کے علمی مواد میں بھی واضح فرق نظر آئے گا۔ اس کا ثبوت آپ فتح الباری میں (ص ۳۳۳/۱۱ تا ص ۲۳۴) پر موجود عبارت سے حاصل کر سکتے ہیں آپ کو معلوم ہو گا کہ گزشتہ مطبوعہ میں عبارت میں کچھ خلط ملط ہو گیا ہے۔ بعض احادیث میں تصحیف ہوئی اور انہیں اصل کتب سے ملا کر نہیں دیکھا گیا۔ کچھ احادیث میں غلطی بھی ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کی تخریج بھی نہیں کی گئی جبکہ کتاب کے سرورق پر تحقیق و شرح کا عنوان دیا گیا ہے۔ بتائیے کیا تحقیق کا معیار یہی ہے؟

لیکن ان اعتراضات کا مطلب یہ نہیں کہ میں نے ان کی کتاب سے استفادہ نہیں کیا۔ بلکہ عقلاً واجب ہے کہ چھوٹا بڑے سے اور متاخر مقدم سے استفادہ کرے۔ اس کے ساتھ میں نے ان کی کی ہوئی تحقیق الفاظ کو چھوڑ دیا ہے البتہ بعض اہم الفاظ کے معنی بیان کئے ہیں۔

موجودہ نسخے میں کئے ہوئے ہمارے کام آیات کے ساتھ سورت کا حوالہ دیا ہے۔ احادیث کی تخریج اور علم حدیث کے تقاضے کے مطابق اس پر جرح و تعدیل کا کام بھی کیا ہے۔ احادیث، آثار، شعر اور نثر سے ان کی اسناد کو حذف کر دیا ہے۔

مولف کتاب کے مکرر کلام کو بھی حذف کر دیا ہے۔ جملوں میں ترتیب کا لحاظ رکھا ہے۔ بعض اہم نوعیت کی تعلیقات بھی کی ہیں۔ مولف سے بعض اہم امور میں اختلاف بھی کیا ہے مثلاً حضرت اسحاق کے ذبح ہونے کا مسئلہ میں۔ احادیث کی فہرست منسلک کی ہے۔ کتاب میں موضوعات لکھے ہیں۔

آخر میں اس بات کا اعتراف ہے کہ یہ کم علم شخص کی محنت ہے جو ہمیشہ اپنی



کو تباہی کا اعتراف کرتا ہے۔

اے اللہ تو ہی ہمارے لئے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے اور اللہ کے سوا کسی کی طاقت اور مجال نہیں۔ وہی مددگار ہے اسی پر بھروسہ ہے۔ اللہ اکبر واللہ الحمد۔

اپنے مولیٰ کی رحمت، غفور و درگزر کا محتاج

ابراہیم بن عبد اللہ خاظمی



## ﴿مولف رحمہ اللہ کا سوانحی خاکہ﴾

ابو حاتم محمد بن حبان بن معاذ بن معبد بن سعید بن شہید تیمی۔ غبار نے ان کا نسب اس طرح بیان کیا ہے اور دوسرے حضرات نے معبد تک اس سے موافقت کی ہے اور اس کے بعد یوں بیان کیا ہے۔

ابن ہدبہ بن مرہ بن سعد بن یزید بن مرہ بن زید بن عبد اللہ بن دارم بن مالک بن حظلہ بن مالک بن زید بن تمیم بن مر بن اُد بن طائخہ بن الیاس بن مضر۔  
 ”بست“ نامی شہر میں جو غزنی ہرات اور بختان کے درمیان واقع ہے، پیدا ہوئے اور اسی کی طرف منسوب ہوئے۔ یا قوت کہتے ہیں کہ یہ شہر گرم مزاج شہر ہے اور نہروں اور باغات سے بھر پور ہے۔

اس طرح ابن حبان و طناً افغانی اور نسباً ”عدنانی“ ہیں (یہ عدنان وہی بزرگ ہیں جو رسول اکرم ﷺ کے نسب میں دسویں دادا ہیں۔

بعض محققین کا خیال یہ ہے کہ ان کے کوئی ایک جد امجد محمد بن قاسم کے لشکر میں ان علاقوں میں جہاد کے لئے پہنچے تھے بعد ازاں یہاں کی بود و باش اور آب و ہوا سے متاثر ہو کر یہیں مقیم ہو گئے۔

مورخین بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ ابو حاتم ابن حبان رحمہ اللہ کی وفات ۳۵۴ھ میں ہوئی ہے اور اس وقت ان کی عمر ستر سے اسی کے درمیان تھی لہذا اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ تیسری صدی کے ستر کی دہائی میں پیدا ہوئے تھے۔

غالب گمان یہ ہے کہ علامہ ابن حبان رحمہ اللہ کا گھرانہ بڑا مالدار تھا جنہیں کمانے کے لئے بھاگ دوڑ کی ضرورت نہ تھی اسی لئے انہوں نے علامہ کو علم حاصل کرنے کے لئے چار داگ عالم میں بھیجا اور ان کے اخراجات برداشت کئے۔

حتیٰ کہ علامہ کی تعریف میں یہ الفاظ کہے جاتے ہیں کہ یہ ”حدیث، سفر، اور شیوخ کی کثرت رکھتے تھے“ متون اور اسناد کے بڑے عالم تھے علوم حدیث میں وہ کار



ہائے نمایاں انجام دیئے جن سے دوسرے حضرات عاجز رہے۔ ”شاش“ سے اسکندریہ تک تمام علاقوں کا سفر کیا اور بڑے علماء اور آئمہ سے ملے۔ ان کے شاگرد ”حاکم رحمہ اللہ“ فرماتے ہیں کہ قاضی ابوحاتم ہستی لغت، فقہ حدیث اور وعظ کے علوم کا خزانہ تھے بڑے ذہین و ذی عقل اور عالی اسناد کے مالک تھے۔

علامہ ابن حبان رحمہ اللہ نے دو ہزار سے زائد شیوخ سے علم حاصل کر کے لکھا۔ جیسا کہ وہ خود اپنے بارے میں اپنی کتاب ”التقاسیم والا نواع“ میں لکھتے ہیں اور ان سے احادیث لکھنے والے شاگرد ان کے مشہور شیوخ میں حسین بن ادریس ہروی، ابو خلیفہ جمی، عبدالرحمن نسائی، عمران بن موسیٰ بن مجاشع، حسن بن سفیان، ابویعلیٰ موصلی، احمد بن حسن صوفی، جعفری بن احمد دمشقی، ابوبکر بن حزمہ، جیسے بزرگوں کے نام لکھتے ہیں۔

اور انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ علامہ ابن حبان، علامہ ابن حزمہ کے ساتھ عرصہ دراز تک رہے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا، اور حدیث اور فرائض کی سمجھ حاصل کی۔ ”یا قوت“ نے ”معجم البلدان“ میں ان شہروں کے نام لکھے ہیں جہاں جہاں امام ابن حبان تحصیل علم کی غرض سے پہنچے ان کی تعداد تینتالیس تک پہنچتی ہے جہاں وہ بہتر کے قریب بڑے علماء و شیوخ سے ملے اور ان سے علم حاصل کیا۔ یا قوت نے جو شہر ذکر کئے ہیں ان میں ان شہروں کے ملٹھات یا صوبوں کے شہروں کو ذکر نہیں کیا۔ مثلاً مصر کا ذکر کیا ہے تو اس کے شہروں کی جہاں علامہ ابن حبان تشریف لے گئے تعداد ذکر نہیں کی۔ اسی طرح اس نے مشہور شیوخ کے نام لکھے ہیں غیر مشہور حضرات کا ذکر نہیں کیا۔ تحقیق کرنے والے حضرات ان ناموں کی تفصیل کے لئے یا قوت معجم البلدان میں ”جہاں بست“ کے تذکرے میں علامہ کی سوانح ذکر کی گئی ہے، دیکھ سکتے ہیں۔

علامہ ابن حبان رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد

علامہ ابن حبان کے مشہور شاگردوں میں امام حاکم، ابن مندہ غنجار، ابوعلی



منصور بن عبد اللہ بن خالد ذہلی ہروی، ابو مسلمہ محمد بن محمد بن داؤد شافعی، جعفر بن شعیب بن محمد سمرقندی، حسن بن منصور اسفجانی، حسن بن محمد بن سہل فارسی، ابوالحسن محمد بن ہارون زوزنی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبد اللہ بن خشنام شروٹی، اور دیگر بے شمار حضرات شامل ہیں۔

### ابن حبان رحمہ اللہ کا تحصیل علم کا شوق

علامہ ابن حبان اپنے اسفار کے قیمتی اوقات کو بالکل ضائع نہیں کرتے تھے بلکہ وہ اپنے ہدف پر وقت کو خرچ کرتے اور دوسرے حضرات تنگ ہو جاتے مگر ان کے ماتھے پر شکن بھی نہ آتی۔ حتیٰ کہ بعض سوانح نگار یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ ابو حاتم اپنے راستہ پر چلتے رہے لوگ ان سے تنگ ہو جاتے مگر یہ نہ ہوتے اور دوسروں سے پہنچنے والی تکلیفوں کا احساس نہیں کرتے تھے بلکہ یہ تکالیف انہیں تحصیل علم کا اور حریص بنا دیتی تھیں۔ وہ اپنے استاد کے ہر قسم کے موڈ، رضا، ناراضگی وغیرہ میں بھی درس لیتے اور علم حاصل کرتے اور علم سے فائدہ اٹھاتے۔

ایک صالح شخص ابو حامد احمد بن محمد بن سعید نیشاپوری بیان کرتے ہیں کہ ہم محمد بن اسحاق بن خزیمہ کے ساتھ راستے میں تھے اور ہمارے ساتھ ابو حاتم بستی بھی تھے۔ اور ابو حاتم بار بار ابن خزیمہ سے سوالات کر رہے تھے جس سے ابن خزیمہ کو الجھن ہو رہی تھی تو انہوں نے کہا اے جو شیلے مجھے تنگ مت کر پیچھے ہو جا۔ (یا ایسا ہی کچھ اور کہا) تو ابو حاتم نے استاد کا یہ جملہ بھی لکھ لیا۔ کسی نے ان سے کہا کہ کیا یہ بھی لکھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ میں استاد کا ہر قول لکھتا ہوں۔“ (تنگ کرنے سے یہاں مراد بار بار سوالات کرنا ہے)

یہ بات جہاں اور کچھ کہہ رہی ہے یہ بھی بتا رہی ہے کہ ابن حبان طلب علم میں سفر اور اقامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور انہیں جو بھی ان کے شیخ بتاتے وہ اس کو قلمبند کر لیا کرتے تھے۔



## ابن حبان کی مشکلات و مصائب

ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کوئی بہت آسان نہ تھی یہ عظیم محدث جو فقہ، طب، نجوم، کلام اور دیگر علمی فنون کا ماہر تھا اور وعظ میں مشغول تھا بعض فرقوں اور مذاہب کے لوگوں کی طرف سے پریشانی میں بھی مبتلا ہوا حتیٰ کہ لوگ ان کے خلاف حیلے تدبیریں کرتے اور دشمنی پر اتر آتے۔ چنانچہ کئی مرتبہ قتل تک ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا اور انہیں مجبوراً روپوش ہونا پڑا۔

طویل عرصہ سمرقند کے قاضی رہے اسی طرح ”نساء“ کے قاضی بھی بنے اور نیشاپور کے تین مرتبہ قاضی رہے۔ پھر تیسری مرتبہ اس میں خانقاہ بنوائی جہاں ان کی تصنیفات ان کے شاگردوں نے پڑھیں۔ پھر یہ اپنے وطن واپس آ گئے چنانچہ شاگرد سفر کر کے ان سے علم حاصل کرنے وہاں آنے لگے۔

ابن حبان رحمہ اللہ بڑے بہادر اور جری انسان تھے اپنی رائے کے اظہار میں کسی تورے یا مصلحت پسندی سے کام نہیں لیتے تھے حتیٰ کہ اس وجہ سے دشمنی بھی مول لی اور کینہ پروروں کی شرارتوں سے محفوظ نہ رہ سکے۔ اور پھر جحشان سے نکالے گئے حتیٰ کہ یہاں تک منقول ہے کہ لوگ ان پر حملہ آور ہوئے اور قریب تھا کہ موقع پا کر قتل کر دیتے۔

ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد ہروی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن عمار سے ابن حبان رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا کہ کیا آپ انہیں جانتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں کیسے نہیں جانوں گا کیوں کہ ہم ہی نے انہیں جحشان سے نکالا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف (حد) کا انکار کرتے تھے ان کے پاس علم بہت زیادہ تھا مگر دین بڑا نہ تھا۔ اور پھر ایک مرتبہ لوگ ان کے پیچھے ایسے بڑے کہ وہ جہاں کہیں ملیں ان کو پکڑ لیں کیونکہ ابن حبان نے کہا تھا کہ ”النسوة العلم والعمل“ نبوت علم اور عمل ہے“ چنانچہ لوگوں نے ان پر زندیق ہونے کا حکم لگا دیا اور ان سے ترک تعلق کر کے معاملہ خلیفہ تک پہنچا دیا جس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔



## ابن حبان کے اس قول کا مطلب

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ”میزان الاعتدال“ میں لکھا ہے کہ ابن حبان کے قول کا ایک مطلب اور محمل نہایت واضح ہے وہ یہ کہ نبوت کا ستون علم اور عمل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو نبوت عطا نہیں کرتے جو ان دونوں صفتوں سے متصف نہ ہو۔ کیونکہ نبی تو وحی کے ذریعے عالم بن جاتا اور اس علم الہی کے وجود سے عمل صالح لازم ہو جاتا ہے چنانچہ اس اعتبار سے ان کا قول صحیح ہوا کہ نبوت علم لدنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والا علم ہے۔ چنانچہ نبوت کی جب ان دونوں کامل وصفوں کے وجود کے ساتھ تفسیر کی جائے اور حال یہ ہے کہ ان دونوں وصفوں کی مکمل تحصیل کا وحی الہی کے بغیر کوئی راستہ نہیں اور یہ علم یقینی ہے جس میں کسی قسم کا کوئی ظن نہیں ہے۔ غیر انبیاء کے (عام لوگوں کا) علم میں یقینی علم بھی ہے مگر اکثر علم ظنی ہے۔

پھر نبوت عصمت کے ساتھ لازمی ہے دوسرے لوگ معصوم نہیں ہیں اگرچہ وہ علم میں کتنے ہی پہنچے ہوئے ہوں اور ان کا علم کتنا ہی اونچا ہو۔ اور کسی چیز کے بارے میں خبر اس چیز کے بعض ارکان اور اہم مقاصد کی تصدیق کرتی ہے۔ لیکن ہم کسی پر اس کے اطلاق کو قرینہ کے بغیر جائز نہیں سمجھتے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ حج ”عرفہ“ ہے۔ (یعنی ابن حبان کا قول اس قول کے انداز کا ہے کہ حج محض عرفہ کا نام نہیں ہے بلکہ یہ حج کا سب سے اہم رکن ہے اسی طرح نبوت کا اہم رکن علم و عمل ہے)

علامہ ذہبی اپنی بات ختم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔۔۔  
ہاں اگر ان کی مراد حصر نہیں تھی (کہ نبوت صرف علم و عمل کا نام ہے) تو پھر یہ یقیناً زندقہ اور فلسفہ ہے۔

علامہ کی باتیں صرف یہ نہیں کہ زبان سے نکلیں اور وہیں غلطی کی طرح ختم ہو گئیں بلکہ علامہ کی یہ باتیں ان کے لئے تہمت بن کر چار داگ عالم میں پھیل جاتی تھیں۔

ان پر مختلف قسم کے الزامات بھی لگے اور ان کی وجہ سے بعض محدثین انہیں



کذاب سمجھنے لگے تھے چنانچہ حافظ بیکندی نے اپنے شیوخ کی کتاب سے نقل کیا (اور) اس میں کوئی ہزار لوگوں کا ”باب الکذائین“ میں ذکر کیا گیا تھا کہ ہمارے پاس ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بستی سمرقند سے ۳۲۰ھ یا ۳۲۹ھ میں آئے تو مجھے ابو حاتم سہل بن سری نے کہا کہ اس کی کوئی بات مت لکھو کیونکہ یہ کذاب ہے اور اس نے ابو طیب مصعبی کو قرامطہ کے بارے میں کتاب لکھ کر دی تھی چنانچہ اس نے انہیں سمرقند کا قاضی بنا دیا۔ پھر جب لوگوں کو پتہ چلا تو وہ چڑھ آئے اور انہیں وہاں سے بھاگ کر بخارا جانا پڑا۔ وہاں انہوں نے دلالی کا پیشہ اختیار کر لیا اور کپڑے کے بازار میں مختلف قسم کے پانچ ہزار درہم کے کپڑے دو مہینوں میں خرید کر انہیں دیئے گئے مگر (العیاذ باللہ) یہ راتوں رات لوگوں کے اموال لے کر غائب ہو گئے۔

ظاہر ہے کہ یہ واقعہ سچا نہیں ہے کیونکہ ایک وہ شخص جس نے پچاس برس کی عمر تحصیل عمل اور تدریس میں گزاری ہو اس کا نام شہرہ آفاق ہو جس نے کبھی مال جمع کرنے کی کوشش نہ کی ہو حالانکہ کئی شہروں میں قاضی بننے کے بعد یہ کام اس کے لئے آسان تھا۔ جس نے ایک خانقاہ بنا کر اپنی تمام کتابیں اس میں طلبہ علم کے لئے وقف کر دی ہوں، اور وہ ایک بے وقعت رقم لے کر رات میں فرار ہو جائے؟؟؟

### مختلف لوگوں کا خراج تحسین

عبداللہ بن محمد استر باذی کہتے ہیں کہ ابو حاتم بن حبان بستی طویل عرصے تک سمرقند کے قاضی رہے۔ دین کے فقہاء اور احادیث کے حافظ تھے علم و فضل کی بناء پر دنیا بھر میں مشہور تھے۔ طب فلکیات، اور دیگر فنون کے ماہر تھے۔ کتاب ”المسند الصحیح“، ”التاریخ“، اور ”الضعفاء“ سمیت ہر فن پر بیشتر کتابیں لکھیں۔ مجھے حرہ زینب شعری نے زاہر بن طاہر عن امام احمد بن حسین کی سند سے بیان کیا کہ میں نے حافظ ابو عبداللہ حاکم کو یہ کہتے سنا کہ:-

ابو حاتم بن حبان کا ہی گھر ہے جس میں ان کے اصحاب کا مدرسہ قائم ہے اور وہاں مسافر طلبہ رہتے ہیں اور علم حدیث و فقہ حاصل کرتے ہیں اور وہاں بکس ہیں جن



میں سے وہ نقد نکال کر خرچ کرتے ہیں۔ وہیں ایک لائبریری ہے جس کی کتابیں میرے حوالے ہیں اور انہوں نے وصیت کی تھی کہ وہاں مطالعہ کرنے اور پڑھنے والے کو یہ کتابیں جاری کی جائیں مگر طالب علم یہ کتابیں مدرسہ سے باہر نہیں لے جاسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی تصنیفات اور ان تمام کاموں اور اچھی نیت و جذبے پر اپنے فضل و رحمت سے بہترین اجر و ثواب عطا فرمائے۔ (آمین)

### علامہ ابن حبان کی تصنیفات

علامہ ابن حبان کے سوانح نگاروں نے ان کی کثرت کتب کا تذکرہ نہیں کیا ہے لہذا میں کوشش کروں گا کہ ان کی تمام کتب کی فہرست (حتی الوسع) یہاں ذکر کر دوں۔ جو یا قوت نے ذکر کی ہیں تاکہ قارئین کو زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ اور یہ کتب امامؒ کی بڑی علمی حیثیت ان کے ذوق و لگن اور انتھک محنت کی غمازی کرتی ہیں۔

قاضی احمد بن علی بن ثابت نے اشارۃً ذکر کیا ہے کہ جس قدر کتب جو ان کے سوانح نگاروں نے ذکر کی ہیں اور جو بے انتہا فائدہ مند ہیں اگر اتنی ہی ہوں جتنی مجھے مسعود بن ناصر بخاری نے بتائیں اور ان کے نام ذکر کئے لیکن وہ مجھے ان کتابوں تک رسائی نہیں دے سکے کیونکہ یہ سب کتابیں ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں اور نہ ہی ہمارے ہاں معروف ہیں اور میں ان میں سے ان کتابوں کے نام ذکر کروں گا جو میں نے مناسب سمجھا اور یہ ان کے علاوہ ہیں جن کا میں نے ذکر نہیں کیا۔

وہ کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱. کتاب ”الصحابہ“ پانچ جلد

۲. ”التابعین“ بارہ جلد

۳. ”اتباع التابعین“ پندرہ جلد

۴. ”تابع الاتباع“ سترہ جلد

۵. ”تابع التبع“ بیس جلد

۶. ”الفصل بین النقلہ“ دس جلد



۷. علل اوہام اصحاب التواریخ. دس جلد
۸. روضة العقلا و نزہة الفضلاء
۹. علل حدیث الزہری. بیس جلد
۱۰. علل حدیث مالک. دس جلد
۱۱. علل مناقب ابی حنیفہ و مثالیہ. دس جلد
۱۲. علل ما استند الیہ ابو حنیفہ. دس جلد
۱۳. ماخالف الثوری شعبہ. تین جلد
۱۴. ما انفرد فیہ اہل المدینہ من السنن. دس جلد
۱۵. ما انفرد بہ اہل مکہ من السنن. دس جلد
۱۶. ما عند شعبہ عن قتادہ و لیس عند سعید عن قتادہ. دو جلد
۱۷. غرائب الاخبار. بیس جلد
۱۸. ما غرب الکوفیون عن البصریین. دس جلد
۱۹. ما غرب البصریون عن الکونیین. آٹھ جلد
۲۰. اسامی من یعرف بالکنی. تین جلد
۲۱. کنی من یعرف بالأسمی. تین جلد
۲۲. "الفصل و الوصل". دس جلد
۲۳. التمییز بین حدیث النصر الحدانی و النصر الحجازی. دو جلد
۲۴. الفصل بین حدیث اشعث بن مالک و اشعث بن سوار. دو جلد
۲۵. الفصل بین حدیث منصور بن المعتمر و منصور بن ذاذان. تین جلد
۲۶. الفصل بین مکحول الشامی و مکحول الازدی. ایک جلد
۲۷. موقوف ماریع. دس جلد
۲۸. آداب الرجالة. دو جلد



۲۹. ما اسند جناده عن عبادۃ . ایک جلد
۳۰. مناقب مالک بن انس . دو جلد
۳۱. الفصل بین حدیث نور بن یزید و نور بن زید . ایک جلد
۳۲. ماجعل عبداللہ بن عمر بن عبید اللہ عمر . دو جلد
۳۳. ماجعل شیبان سفیان او سفیان شیبان . تین جلد
۳۴. مناقب شافعی . دو جلد
۳۵. معجم علی المدین . دس جلد
۳۶. المقلین من الحجازیین . دس جلد
۳۷. المقلین من العراقیین . بیس جلد
۳۸. الابواب المتفرقة . تیس جلد
۳۹. الجمع بین الاخبار المتضادة . دو جلد
۴۰. وصف المعدل و المعدل . دو جلد
۴۱. الفصل بین حدثنا و اخبرنا . ایک جلد
۴۲. وصف العلوم و انواعها . تین جلد
۴۳. الهدایۃ الی علم السنن

اس کتاب میں انہوں نے صاعثوں کا ذکر کیا ہے حدیث و فقہ پہلے حدیث ذکر کرتے ہیں پھر اس کی وضاحت کرتے ہیں پھر اس حدیث کے جو راوی منفرد ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں اور منفرد ہونے والے راوی کن شہروں سے تعلق رکھتے ہیں پھر اس سند میں آنے والے صحابی سے لے کر ان کے شیخ تک تمام حضرات کا مکمل تعارف جس میں ان کی نسبت، پیدائش، موت، کنیت، قبیلہ، فضل اور مہارت کا تذکرہ ہوتا ہے۔ پیش کرتے ہیں۔

پھر اس حدیث میں موجود فقہی مواد اور حکمت بیان کرتے ہیں۔ اگر اس حدیث کے معارض دوسری کوئی حدیث ہو تو اسے ذکر کرتے ہیں اور ان دونوں کو جمع



کرتے اور تطبیق دیتے ہیں۔ اگر الفاظ میں تضاد ہو تو لطیف پیرائے سے انہیں جمع کر دیتے ہیں چنانچہ اس حدیث میں فقہی اور حدیثی جتنا مواد اور علمی بحث ہوتی ہے اسے اجاگر کر دیتے ہیں۔ یہ کتاب ان کی سب سے اہم کتاب ہے۔

ابوبکر الخطیب نے لکھا ہے کہ میں نے مسعود بن ناصر سجری سے پوچھا کہ کیا یہ ساری کتابیں آپ کے پاس موجود ہیں اور کیا آپ کے شہروں میں دستیاب ہو سکتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ان میں سے معمولی سا حصہ (کچھ کتابیں) دستیاب ہیں۔ انہوں نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ابو حاتم اپنی کتابیں خوب پھیلاتے اور وقف کر دیتے تھے اور یہ کتابیں اسی مقصد سے بنائے ہوئے وقف مکان میں جمع کر دیتے تھے لہذا زمانہ گزرنے اور وہاں حکومتوں کی کمزوری اور کھنڈرے اور خراب قسم کے لوگوں کے قبضے کی وجہ سے وہ کتب خانہ سارا ضائع ہو گیا۔

خطیب کہتے ہیں کہ اتنی عظیم کتابوں کے تو نسخے زیادہ بنانے چاہئے تھے تاکہ اہل علم اس میں رغبت کرتے اور انہیں لکھ کر کئی جلدیں اور کئی نسخے بنا کر انہیں محفوظ کر لیتے۔ اور ایسا نہ ہونے کی وجہ میں صرف یہ سمجھتا ہوں کہ ان علاقوں کے لوگ شاید علم کے محل اور فضل سے ناواقف اور علم سے بے رغبت اور بے بصیرت لوگ تھے۔

امام تاج الاسلام نے لکھا ہے کہ میرے پاس علامہ ابن حبان کی یہ کتابیں پہنچی

ہیں۔

(۴۳) التقاسیم والانواع۔ اور ان کی غیر منسلک کتابیں اور ہدایۃ الی علم السنن کی دو جلدیں۔

(۴۵) کتاب الثقات

(۴۶) کتاب الجرح والتعديل

(۴۷) کتاب شعب الایمان

(۴۸) کتاب صفة الصلاة



## علامہ ابن حبان رحمہ اللہ کی وفات

یا قوت نے اپنے شیخ ابوالقاسم خرسانی سے ابوالقاسم شحامی اور ابو عثمان سعید بن محمد البحتری کی سند سے محمد بن عبد اللہ الضی کا قول نقل کیا ہے کہ:-  
ابو حاتم بستی رحمہ اللہ تعالیٰ بستی کا انتقال جمعہ کی شب بائیس شوال ۳۵۴ھ کو ہوا اور بست میں ان کے گھر کے قریب بنے چبوترے پر ان کا مقبرہ بنایا گیا۔  
حافظ ابو عبد اللہ غنبار نے لکھا ہے کہ ۳۵۴ھ میں بستان میں ان کا انتقال ہوا۔ (تاریخ بخارا)

یا قوت نے لکھا ہے کہ ان کا مقبرہ ”بست“ میں آج بھی زیارت گاہ ہے چنانچہ اگر بستان میں انتقال ہوا تھا تو انہیں بستان سے ”بست“ منتقل کیا گیا ورنہ صحیح یہ ہے کہ ان کا انتقال بست میں ہی ہوا۔

علامہ ابن حبان کی سوانح ان کتب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اللباب لابن اثیر۔ ص ۲۷۳/۱

میزان الاعتدال۔ ذہبی ص ۳۹/۳

الدول للذہبی۔ ۱/۱۶۱

الوفی بالوفیات للصفدی۔ ۲/۴۱۷

لسان المیزان ابن حجر ص ۱۱۲/۵

طبقات شافعیہ للسیکی ص ۱۴۱/۲

النجوم الزاہرہ ابن تغری بردی۔ ص ۳۴۲/۳

مرآة الجنان للیافعی۔ ص ۲۵۷/۲

شذرات الذہب۔ ابن عماد۔ ۳/۱۶



## مولف تک کتاب کی سند

ہمیں شیخ امام حافظ ابو محمد عبدالقادر بن عبداللہ رهاوی نے ۶۰۲ھ میں خبر دی اللہ ان کو دائمی تائید عطا کرے اور ہر بھلائی انہیں خوب عطا کرے۔

فرمایا کہ ہمیں امیر قاضی امام عمدة الدین معین الاسلام ناصر اللہ ابو عبداللہ محمد بن نصر بن حسین محمد بن سعید بن محمد بن سعید بن محمد بونجی نے اپنے الفاظ میں بونجی میں ۵۶۲ھ کو بیان کیا

فرمایا کہ ہمیں شیخ امام و عالم زہد عقیف الدین ابو جعفر خلیل بن علی بن حسین بخاری صوفی سنی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی۔

فرمایا کہ ہمیں شیخ ابو محمد احمد بن محمد بن احمد تونی نے ۴۷۹ھ میں خبر دی۔

فرمایا کہ ہمیں ابو عبداللہ احمد بن محمد بن عبداللہ شروطی نے خبر دی۔

فرمایا کہ ہمیں ابو حاتم محمد بن حبان البستی رحمہ اللہ نے خبر دی اور فرمایا.....



۱۔ بونجی ترمذ کا ایک گاؤں ہے۔ اگر شین سے بونجی ہو تو یہ ہرات کا نواحی علاقہ ہے۔

۲۔ تونی۔ تون کی طرف منسوب ہے جو قاضی کے قریب کوہستان کے نواح میں ہے۔



## بسم الله الرحمن الرحيم

تمام حمد و ستائش اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو اپنی الوہیت کی وحدانیت میں متفرد ہے تمام نفوس عالم پر اپنی ربوبیت (رب ہونے) کی عظمت و طاقت کی بناء پر ان کی اموات کے اوقات کا اور سارے جہاں میں تصرف احوال کا مالک اور ان پر متواتر نعمتوں کا احسان کرنے والا، اور اپنی پوری نعمتوں سے ان پر فضل کرنے والا ہے۔

جس نے مخلوق کو جب چاہا بغیر کسی مشیر اور مددگار کے پیدا کیا اور انسان کو اپنی مرضی کے مطابق بغیر شبیہ اور نظیر کے پیدا کیا۔ ان میں اس کی قدرت اس کی مرضی و مشیت سے چلتی ہے اور اس کی زبردست قوت اور ارادے سے ان پر نافذ ہے۔ چنانچہ انسانوں کو بھلائی کرنے کا حسن اور مختلف اخلاق عطا کئے لہذا وہ اپنی اقدار کے طبقات پر چلتے اور اپنے اخلاق کے محور پر گامزن ہیں اور اسی کی تقدیر اور فیصلوں کے اعتبار ہے (زندگی گزارتے ہیں اور اسی پر) راضی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ ہر جماعت اپنے پاس موجود نعمتوں (اور احوال) پر خوش ہے۔ المؤمنون آیت نمبر ۵۳) اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بندگی کے کوئی لائق نہیں، جو کہ بلند آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے اور زمینوں اور ثری کا موجد ہے اس کے حکم کے فیصلہ کرنے والا اور اس کی تقدیر کو لوٹانے والا کوئی نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سورۃ الانبیاء آیت ۵۳۔ ”اس کے کاموں پر اس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کر سکتا بلکہ لوگوں سے پوچھ گچھ ہوگی۔“

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے منتخب بندے اور اس کے پسندیدہ رسول (ﷺ) ہیں جنہیں اس نے چمکتے نور کے ساتھ اور رضا والے حکم کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ جبکہ رسولوں کا سلسلہ اور، راہ ہدایت کے اسباق بند تھے۔ چنانچہ ان کے ذریعے سرکشی تھم گئی ایمان کامل ہوا اور اس دین کو دوسرے تمام ادیان پر غالب کر



دیا۔ بت پرستوں کا قلع قمع ہوا۔

لہذا جب تک آسمان میں تارے گھوم رہے ہیں اور ملکوت میں کوئی فرشتہ تسبیح کر رہا ہے تب تک اللہ تعالیٰ ان پر درود و سلام بھیجتا رہے اور ان کی آل پر سب پر۔  
اما بعد۔

زمانہ عقلمند کے لئے اپنا تغیر واضح کر چکا ہے اور سمجھدار کے سامنے اس کا تغیر و تبدل واضح ہے کیونکہ تھن بھرے ہونے کے بعد خشک ہو جاتے ہیں، شاخیں ہری ہونے کے بعد سوکھ جاتی ہیں ٹہنیاں گیلی ہونے کے بعد خشک ہو جاتی ہیں مٹھاس بد مزگی میں بدل جاتی ہے۔

بعض لوگ عقل کے مالک ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اس کی ضد یعنی اپنی دلی خواہشات کو استعمال کرتے ہیں اور عقل کے موجب کو ترک کر کے دل کے برے خیالات کو اپنا لیتے ہیں یہ لوگ مشکل کاموں میں عقل کی اساس نفاق اور مداخلت کو سمجھتے اور مصائب اور پریشانیوں کے وقت اچھے لباس اور خوش گوئی کو عقل کی فرع سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ان چار چیزوں کو اختیار کر لے وہ عقلمند ہے جس کی اقتداء واجب ہے اور جو ان چیزوں سے روگردانی کرے وہ شخص احمق و بیوقوف ہے جس سے دور رہنا ضروری ہے۔

جب میں نے گھٹیا اور جاہل لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے افعال و اعمال سے دھوکہ کھا رہے ہیں اور کوئی رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے اپنے ہی جیسے لوگوں کی دیکھا دیکھی عمل کئے جا رہے ہیں تو ان کی اس حالت نے مجھے ایک ایسی کتاب لکھنے پر اکسایا جس کے مضامین پر لطف معانی اور ان باتوں پر مشتمل ہوں جن کی عقلمند اور باشعور لوگوں کو اپنے روزمرہ کے معاملات اور اپنے اوقات کے احوال کی معرفت میں ضرورت پڑتی ہے۔ تاکہ عقل والوں کے لئے ان کی موجودگی میں یاد دلانے والی اور غیر موجودگی میں سمجھداروں کے لئے مددگار ثابت ہو۔ عالم اپنے ہمعصروں پر اس کے ذریعے فائق ہو جائے۔ حافظ اپنے ہمسروں سے بڑھ جائے اور یہ کتاب عقلمند کی تنہائی میں اس کا سچا



دوست اور بیابانوں میں اس کی محافظ نگہسار ہو اگر وہ کسی دوست کو اس کتاب سے خاص کرے تو وہ اسے اپنے دیوان سے خارج نہ کر سکے اور اگر وہ اپنے دوستوں کے بجائے خود کو ترجیح دے تو اپنے جیسوں سے بڑھ جائے۔“

میں اس کتاب میں وہ قابل تعریف خصال بیان کروں گا جن کو عمل میں لانا عقلمند کے لئے ”حسن“ ہو اور بری عادات جن پر عمل کرنا اس کے لئے قبح ثابت ہوگا پوری بات میں اختصار کو ملحوظ رکھوں گا اور بہت زیادہ باتوں سے اکتاہٹ پیدا نہیں کروں گا تاکہ پڑھنے والے کے لئے آسان ہو اور سننے والے کے دل میں بیٹھ جائے۔ کیونکہ واقعات و اشعار کا طریقہ اگر محنت کرنے والا اسی میں لگ جائے تو مقصود کی انتہا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور جسے زیادہ باتوں کی وجہ سے بات مکمل ہونے کی امید نہ ہو اسے اختصار پر ہی قناعت کرنا زیب دے گا۔

اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کی توفیق دینے والا اور ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے ہم اسی سے اسرار کی اصلاح کا سوال کرتے اور گناہوں پر سزا معاف کرنے کی دعا کرتے ہیں کیونکہ وہی کریم، بڑا بخشنے والا اور نہایت رحم والا ہے۔



## باب (۱)

### عقل سے جڑے رہنے کی ترغیب اور

### عقل مند اور سمجھدار شخص کی صفت کا بیان

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ بلند اخلاق کو پسند کرتا اور سچ اور برے اخلاق کو ناپسند کرتا ہے۔<sup>۱</sup>

ابو حاتم کہتے ہیں کہ مجھے عقل کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نبوی ﷺ یاد نہیں ہے۔<sup>۲</sup>

انسان کا بلند اخلاق سے محبت کرنا اور برے اخلاق کو ناپسند کرنا ہی ”عقل“ ہے انسان عقل ہی کے ذریعے محفوظ ہوتا اجنبیت میں انس حاصل کرتا اور فاقہ کو دور کرتا ہے اس سے افضل کوئی دولت نہیں اور کسی کا دین اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی عقل کامل نہ ہو جائے۔

### عقل کی تعریف

”عقل“ چلنے کے لئے درست سمت کی پہچان اور غلطیوں سے بچنے کے علم کا نام ہے۔

انسان جب عقل کے پہلے درجہ میں ہوتا ہے تو اسے ادیب کہا جاتا ہے اس

۱۔ مشہد رک حاکم (ص/۱/۲۸) حلیۃ الاولیاء ۳/۲۵۵ و ۸/۱۳۲، ابوالشیخ نے بھی روایت کی ہے اس کا

شاہد طبرانی کبیر میں موجود ہے، مکارم اخلاق خراطمی میں بھی حدیث آئی ہے حدیث حسن ہے۔

۲۔ حازمی نے کہا ہے کہ عقل کی فضیلت کی کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ یہ قول ضعیف اور موضوع کے درمیان دائر ہے۔ مگر علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ عقل کی تمام احادیث جھوٹی ہیں۔ (المنار الضعیف)



کے بعد اریب، پھر لیب اور آخر میں عاقل کہا جاتا ہے۔

اور جب انسان مکاری کے پہلے درجے میں ہوتا ہے تو اسے شیطان کہا جاتا ہے۔ پھر جب وہ سرکشی میں بڑھتا ہے تو ”مارڈ“ کہا جاتا ہے۔ اس حد سے بڑھے تو عبقری اور پھر جب اس کی خباثت میں شرکی شدت جمع ہو جاتی ہے تو اسے عفریت کہا جاتا ہے۔

اسی طرح جاہل کو پہلے درجے میں ماق پھر رقیع پھر انوک اور پھر احمق کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو سب سے افضل تحفہ ”عقل“ ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

وافضل قسم الله للمرء عقله      فليس من الخيرات شئ يقاربه  
اذا اكمل الرحمن للمرء عقله      فقد كملت اخلاقه و ما ربه  
يعيش الفتى فى الناس بالعقل انه      وان كان محظورا عليه مكاسبه  
(ترجمہ) ”انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کا بہترین عطیہ اس کی عقل ہے۔ بھلائی (اچھی چیزوں) میں کوئی چیز اس کے برابر نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کی عقل کامل کر دے تو اس کے اخلاق اور تمام ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ انسان لوگوں کے درمیان عقل کے ذریعے زندہ رہتا ہے اگرچہ کمائی کے ذرائع اس سے روک دیئے گئے ہوں۔“

ابن مبارکؒ سے پوچھا گیا کہ انسان کو سب سے اچھی چیز کیا ملنی چاہئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ عقل کی جبلت۔ پوچھا گیا کہ اگر وہ نہ ہو تو؟ فرمایا ”اچھا ادب“ اس نے پھر پوچھا کہ اگر یہ نہ ہو تو؟ انہوں نے فرمایا طویل خاموشی۔ پھر پوچھا گیا کہ عبقری۔ عبقری کی طرف نسبت ہے اصل عرب کے خیال کے مطابق یہ جنات کا مسکن ہے وہ جسے عظیم سمجھتے اور اپنی دسترس سے باہر دیکھتے ہیں اسے عبقری کہہ دیتے ہیں۔



اگر وہ بھی نہ ہو تو؟ فرمایا فوری موت۔

ابوحاتم کہتے ہیں کہ عقل کی دو قسمیں (۱) مطبوع (طبعی و فطری) (۲) مسموع (تجربہ سے حاصل ہونے والی)

مطبوع عقل زمین کی طرح ہے اور مسموع بیج اور پانی کی طرح۔ اور عقل مطبوع کے لئے کوئی بھی عمل کرنے کے لئے عقل مسموع پر پیش کئے بغیر انجام دینے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہی عقل اسے بیدار کرتی اور کندہنی سے نجات دلاتی ہے۔

عقل طبعی انسان کے باطن میں ایسی ہے جیسے درخت کی جڑیں زمین میں گری ہوتی ہیں اور عقل مسموع کی ظاہری مثال درخت کی شاخوں پر پھلوں کا نظر آنا ہے۔

مجھے محمد بن اسحاق بن حبیب واسطی نے یہ شعر سنائے

رائیت العقل نوعین فمطبوع ومسموع

ولا ينفع مسموع اذا لم يك مطبوع

كما لا تنفع الشمس وضوء العين ممنوع

(ترجمہ) ”میں نے عقل کو دو قسم کی پایا مطبوع اور مسموع۔ مسموع

کا کوئی فائدہ نہیں اگر مطبوع عقل نہ ہو۔ جس طرح سورج کا اس

وقت کوئی فائدہ نہیں۔ جبکہ آنکھ میں روشنی نہ ہو“

ابن عامر سے مروی ہے کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا کہ اے ابو

محمد وہ کنسی بہترین چیز ہے جو انسان کو ملی ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عقل۔

مجھے احمد بن عبد اللہ صنعانی نے عبد اللہ بن عکراش کے یہ اشعار سنائے۔

يزين الفتى في الناس صحة عقله

وان كان محظوراً عليه مكاسبه

يشين الفتى في الناس حفة عقله

وان كبرمت اعمر اقه ومناسبه



(ترجمہ) ”نوجوان لوگوں میں اپنی عقل کی صحت کی وجہ سے خوبصورت ہوتا ہے اگرچہ اس کے لئے کمائی کے ذرائع بند ہوں۔ اس کی عقل کی خفت اسے عیب لگاتی ہے اگرچہ اس کا خون اور نسب بہت ہی مکرم ہوں۔“

ابوحاتم کہتے ہیں کہ عقلمند پر واجب ہے کہ جس حکمت کی وجہ سے اس کی عقل زندہ ہے اس سے جسم کو زندہ رکھنے والی خوراک سے زیادہ محبت کرے اس لئے کہ جسموں کی قوت کھانے ہیں اور عقل کی قوت حکمتیں ہیں۔ اور جس طرح اجسام کھانے پینے کے نہ ہونے سے مر جاتے ہیں اسی طرح عقلیں بھی اپنی خوراک حکمت کے نہ ملنے سے مر جاتی ہیں۔

مختلف شہروں میں آنا جانا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے عبرت حاصل کرنا ان باتوں میں سے ہے جس سے انسان کی عقل بڑھتی ہے۔

حاتم بن اسماعیل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو عقل و دلیعت کرتے ہیں کسی نہ کسی دن اس عقل کے ذریعے اسے پہچا لیتے ہیں۔

ابوحاتم کہتے ہیں کہ عقل دلوں کی دوا، محنت کرنے والوں کی سواری اور آخرت کی کھیتی کا بیج ہے۔ دنیا میں مومن کا تاج اور مصائب سے اس کی بچت ہے۔ جسے عقل نہ ہو اسے حکومت بھی عزت نہیں دے سکتی نہ ہی دولت اس کے مرتبہ کو بڑھاتی ہے۔ اس شخص کو عقل کا کوئی فائدہ نہیں جسے دنیا کی لذتیں آخرت سے غافل کر دیں۔ جس طرح زمانے میں سب سے سخت چیز جہالت ہے اسی طرح سب سے بڑا فاقہ عقل کا نہ ہونا ہے۔

عقل اور خواہش نفس دو دشمن ہیں انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی رائے (عقل کی سوچ) کا مددگار رہے اور خواہش نفس کو ٹالتا رہے۔ اور جب اس پر دو معاملے مشتبہ ہو جائیں تو وہ اس معاملے سے اجتناب کرے جو اس کی خواہش نفس کے زیادہ قریب ہو۔ کیونکہ خواہش نفس سے اجتناب کرنے میں اس کے باطن کی اصلاح



ہے اور چھپی چیزیں (یا ضمیر) عقل کے ذریعے درست ہوتی ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک طویل عمر بوزھے شخص سے پوچھا کہ آپ نے اتنی عمر میں جو سب سے اچھی چیز دیکھی وہ بتائیے؟ تو اس نے جواب دیا کہ وہ عقل جس کے ذریعے مروت کو اللہ تعالیٰ کے تقوے اور آخرت کے ساتھ تلاش کیا جائے۔  
مجھے عبدالعزیز بن سلیمان ابرش نے یہ شعر سنائے۔

اذا تم عقل المرء تم امورہ وتمت ایدایہ وتم بناؤہ  
فان لم یکن عقل تبین نقصہ ولو کان ذامال کثیر اعطاؤہ  
(ترجمہ) ”جس شخص کی عقل مکمل ہو جاتی ہے اس کے سب  
معاملات مکمل ہو جاتے ہیں اس کی نعمتیں کامل اور تعمیر مکمل ہو جاتی  
ہے۔ اور اگر عقل نہ ہو تو اس کا نقص واضح ہو جاتا ہے اگرچہ وہ  
بڑا مالدار ہو اس کی عطاء بھی کثیر ہو۔“

عمران بن خالد خزاعی کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری کو یہ فرماتے سنا کہ کسی  
بندے کا دین اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی عقل کامل نہ ہو جائے۔  
ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمندوں میں مرتبہ کے اعتبار سے سب سے افضل شخص وہ  
ہے جو مستقل طور پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور بہت کم اس سے غافل ہو۔

چنانچہ عقل کے ذریعے دلوں کی تعمیر ہوتی ہے جس طرح علم کے ذریعے بردباری  
حاصل ہوتی ہے۔ خوش بختی کا ستون عقل ہے عقل کی چوٹی اختیار ہے اگر عقل کی صورت  
بنائی جائے تو اس کی روشنی کے سامنے سورج ماند پڑ جائے۔ عقلمند کے قرب میں ہر حال میں  
خیر کی امید ہے اسی طرح جاہل کے قرب میں ہر حال میں اس کے شر کا خوف ہے۔

### عقلمند کی صفات

عقلمند کو کسی بات کا غم نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ غم فائدہ مند نہیں اور غم کی  
کثرت عقل میں عیب لگا دیتی ہے۔ اور نہ ہی رنج کرنا چاہئے کیونکہ رنج مصیبت کو دور  
نہیں کرتا اور رنج کا مستقل ہونا عقل میں کمی کر دیتا ہے۔



عقلمند تو بیماری کو لگنے سے پہلے ہی مٹا دیتا ہے اور مصیبت کو اس کے وقوع سے پہلے ہی دور کر دیتا ہے اور اگر مصیبت میں پڑ جائے تو راضی برضا رہتا اور صبر کرتا ہے۔ اسی طرح عقلمند حتی الوسع کسی سے کبھی نہیں ڈرتا جب وہ اپنے آپ پر ذلت سے خوف کھاتا ہے تو اس کا نفس اپنی قدیم و جدید ملکیت (صفات کی) سے خوش ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی عفت کو لازم رکھتا ہے کیونکہ وہ عقل کی شاخوں کا محور و مدار ہے۔

### حضرت آدم علیہ السلام کا عقل کو منتخب کرنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا تو ان کے پاس جبریل آئے اور ان سے کہا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تین چیزوں میں ایک چیز آپ کی پسند کے مطابق آپ کو دیدوں لہذا حیاء، دین اور عقل میں سے ایک چیز پسند کر لیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں عقل کو اختیار کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے جیا اور دین سے کہا کہ تم دونوں چلی جاؤ اور عقل کو چھوڑ دو تو ان دونوں نے جواب دیا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ عقل جہاں کہیں ہو ہم اس کے ساتھ رہیں۔ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام فرمایا کہ اپنے حال پر رہو۔ یہ کہہ کر وہ آسمانوں میں چلے گئے۔

### عقلمند کو غربت پر غم نہیں کرنا چاہیئے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ جس شخص کی عقل حسین اور چہرہ بد صورت ہو تو اس کے نفس کے فضائل اس کے چہرے کی بد صورتی کو ختم کر دیں گے اور جس کا چہرہ حسین ہو مگر اس کی عقل کم ہو تو اس کے چہرے کے محاسن کو اس کے نفس کے نقائص ختم کر دیں گے۔ لہذا عاقل کو چاہئے کہ اگر وہ غریب ہو تو غم نہ کرے اس لئے کہ عقلند کے لئے دولت مل جانے کی امید ہوتی ہے لیکن جاہل مالدار کے بارے میں اعتماد نہیں ہوتا کہ اس کا مال و دولت باقی رہے گا اور عقلمند کی دولت اس کی عقل ہے اور اس کے کئے ہوئے نیک اعمال اس کا سرمایہ ہیں۔



## عقل کی آفتیں

عقل کی آفتیں تکبر، ہلاک کرنے والی مصیبت اور بے انتہا دولت مندی ہیں۔ کیونکہ مصائب اگر پے در پے آئیں تو اس کی عقل کو برباد کر دیتے ہیں۔ دولت اگر تو اثر سے ملتی رہے تو اسے اتراہٹ اور ناز میں مبتلا کر دیتی ہے اور عقلمند دشمن انسان کے لئے جاہل دوست سے بہتر ہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ لوگوں کی عقلیں اپنے زمانے کے بقدر ہوتی ہیں اور عقلمند اپنی عمر کا اچھا حصہ پسند کرتا ہے اگرچہ وہ کم ہو۔ کیونکہ وہ تنگ زندگی سے بہتر اور افضل ہے اگرچہ زندگی طویل ہو۔ وہ عقل جس سے فائدہ نہ اٹھایا جاسکے وہ بیکار بڑی قابل کاشت زمین کی طرح ہے۔

## عقلمند کی گفتگو

عقلمند کلام کی ابتداء نہیں کرتا جب تک اس سے پوچھا نہ جائے اور نہ ہی زیادہ بحث و مباحثہ کرتا ہے سوائے یہ کہ قبول کیا جائے اور نہ ہی جواب فوراً دیتا ہے سوائے ثابت قدمی و مضبوطی کے وقت۔

## عقلمند تحقیر نہیں کرتا

عقلمند کسی کی تحقیر نہیں کرتا کیونکہ جو شخص بادشاہ کی تحقیر کرے وہ اپنی دنیا خراب کر لیتا ہے اور جو کسی متقی دیندار کی تحقیر کرے اپنے دین کو برباد کر لیتا ہے جو دوستوں کی تحقیر کرے مروت کو برباد کرتا ہے جو عوام کی تحقیر کرتا ہے اس کی حفاظت اور بچاؤ ختم ہو جاتا ہے۔

## عقلمند اپنے عیوب جانتا ہے

عقلمند پر اپنا عیب مخفی نہیں رہتا کیونکہ جس شخص پر اپنے عیب مخفی ہو جائیں اسے دوسرے کے محاسن نظر نہیں آتے اور کسی کے لئے یہ سخت سزا ہے کہ اس پر اس کے عیوب مخفی ہو جائیں کیونکہ جو شخص اپنے عیوب کو نہیں جانتا وہ انہیں ختم بھی نہیں کر سکتا اور



نہ ہی وہ لوگوں کے محاسن کو حاصل کر سکتا ہے جو ان کے محاسن کو نہیں جانتا ہو۔ نوآموز کے لئے تجربہ بہت ہی مفید ہوتا ہے۔

### سوء ظن سمجھداری ہے

حکم بن عبداللہ کہتے ہیں کہ عرب کہتے ہیں کہ عقل تجربوں کا نام ہے اور سمجھداری سوء ظن کا نام ہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ انسان معاملات میں کامیاب تجربوں سے ہوتا ہے اور عقلمند بچپن میں اچھا سیکھنے والا، لڑکپن میں اچھی نصیحت حاصل کرنے والا، بلوغت میں اچھی عفت اور پاکباز رہنے والا، جوانی میں اچھے اخلاق و عادات والا، بڑھاپے میں ذی رائے اور سمجھ والا، اپنے مقصود کے پیچھے قدم بڑھاتا جاتا ہے پھر اپنے لئے ایک غایت و مقصود بنا کر اس پر کھڑا ہو جاتا رک جاتا ہے کیونکہ جو شخص بھی غایت سے تجاوز کرتا ہے وہ نقص کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔

### عقل استعمال سے فائدہ دیتی ہے

عقل استعمال ہوئے بغیر فائدہ نہیں دیتی جس طرح کہ مددگار صرف فرصت میں ساتھ دیتے ہیں اور رائے غور و فکر اور انتخاب کے بغیر فائدہ نہیں دیتی جس طرح کہ فرصت صرف مددگاروں کی موجودگی سے مکمل ہوتی ہے۔

جس کی عقل پر خصال خیر (بھلائی کی عادات) غالب نہ ہوں اس شخص کی موت اس کی قریبی چیزوں میں ہوتی ہے۔

### عقل کی معراج

عقل کی معراج یہ ہے کہ کسی بات کے ہونے سے پہلے اسے جان لیا جائے۔ عقل مند کے لئے تین چیزوں سے بچنا ضروری ہے جو کہ عقل کی خرابی میں سوکھے پتوں میں لگنے والی آگ سے زیادہ خطرناک ہیں۔

۱۔ ہنسی میں منہمک ہونے سے



- ۲۔ آرزو و کثرت سے کرنے سے
- ۳۔ بری سوچ بری بات پر جنم سے
- اس لئے کہ عقلمند طاقت سے زیادہ بات اختیار کرنا پسند نہیں کرتا اور لا حاصل چیز کے پیچھے نہیں بھاگتا، قدرت سے باہر کوئی وعدہ نہیں کرتا، آمدن سے زیادہ خرچ نہیں کرتا، بدلہ اپنے فائدے سے زیادہ طلب نہیں کرتا، اور کسی چیز کے پانے پر خوش نہیں ہوتا سوائے یہ کہ وہ چیز اسے فائدہ پہنچائے۔

### عقلمند کے کام

عقلمند اپنے دوست پر اپنا مال اور جان خرچ کرتا ہے اپنی پہچان کے لئے اپنی مہمان نوازی اور سخاوت کو دشمن کے لئے اپنے انصاف اور نیکی کو عام لوگوں کے لئے اپنی مسکراہٹ اور سلام کو استعمال کرتا ہے۔ اور اس کی مدد کرتا ہے۔ جس کی ضرورت پوری ہونے کو چاہتا ہے صرف اس سے بات کرتا ہے۔ جس سے بات کرنا مفید سمجھتا ہے سوائے یہ کہ مجبوری ہو (تو کسی ایرے غیرے سے بھی گپ شپ کرنی پڑ جائے) جو بات اچھی طرح نہیں جانتا اس کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اس لئے کہ لوگوں کے فضائل وہ نہیں ہیں جن کا وہ دعویٰ کریں لیکن فضائل وہ ہوتے ہیں جو لوگ ان کی طرف منسوب کریں۔ دنیا کی کوئی چیز کھو جانے کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ اسے عقل میں بڑا حصہ نصیب ہو چکا ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کو فضیلت کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اس کی غلطیوں کو اس کے محاسن کی جانب پھیر دیا جائے۔ لہذا کندھنی کو حلم سے مکر کو عقل سے فضول گوئی کو فصاحت و خطابت سے، تیز طراری کو ذہانت سے عاجز ہونے کو خاموشی، سزا کو تادیب، جرات کو عزم سے، بزدلی کو سستی سے، اسراف کو سخاوت سے، اساک کو اندازے و حساب کتاب سے تعبیر کر دیا جائے۔

### عقلمند کے اوصاف

آپ عقلمند کو رؤسما کے ہاں با اعتماد، ہمسر ساتھیوں کے لئے خیر خواہ، دوستوں



کا ہمنوا، دشمنوں سے احتراز کرنے والا، ساتھیوں سے حسد نہ کرنے والا، احباب کو دھوکہ نہ دینے والا، شریکوں سے تعلق نہ رکھنے والا، دولت میں کجی نہ کرنے والا، فاقے میں ندیدہ پن نہ دکھانیو والا، خواہش نفس کے تابع نہ چلنے والا، غصہ میں بے قابو نہ ہونے والا، عہدوں پر نہ اترانے والا، جو چیز پاس نہیں اس کی تمنا نہ کرنے والا، جب پالے تو اس کو جمع نہ کرنے والا، کسی دعوے میں داخل نہ ہونے والا، دکھاوے میں شریک نہ ہونے والا، نہ ہی قاضی بننے کے لئے دلائل کی نمائش کرنے والا، اپنی تکلیف کا ہر ایک کے سامنے اظہار نہ کرنے والا سوائے اس کے جس سے شفاء ملنے کی توقع ہو، کسی کے ایسے کمال پر تعریف نہ کرنے والا پاؤ گے جو اس میں نہ ہو، کیونکہ وہ اگر کسی کی تعریف کرے جو اس میں نہ ہو تو گویا اس نے اس کی خوب بھوکری اور ایسی مدح کو قبول کر لے تو اس نے مذاق اڑوانے کے لئے خود کو ہدف بنا دیا۔

عقلندگی دولت کے بغیر بھی عزت کی جاتی ہے جیسا کہ شیر کی ہیبت اس وقت بھی ہوتی ہے جب وہ بے انتہا موٹا ہو کر بیکار ہو جائے ہل بھی نہ سکے۔

عقلندگی گفتگو صحیح جسم کی طرح معتدل ہوتی ہے اور جاہل کی گفتگو بیمار کے جسم کے اختلاط کی طرح بے ربط اور دوغلی ہوتی ہے۔

عقلندگی گفتگو اگرچہ کم ہو مگر عظیم فائدہ دیتی ہے جس طرح کہ گناہ سے آلودہ ہونا اگرچہ گناہ معمولی ہو مگر بڑی مصیبت ہوتا ہے۔

عقل مندی کا ایک کام یہ بھی ہے کسی بھی عمل میں داخل ہونے سے پہلے اچھی طرح سوچ بچار کرے۔

## عقل کی آفت

عقل آفت، خود پسندی ہے بلکہ عقلند کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو صبر پر راضی کرے کہ وہ برے پڑوسی، برے خاندان، برے ہمنشین کو برداشت کرے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو زمانہ گزرنے کے ساتھ اسے تکلیف دینے والے نہ رہیں گے۔

عقلند کو ناموری کا دلدادہ نہ ہونا چاہئے کیونکہ جو شخص چالاک مشہور ہوتا ہے اس



سے لوگ ڈر کر دور رہتے ہیں۔ عقل مند کی عقلندی یہ بھی ہے کہ اپنی عقل کو چھپانے کی کوشش کرے کیونکہ سچ اگرچہ کچھ عرصہ زمین میں دبا رہے اپنے وقت میں اسے ظاہر ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح عقل مند اپنی عقل لاکھ کوشش کے باوجود چھپا نہیں سکتا۔ بلند اخلاق و صفات میں سے سب سے پہلی چیز عقل کا لزوم ہے جو انسان کو عطا ہوتا ہے۔

مجھے علی بن محمد رسائی نے یہ اشعار سنائے۔

ان المکارم ابواب مصنفۃ فالعقل اولہا والصمت ثانیہا  
والعلم ثالثہا والحکم رابعہا والحدود خامسہا والصدق سادہا  
وابصر سابعہا، والشکر ثامنہا والین تاسعہا، والصدق عاشیہا

(ترجمہ) ”مکارم مختلف النوع ابواب ہیں۔ عقل ان میں سے

پہلا باب، خاموشی دوسرا، علم تیسرا، بردباری چوتھا، سخاوت

پانچواں، سچ چھٹا، صبر ساتواں، شکر آٹھواں، نرمی نواں، اور سچائی

دسواں۔“<sup>۱</sup>

شعبہ کہتے ہیں۔ ”ہماری عقلیں تو ویسے ہی کم ہیں پھر اگر ہم ایسے شخص کے پاس بیٹھ جائیں جو کم عقل ہے تو یہ تھوڑی سی عقل بھی ختم ہو جاتی ہے۔“ اور میں کم عقل شخص کے پاس بیٹھنے والوں کو دیکھتا ہوں وہ پھر اس سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

عقل مند پر واجب ہے کہ وہ اچھا نظر آئے زیادہ تر خاموش رہے کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہے۔ اسی طرح برا حلیہ اور خاموشی کو ترک کرنا بد سختوں کا طریقہ اور اخلاق ہیں..... عقل مند اپنی امیدیں طویل نہیں کرتا کیونکہ جس کی امیدیں قوی ہوتی ہیں عمل کمزور ہو جاتے ہیں اور جس کا وقت پورا ہو جائے اسے امید کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

عقل مند بغیر تیاری کے نہیں لڑتا نہ ہی بغیر دلیل کے جھگڑتا ہے اور نہ ہی طاقت

۱۔ یہاں چھٹا اور دسواں باب ”صدق“ کو لکھا گیا ہے۔ یہ کاتب کی غلطی ہے جبکہ یہ شعر المستطرف ص ۲

اس طرح لکھا ہے۔



کے بغیر مقابلہ کرتا ہے کیونکہ عقل کے ذریعے نفوس زندہ ہوتے ہیں اور دل منور ہوتے ہیں معاملات نمٹتے ہیں اور دنیا کی تعمیر ہوتی ہے۔

عقل مند جہان دیدہ کے ذریعے نہ دیکھی دنیا کو قیاس کرتا ہے اور شنیدہ کو نامعلوم کی طرف اور غیر حاصل کو حاصل کی طرف منسوب کرتا ہے۔ باقی عمر کو گزری عمر کے ساتھ ملاتا ہے اور مال و دولت پر بھروسہ نہیں کرتا اگرچہ وہ اس کے پاس پورے طریقے سے موجود ہو کیونکہ مال آتی جانی شے ہے اور عقل برقرار رہتی ہے اگر عقل درخت ہوتی تو بہت خوبصورت درخت کی شکل میں ہوتی اور اگر صبر پھل ہوتا تو سب سے بہترین رس بھرا پھل ہوتا۔ عقل جن چیزوں سے بڑھتی ہے وہ یہ ہے کہ عقل کی اشکال (اس جیسی چیزوں اور باتوں) کے قریب اور اس کی تضداد سے دور رہا جائے۔

محمد بن مالک غزنی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سنا کہ عقل مند اور سمجھدار لوگوں کے ساتھ بیٹھا کرو کیونکہ عقلیں ہی دوسری عقلوں کو فائدہ پہنچاتی اور منور کرتی ہیں۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقل مندوں کی مجالست اختیار کرنا دو باتوں سے خالی نہیں۔  
۱۔ یا تو اس حالت کی یاد دہانی ہوتی ہے جس کی طرف عقل مند کو توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲۔ یا پھر اس قیمتی بات یا چیز کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جس کی پہچان کی جاہل کو ضرورت ہوتی ہے۔

چنانچہ عقل مند کی قربت ہر حال میں اس جیسوں کے لئے غنیمت اور اس کی تضداد (الٹ لوگوں) کے لئے عبرت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے بنا دے جن کو عقل کا بہترین وجود عطا کیا گیا اور وہ کامل نعمتوں کے ساتھ اپنے رب کا تقرب حاصل کرنے والے خصائل کے رستے چلا ہو دو نوں جہانوں میں یہی طرز اختیار کی ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اسے کر گزرتا ہے۔



## باب نمبر (۲)

## ﴿تقوے کے ذریعے باطن کی اصلاح کا بیان﴾

حضرت اسماء بن شریک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”جس کام کو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ناپسند کرتے ہیں اپنی تنہائی میں (بھی) اس کام کو مت کرو۔“

ابوحاتم کہتے ہیں کہ عقل و سمجھ رکھنے والے پر واجب ہے کہ اسے معلوم ہو کہ عقل کے لئے کچھ احکام و نواہی ہیں۔ جن کا جاننا ضروری اور ان کو ان کے اوقات پر استعمال کرنا عام اور ابوابِ قسم کے لوگوں سے امتیاز رکھنے کے لئے لازم ہے۔ اور میں اس کتاب میں آگے (انشاء اللہ) یہ ذکر کروں گا کہ عقل کے اوامرو نواہی کے پچاس شعبے ہیں تاکہ کتاب پچاس ابواب پر مشتمل ہو اور ہر باب سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر مبنی ہوگا پھر ہر سنت کے ذکر کے بعد ہم حسب توفیق اس پر گفتگو کریں گے۔

## ﴿عقل کا پہلا شعبہ﴾

چنانچہ عقل کا پہلا شعبہ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنا یعنی تقوے کو لازم رکھنا اور باطن کی اصلاح کرنا ہے کیونکہ جو شخص اپنے باطن کی اصلاح رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو اچھا بنا دیتے ہیں اور جو شخص اپنے باطن کو خراب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو خراب بنا دیتے ہیں۔

الفوائد للغلا کی ص ۹۰ المختار للفضاء ص ۴۴۹ اور اس حدیث کا ایک شاہد ابن وحب کی جامع میں

موجود ہے ص ۶۵ یہ حدیث حسن ہے السلسلة الصحیحہ (نمبر ۱۰۵۵)



کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

اذا ما خلوت الدهر يوما فلا تقل خلوت ولكن قل! على رقيب  
ولا تحسبن الله يغفل ساعة ولا ان ما يخفى عليه يغيب  
الم تر ان اليوم اسرع ذاهب وان غدال لناظرين قريب؟

(ترجمہ) ”جب تو زمانے (کی نظروں) سے کسی دن (چھپ

کر) تنہائی میں ہو تو یہ مت کہہ کہ میں تنہا ہوں لیکن یہ کہہ کہ مجھ پر

ایک نگہبان موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کو ایک لمحے کے لئے بھی غافل

گمان مت کر اور نہ یہ کہ جو کچھ چھپا ہے وہ اس سے مخفی ہے۔ کیا تو

نہیں دیکھتا کہ ”آج“ تیزی سے جا رہا ہے اور دیکھنے والوں کے

لئے ”کل“ قریب ہے؟

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت فرمانبرداری کو تجارت کی طرح اپنا لے تجھے بغیر سامان کے منافع ملیں گے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ کسی بھی انسان کے لئے دنیا میں فرمانبرداری کا محور و مدار باطن کی اصلاح اور تنہائی کے بگاڑ کو ترک کرنا ہے۔

### باطن کی اصلاح کیجئے

عقلمند کو اپنے باطن کی اصلاح کیلئے اہتمام کرنا چاہئے اور دل کے معیار کی بلندی اور تنزل و حرکت و سکون کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ اس لئے کہ اوقات کا تکرار اور لذتوں کی کمزوری صرف دل کی خرابی کی بناء پر ہوتے ہیں۔

اگر باطن کی اصلاح کے لئے کوئی سبب نہ ہوتا جو عقلمند کو اس کے استعمال تک لیجاتا سوائے اللہ تعالیٰ کے کہ اس کی کیفیت باطن کو اس پر ظاہر کرنے کے چاہے وہ بری ہوتی یا اچھی تو اس شخص پر اپنے معمولات سے بے توجہی اور غفلت کو کم کرنا ہی واجب



ہوتا۔ (یعنی اگر صرف ایسا ہوتا ہے انسان اصلاح باطن کا سبب اختیار نہ کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں اس کی تنہائی اور باطن کی حالت کو اس کے ظاہر پر جاری کر دیتا جو کہ حقیقت ہے کہ کسی شخص کی باطنی کیفیت کو اگر وہ اس کی اصلاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر پر آشکار کر دیتے ہیں جو لوگوں کو نظر آتی ہے (چاہے اچھی ہو یا بری ہو) تو پھر انسان خود اپنی اصلاح کرنے پر مجبور ہو جاتا)

### اللہ تعالیٰ دلوں کے راز لوگوں کی زبان پر لے آتے ہیں

اعمش ابراہیم رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کوئی بات زبان سے نکالتا ہے اور اس میں بھلائی کی نیت ہوتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ بندوں کے دل میں القاء کر دیتے ہیں حتیٰ کہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اس شخص کا اس بات سے مقصد صرف بھلائی ہے۔ اور جو شخص برائی کی نیت سے کوئی بات کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے دل میں القاء کر دیتے ہیں اور لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اس شخص کی مراد صرف برائی ہے۔

### دل کی پاکیزگی اعضاء کی پاکیزگی ہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ تقویٰ اور عمل صالح کو اختیار کرنے کے بعد باطن کی اصلاح کی فکر کرے اس پر توجہ دے اور دل قبول کرنے یا نہ کرے فرمانبرداری میں فساد کے خلل کو دور کرے اگر درستگی کا کوئی راستہ اس کی توجہ کے وقت موجود ہو تو اسے اپنے اعضاء پر نافذ کر دے اور موجود نہ ہو تو اس کو اس خرابی سے روکے۔ کیونکہ اعضاء دل کی پاکیزگی سے ہی پاک ہوتے ہیں۔

### حضرت لقمان کی عملی نصیحت

حضرت لقمان نسلا حبشی اور غلام تھے ایک مرتبہ انہیں ان کے آقا نے بکری ذبح کرنے کو کہا، انہوں نے ذبح کر دی تو اس نے کہا کہ اس کے سب سے اچھے (اعضاء) جھے مجھے کھلاؤ، تو وہ بکری کی زبان اور اس کا دل اس کی خدمت میں لے چلے۔ پھر کچھ دن بعد اس نے دوبارہ بکری ذبح کروائی اور کہا کہ میرے پاس اس کے سب سے



برے اعضاء لاؤ، تو وہ پھر زبان اور دل لیکر آ گئے۔ تو اس نے کہا کہ یہ کیا؟ میں نے جب سب سے اچھا حصہ کھلانے کا کہا تو تم بکری کا دل اور زبان لے آئے تھے اور اب جب کہ سب سے برے حصے لانے کا کہا تو بھی تم زبان اور دل لے آئے ہو؟ اس پر حضرت لقمان نے جواب دیا کہ اگر یہ دونوں حصے اچھے ہوں تو ان سے اچھا حصہ اور عضو کوئی نہیں اور اگر یہ دونوں خراب ہوں تو ان سے زیادہ خراب کوئی عضو نہیں۔“

### عقل مند دل کا جائزہ لیتا رہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقل مند شخص مختلف اوقات میں اپنے دل کا جائزہ لیتا رہتا ہے اور اپنے نفس کو تمام نواہی سے بچاتا رہتا ہے اور احکامات (اوامر) کو بجالانے پر اسے مجبور کرتا ہے اگر حالات میں کوئی گڑبڑ ہو تو وہ فوراً متنبہ ہوتا ہے اور ایسا کوئی شخص جائزہ اسی وقت لے پاتا ہے جب افعال پر صحیح غور و فکر کرتا ہو۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ”بہترین عمل تقویٰ اور غور و فکر ہے“

### زبان اور دل کو تقوے کا پابند بنائیے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقل مند شخص صحیح تقوے سے اپنے احوال کی تدبیر کرتا ہے اور اپنی زبان کو تقوے کا پابند بناتا ہے اس لئے کہ یہ عقل کا پہلا شعبہ ہے اور دل کی اصلاح و درستگی کے سوا اس کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

عقل مند کے دل کی مثال ”جب وہ عقل کی رعایت کو لازم رکھے“ جیسا کہ ہم کتاب میں آگے ذکر کریں گے (انشاء اللہ) ایسی ہے جیسے اسکے دل کو تقوے کی چھری سے چیر کر اس پر خشیت کا نمک ملایا گیا ہو اور اسے عظمت کی ہواؤں سے سکھایا گیا ہو اور پھر قربت کے پانی سے اسے دھو کر زندہ کیا گیا ہو۔ چنانچہ اب اس میں مولیٰ کی رضا کے خلاف کچھ نہیں۔ (وہی ہے جو مولیٰ جل شانہ چاہتا ہے) اور جو شخص ان اوصاف کا حامل ہو اسے کچھ پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ لوگوں کی نظر میں کمتر اور نکو ہے۔ (اور ایسا ہونا تو ہمیشہ کے لئے محال ہے)



مجھے ابو بدر احمد بن خالد بن عبداللہ بن عبدالملک بخران نے یہ اشعار سنائے۔

یا نفس ماہو الا صبرا یا مـ کان لذاتها اضعاف احلام

یا نفس جوڑی عن الدنيا مبادرة وخل عنها فان العیش قد ادمی

(ترجمہ) ”اے نفس زندگی کیا ہے سوائے صبر کے، گویا کہ اس کی

لذتیں الجھے ہوئے خواب ہیں۔ اے نفس دنیا کو جلدی سے پار

کر لے اور اسے چھوڑ دے کیونکہ زندگی تو آگے ہے۔“

معن کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان دلوں کی کبھی

چستی اور رضا کی حالت ہوتی ہے اور کبھی سستی اور ناراضگی کی۔ لہذا رضا کی حالت میں

اسے تمام لو اور ناراضگی کی حالت میں چھوڑ دو۔ (نیک اعمال اس کی رضا و رغبت میں

کرو)

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند پر واجب ہے کہ اپنے دل کی دیکھ بھال سختی لانے

والے کسی سبب کے آنے کی وجہ سے نہ چھوڑے اس لئے کہ بادشاہ ٹھیک ہو تو لشکر بھی

ٹھیک رہتا ہے اور اس کی خرابی کے وقت لشکر بھی خراب ہو جاتا ہے۔ اور جب دل کسی دو

خصلتوں کو چاہے تو اس کی خواہش کے قریب والی خصلت (معاملے) کو چھوڑ دے اور

ہلاکت سے بچنے کے لئے دل کی خواہش سے دور والے معاملے کو اختیار کر لے۔

عون بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ ”توبہ کرتے رہنے والے لوگوں کے ساتھ اٹھا بیٹھا کرو کیونکہ وہ نرم دل ہوتے

ہیں۔“

ایک شخص نے حضرت حسن بصری سے فرمایا کہ اے ابو سعید آپ کیسے ہیں؟

کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ”اس شخص کا حال کیا ہو جو صبح و شام موت کا منتظر ہو

اور اسے معلوم ہی نہ ہو کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟

اسماعیل بن زیاد کہتے ہیں کہ ہمارے شہر میں ایک مرتبہ عبدالعزیز بن سلیمان

عبادان آئے تو ہم بھی ان کو سلام کرنے پہنچے۔ انہوں نے فرمایا منعم (حقیقی جل شانہ)



کے لئے دل کو خالص کر دو تم جو سوچو گے وہ آسان کر دیگا۔“ اور فرمایا، کیا اگر تم کسی کی خوب خدمت کرو اور بہت عرصے کرو تو کیا وہ تمہاری خدمت کا احترام نہیں کرے گا؟ تو ذرا سوچو کہ وہ (منعم حقیقی) تم پر انعام و اکرام کرتا رہے اور تم اس کی نافرمانی کرتے رہو اس کی نعمتوں سے لطف اندوز بھی ہوتے رہو اور اس کو ناراض بھی کرتے رہو؟ افسوس، افسوس یہ باطل پرستوں اور ضائع کرنے والوں کا کام ہے۔ تمہیں اس لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی ایسا کرنے کا حکم دیا گیا ہے سمجھدار بنو سمجھدار بنو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور سلیمان سمندر کے پانی سے افطار کیا کرتے تھے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ دلوں میں موجود میل کی وجہ سے دل پاکیزہ و خالص نہیں ہو سکتے جب تک اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایک ہی سوچ نہ ہو جائے اور جب ایسا ہو جائے گا تو یہ سوچ و فکر دوسری تمام فکروں اور غموں کے بدلے کافی ہو جائے گی جس کا انجام اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف لیجاتا ہے۔ اور ایسا تنہائی اور مجلس میں اللہ تعالیٰ کے خوف (تقویٰ) کو اختیار کرنے سے ہوگا کیونکہ یہی عقلمندوں کا دونوں جہاں میں توشہ اور دونوں احوال میں دانا لوگوں کی سواری ہے۔“





## باب (۳)

## ﴿علم کے لزوم اور طلب علم پر مداومت کا بیان﴾

زر بن حمیش کہتے ہیں کہ میں حضرت صفوان بن عسال کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا ”کیسے آئے؟“ میں نے عرض کیا علم حاصل کرنے آیا ہوں۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص طلب علم کے لئے گھر سے نکلتا ہے فرشتے اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔“

طلب علم عقلمند کے لئے ضروری ہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ اپنے باطن کی اصلاح سے فارغ ہو تو طلب علم اور اس پر مداومت پر متوجہ ہو جائے۔ کیونکہ دنیاوی اسباب میں کسی چیز کو خالص اس وقت تک نہیں پاسکتا جب تک خالص علم اس میں نہ ہو اور عقلمند کا فیصلہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ اس کام میں کوتاہی نہ کرے جس کی عظمت کی وجہ سے فرشتے اس کے قدموں تلے پر بچھا دیتے ہیں۔

اور طلب علم کی کوشش میں حکمرانوں سے قربت یا دنیا کے حصول کو نہ ڈھونڈے کیونکہ عالم کے لئے بدترین کام اہل دنیا کے سامنے سر جھکانا ہے۔

عالم کا کام امیر اور قاضی سے کیا؟

عبدالرحمن بن عوفان سے مروی ہے کہ میں نے فضیل بن عیاضؒ کو یہ فرماتے سنا کہ عالم کے لئے بدترین وقت وہ ہے جب کوئی اس کے گھر جائے اور پوچھے کہ عالم کہاں ہے؟ اور جواب ملے کہ امیر کے پاس گئے ہیں۔ عالم کہاں ہے؟ قاضی کے پاس گئے ہیں، عالم کا قاضی اور امیر سے کیا کام؟ عالم کا تو کام یہ ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہ میں ہو اور قرآن کی تلاوت کر رہا ہو۔



## علم ذی عقل اور زاہد حاصل کرتا ہے

شععی کہتے ہیں کہ اے علم کے طلب گار و علم کو بے وقوفی اور جلد بازی سے حاصل مت کرو، بلکہ اسے سکون اور وقار اور حوصلے سے حاصل کرو۔

شععی کا قول ہے کہ اس علم کو وہ شخص حاصل کر سکتا ہے جس میں دو خصلتیں جمع ہوں۔ (۱) عقل (۲) نیک۔ (دنیا سے بے رغبتی زہد) چنانچہ اگر عقل ہو لیکن زہد و عبادت نہ ہو تو کہا جائے گا کہ اس علم کو صرف زاہد و عابد حاصل کر سکتے ہیں لہذا وہ شخص علم حاصل نہیں کر سکے گا۔

شععی کہتے ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں کوئی ایسا دن نہ آجائے کہ اسے وہ لوگ حاصل کریں جن کے پاس نہ عقل ہو اور نہ زہد و عبادت۔

## عقل مند علم کو نہیں بیچتا

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقل مند شخص علم کے ذریعے اپنی آخرت کی نعمت کو دنیاوی سامان کے حصول کے بدلے نہیں بیچتا کیونکہ علم سے مقصد خود اس کا نفع ہے کسی اور کا نہیں..... کیونکہ چیزوں سے مقصد خود ان کا نفع ہوتا ہے اور علم اور نفس علم دو الگ چیزیں ہیں چنانچہ جو شخص علم کے نفع سے نگاہ پھیر لے وہ نفس علم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا لہذا وہ ایسا ہو جائے گا جیسے کوئی شخص کھانا کھائے مگر اس کا پیٹ نہ بھرے۔ اور علم اول اور آخر دونوں مرحلوں میں مقصود ہے۔

چنانچہ حضرت سفیان کا قول ہے علم کا پہلا مرحلہ خاموشی، دوسرا غور سے سننا، تیسرا یاد کرنا پھر اس پر عمل کرنا پھر اسے پھیلانا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تعلم فلیس المرء یولد عالماً      ولیس اخو علم کمین ہو جاہل  
وان کبیر القوم لا علم عنده      صغیر اذا التفت الیہ محافل  
(ترجمہ) ”علم حاصل کر اس لئے کہ انسان عالم پیدا نہیں ہوتا اور  
علم کا دوست جاہل کی طرح نہیں ہے۔ اور قوم کا وہ بڑا جس کے



پاس علم نہ ہو چھوٹا ہے جس وقت اس کی طرف محفلین متوجہ ہوں۔“

### علم سے عمل کے سوا کسی اور چیز کا قصد نہ کرو

حضرت ابوررداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ”تم عالم اس وقت تک نہیں بن سکتے جب تک کہ طالب علم نہ بن جاؤ اور علم حاصل کر کے عالم اس وقت نہیں بن سکتے جب تک کہ اس پر عمل نہ کرو۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص طلب علم میں اس وقت تک مشغول نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا مقصود اس پر عمل کرنا نہ ہو۔ کیونکہ جو شخص عمل کے علاوہ کسی اور چیز کا قصد کرتا ہے تو اس میں صرف فخر، ظلم بڑھتا ہے اور علم کو ترک اور ضائع کرتا ہے اور پھر اس کی خرابی اسے دیکھ کر عمل کرنے والوں میں خود اس سے زیادہ بڑی ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضْلُوهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ أَلِيسَاءَ مَا يُزْدُونُ﴾

(ترجمہ) ”اور ان کے بوجھ بھی جنہیں وہ بغیر علم کے گمراہ کرتے تھے۔ سنو یہ بوجھ بہت برے ہیں۔“

حضرت مالک بن دینار کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص علم اس لئے حاصل کرتا ہے تاکہ اس پر عمل کرے تو اسے اس کا علم مسرت عطا کرتا ہے اور جو عمل کے سوا کسی اور بات کے لئے علم حاصل کرے تو اس میں فخر (وتکبر) بڑھتا ہے۔

### دنیا کی محبت سے آخرت کا خوف نکل جاتا ہے

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہے اور دنیا سے اچھی لگتی ہے تو اس کے دل سے آخرت کا خوف نکل جاتا ہے اور جو شخص علم کا ارادہ کرتا ہے پھر اسے دنیا کی حرص زیادہ ہو جائے تو اس کا اللہ تعالیٰ سے صرف بعد ہی بڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہی بڑھتی ہے۔



محمد بن منذر نے اپنی سند سے بیان کیا کہ ابراہیمؑ نے ایک ہاتف غیبی کو یہ شعر پڑھتے سنا۔

يا طالب العلم باشر الورعاً وباین النوم واهجر الشبعا  
ماضر عبد اصحت ارادته اجاع يوم في الله اوشبعا  
(ترجمہ) ”اے علم کو حاصل کرنے والے تقویٰ کو لازم کر لے اور  
نیند کو چھوڑ اور پیٹ بھرنا بند کر دے جس بندے کا ارادہ صحیح ہو اس  
کو یہ بات نقصان نہیں دیتی کہ وہ اللہ کی رضا کے لئے ایک دن  
بھوکا رہا یا اس نے پیٹ بھرا۔“

حضرت سفیان ثوریؒ کا ارشاد ہے کہ عالم دین کا طبیب ہے اور درہم دین کی بیماری  
ہے چنانچہ جب طبیب خود بیماری کو اپنی طرف کھینچے لگے تو دوسروں کا علاج کون کرے گا؟

### ابن مبارکؒ کے اشعار

محمد بن عبد اللہ بلعکی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن زید کو یہ کہتے سنا کہ میں  
بغداد میں حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ کے ہمراہ تھا تو انہوں نے اسماعیل ابن علیہ کو حاکم  
کے دروازے کے پاس خچر پر سوار دیکھا تو فرمایا۔

يا جاعل الدين له بازياء بصطاء اموال السلاطين  
لا تبع الدين بدنياه كما يفعل ضلال الرهبانين  
احتلت للدنيا ولذاتها بحيلة تذهب بالدين  
وصرت مجنونا بها بعدما كنت دواء للمجانين  
ففكر الناس جميعا بان زل حمار العلم في الطين  
(ترجمہ) ”اے دین کو باز بنا کر اس کے ذریعے بادشاہوں کا مال  
شکار کرنے والے۔ دین کو دنیا کے ساتھ لاحق مت کر جس طرح  
گمراہ راہبین نے کیا، تو نے دنیا اور اس کی لذتوں کے لئے وہ  
خیلہ اختیار کیا جو دین کو ختم کر دیتا ہے اور تو پاگلوں کی دوا ہونے



کے بعد خود بھی پاگل ہو گیا، تو سب لوگ یہ سوچتے ہیں کہ علم کا گدھا کچڑ میں گر گیا۔

احمد بن عبد اللہ تستری کہتے ہیں کہ جب ابن علیہ بصرہ میں اونٹوں اور بکریوں کے صدقات کی وصولی کے نگران بنے تو عبد اللہ بن مبارک نے انہیں یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

يا جاعل الدين له بازيا      يصطاد اموال المساكين  
احتلت للدنيا ولذاتها      بحيلة تذهب بالدين  
يا فاضح العلم ومن كان ذا      لب ومن عاب السلاطين  
ابن رواياتك في سردها      عن ابن عون و ابن سيرين؟  
ان قلت اكرهت فماذا كذا      زل حمار العلم في الطين

(ترجمہ) ”اے دین کو باز بنا کر مسکینوں کے اموال کا شکار کرنے

والے تو نے دنیا اور اس کی لذتوں کے لئے وہ حیلہ اختیار کیا جو

دین ختم کر دیتا ہے اے علم کو رسوا کرنے والے اور اے وہ جو

سمجھدار تھا حکمرانوں کو عیب لگاتا تھا۔ تیری اس (دنیا) کو جمع

کرنے کے بارے میں روایات کہاں کہیں؟ جو ابن عون اور ابن

سیرین سے تھیں؟ اگر تو کہے کہ مجھے مجبور کیا گیا ہے تو کیا ہوا؟ اسی

طرح علم کا گدھا کچڑ میں گرنا ہے۔“

چنانچہ جب ابن علیہ نے ان کے یہ اشعار پڑھے تو وہ رونے لگے اور اس کا

جواب لکھا اور اس کے آخر میں یہ اشعار لکھے۔

اف لدينا ابت تواتيني      الا بقصبي لها عري ديني

عيني لحسيني تدبر مقلتها      تطلب ماسرها لشر ديني

”اف ہے دنیا کے لئے جس نے میرے پاس آنے سے بغیر اس

کے انکار کیا کہ اس کی خلاف ورزی کرنے سے میری دینی حالت

برہنہ ہو جائے، میری آنکھ اپنی پتلی کو میری ہلاکت کے لئے



گھماتے ہوئے اپنی پسند کی وہ چیز ڈھونڈ رہی ہے جس سے مجھے ہلاک کر دے۔“

### علم کے اٹھنے سے پہلے اسے حاصل کر لو

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”تم پر علم کے اٹھ جانے سے پہلے علم حاصل کرنا لازمی ہے اور علم کا اٹھ جانا یہ ہے کہ علم والے ختم ہو جائیں گے اور تم عنقریب ان لوگوں کو دیکھو گے جو یہ گمان کریں گے کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف بلا رہے ہیں حالانکہ وہ اسے پس پشت ڈال چکے ہوں گے۔ علم حاصل کرو اس لئے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب علم کا محتاج ہو جائے یا اس کی طرف کوئی علم کا محتاج ہو جائے۔ اور علم حاصل کرو اور خبردار بدعتوں سے بچنا اور سیدھے راستے پر چلنا۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ  
”علم کثرت روایت کا نام نہیں علم خشیت کا نام ہے۔“

### علم پر ضرور عمل کرو چاہے تھوڑے پر کرو

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم کو آلودہ کرنے والے دنیاوی اسباب سے بچنے اور علم کے حصول سے حتی المقدور عمل کرنے کا ارادہ رکھے اگرچہ دوسو میں سے پانچ احادیث پر ہی عمل کر لے تو گویا اس نے علم کی زکوٰۃ ادا کر دی۔ اور جو شخص حاصل کردہ علم پر عمل کرنے سے عاجز ہو جائے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ علم کی حفاظت کرنے سے بھی عاجز ہو جائے۔

علی بن خشرم کا قول ہے کہ میں نے وکیع (بن جراح) کو فرماتے سنا کہ (حافظے) یادداشت پر گناہ ترک کر کے مدد حاصل کرو۔

### افضل علم حاصل کرو

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص کے لئے ضروری ہے کہ افضل علم حاصل کرے اس لئے کہ زیادہ علم کا پڑھنا عقلمند کے نزدیک علم یاد رکھنے سے زیادہ قابل ترجیح ہے۔ علم خوشحالی میں زینت اور تنگی میں نجات ہے۔ جو علم حاصل کرے گا بڑھے گا۔ جس طرح



کہ جو شخص بردبار ہو وہ سردار بنتا ہے۔

## علم کی کثرت

خیر و بھلائی کے سوا مزید علم ہلاکت ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ میں ادب کی کثرت مہلک ہے۔ عظیم شخص ان فنون میں کوشش کرتا ہے جو اسے دونوں جہانوں میں زیادہ فائدہ پہنچائیں اور جب اسے تھوڑا سا علم بھی حاصل ہوتا ہے وہ دوسرے کو اس کا فائدہ پہنچانے میں کنجوسی نہیں کرتا کیونکہ علم کی پہلی برکت ہی فائدہ پہنچانا ہے۔ اور میں نے جب بھی کسی کو علم سے فائدہ پہنچانے میں کنجوسی کرتے دیکھا وہ علم سے خود بھی فائدہ اٹھانہ سکا۔

جس طرح زمین میں موجود پانی سے اس کے اوپر آئے بغیر، یا لال سونے سے معدن سے نکالے بغیر، موتی کو سمندر سے نکالے بغیر فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا، بالکل اسی طرح چھپے ہوئے علم سے جو نہ پھیلایا جائے اور نہ افادہ کے لئے پیش کیا جائے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

## علم حدیث سے بخل کرنے کی ہلاکتیں

عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ جو شخص علم حدیث سے کنجوسی کرتا ہے وہ تین باتوں میں سے ایک میں مبتلا ہو جاتا ہے یا تو وہ مر جائے گا اور اس کا علم ختم ہو جائے گا یا وہ بھول جائے گا، یا حکمران (کا چچایا درباری بننے) میں مبتلا کیا جائے گا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ”لوگ یا تو عالم ہوں یا طالب علم ان دونوں کے درمیان والے لوگوں میں کوئی خیر نہیں۔“

## علم کا ایک باب دنیا سے بہتر ہے

حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ کوئی شخص علم کا ایک باب پڑھ کر اس کے ذریعے اپنے رب کی بندگی کرے۔ ایسا ہونا اس بات سے بہتر ہے کہ کسی شخص کو دنیا اسے شروع سے آخر تک ملے (یعنی مال اور آسائش ملیں) اور اسے دنیا آخرت میں نیچا کر دے۔“



## باب (۴)

## ﴿خاموشی اختیار کرنے اور زبان کی حفاظت کرنے کا بیان﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ بھلی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص پر واجب ہے کہ جب دو باتوں (باطن کی اصلاح اور علم حاصل کرنے) کا ذکر ہو تو اس وقت اپنی ہمت کو زبان کی حفاظت میں لگائے حتیٰ کہ وہ اس کے لئے درست ہو جائے۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو انسان کو ہلاکت کی گھاٹیوں میں اتارتی ہے اور خاموشی، محبت اور وقار عطا کرتی ہے۔ جس شخص نے اپنی زبان کی حفاظت کی خود کو آرام دیا۔ خاموشی سے رجوع کرنا (پھرنا) بات سے (پھرنے) اسے واپس لینے سے بہتر ہے۔ خاموشی عقل کی نیند (آرام) اور گویائی اس کی بیداری ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت لقمان نے ارشاد فرمایا خاموشی حکمت ہے اور بہت کم لوگ اسے کرتے ہیں۔  
گر بزی کے اشعار ہے۔

اقلل کلامک واستعذ من شره ان البلاء ببعضه مقرون  
واحفظ سانک واحتفظ من غبه حتى یكون گانہ مسجون  
وکل فؤادک باللسان وقل له ان الکلام علیکما موزون  
فرناہ ولیک محکما ذاقلة ان البلاغة فی القلیل تكون  
(ترجمہ) ”اپنی گفتگو کم رکھو اور اس کے شر سے پناہ مانگو کیونکہ مصیبت اس کے بعض حصے سے ملی ہوئی ہے۔ اور اپنی زبان کی



حفاظت کرو اور اس کی بے وقوفی سے اپنی حفاظت کرو حتیٰ کہ زبان قیدی کی طرح ہو جائے۔ اپنے دل کو زبان کے ساتھ ملا دو اور ان کو کہہ دو کہ گفتگو تم دونوں پر تولی جائے گی لہذا اس کو تولو۔ اور تم کم بولنے اور کچی بات کہنے والے ہو کیونکہ بلاغت کم گفتگو میں ہوتی ہے۔

### زیادہ گفتگو نقصان دہ ہے

حضرت امام مالکؒ بن انس فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا زائد ہونا فائدہ مند ہے۔ سوائے گفتگو کے کیونکہ اس کا زیادہ ہونا مضر ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ زندگی میں صرف دو آدمیوں میں ”خیر“ ہے ایک خاموش رہنے والا جو علم کو سننے والا ہو، دوسرا عالم جو بات کر رہا ہو۔

### لوگوں کی گفتگو پر اعتراض نہ کرو

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کی گفتگو پر حاوی نہ ہو اور نہ ہی ان کی گفتگو پر اعتراض کرے اس لئے کہ گفتگو اگرچہ اپنے وقت میں غلطی ہو مگر باعزت ہوتی ہے اور خاموشی اپنے وقت میں ایک عالی مرتبہ ہے۔ جس شخص کو اس کی خاموشی کی وجہ سے جاہل کہا جائے وہ بولنے میں بھی عاجز ہوتا ہے۔

### زبان نہ ہوتی تو

انسان یا تو بنائی ہوئی تصویر ہوتا یا بے جان مجسمہ، اگر زبان نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ نے زبان کو تمام انسانی اعضاء پر بلند فرمایا ہے چنانچہ اگر یہ فرمانبردار ہو تو اس سے زیادہ اجر حاصل کرنے والا کوئی عضو نہیں اور اگر یہ گناہ کرے تو اس سے بڑا گناہ گار کوئی عضو نہیں۔

مسیب بن واضح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو یہ فرماتے

سنا۔



تعاهد لسانک ان اللسان سریع الی المرء فی قتله  
وهذا اللسان برید الفؤاد بدل الرجال علی عقله  
(ترجمہ) ”اپنی زبان کی حفاظت کرو کیونکہ زبان انسان کے قتل  
میں بہت جلدی کرتی ہے اور یہ زبان دل کی ترجمان ہے لوگوں کو  
ان کی عقل کے بارے میں بتاتی ہے۔“

### دل کو سخت بنانے والی چیزیں

حضرت فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ  
دو چیزیں انسان کے دل کو سخت بناتی ہیں، کثرت کلام (زیادہ بولنا) اور زیادہ  
کھانا۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا قول ہے کہ  
پہلی عبادت خاموشی ہے پھر علم حاصل کرنا، پھر اس پر عمل کرنا اور پھر اس کی  
حفاظت (یاد رکھنا وغیرہ) اور پھر اس کی اشاعت کرنا۔

### خاموشی انسان کا رعب ہے

حضرت اخف بن قیس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ  
خاموشی لفظی تحریف سے امان گفتگو کی کجی سے حفاظت، فضول گوئی سے سلامتی  
اور خاموش رہنے والے کا رعب اور ہیبت ہے۔

### جب تک بولنا ضروری نہ ہو نہ بولو

ابو حاتم کہتے ہیں کہ نکلند کے لئے ضروری ہے کہ وہ خاموشی کو لازم کر لے حتیٰ  
کہ اسے بولنا لازم ہو جائے (جب تک بولنا ضروری نہ ہو اس وقت تک خاموش رہنا  
ضروری ہے) کیونکہ بولنے والے ہی زیادہ تر نادم ہوتے ہیں اور جو چپ رہتے ہیں  
بہت کم نادم ہوتے ہیں۔ لوگوں میں سب سے زیادہ بد نصیبی والا اور بڑی مصیبت والا  
وہ شخص ہے جو آزاد (کھلی) زبان میں مبتلا کیا جائے اور اسے بند دل دیا جائے۔



## زبان کے دس اوصاف

زبان کی دس خصلتیں ہیں جن کی پہچان عقلمند کے لئے ضروری ہے اور یہ کہ ہر خصلت کو اس کے موقع اور جگہ میں رکھا جائے۔

۱۔ چنانچہ زبان کبھی ”الفاظ“ ہوتی ہے جس کے ذریعے بیان کو ظاہر کرتی ہے۔

۲۔ کبھی گواہ ہوتی ہے جو مافی الضمیر کی خبر دیتی ہے۔

۳۔ کبھی ”ناطق“ ہوتی ہے جو جواب دیتی ہے۔

۴۔ کبھی ”حاکم“ ہوتی ہے جو دلیل کے ساتھ فیصلہ کرتی ہے۔

۵۔ کبھی شافع ہوتی ہے جس کے ذریعے ضرورتوں کو حاصل کیا جاتا ہے۔

۶۔ کبھی ”واصف“ (وصف بیان کرنے والی) ہوتی ہے جس کے ذریعے اشیاء کا

تعارف ہوتا ہے۔

۷۔ کبھی حاصد (کاٹنے والی) ہوتی ہے جو کینے کو ختم کرتی ہے۔

۸۔ کبھی نازع (کسی طرف میاں رکھنے والی) ہوتی ہے جو محبت کو کھینچتی ہے۔

۹۔ کبھی مسل (تسل دینے والی) ہوتی ہے جو دلوں کو صاف کرتی ہے۔

۱۰۔ کبھی معزی (تقریت کرنے والی) ہوتی ہے جو غموں اور رنج کو ختم کرتی ہے۔

کسی نے خوب کہا ہے۔

ان کان یعجبک السکوت فانه قد کان یعجب قبلک الاخيارا

ولئن ندمت علی سکوت مرة فلقد ندمت علی الکلام مرارا

ان السکوت سلامة ولزئما ذرع الکلام عداوة وضرارا

وذا تقرب خاسر من خاسر زاد بذاک خساره و تبارا

(ترجمہ) ”اگر تجھے سکوت اچھا لگتا ہے تو تجھ سے پہلے نیک لوگوں

کو بھی اچھا لگتا تھا اگر تو خاموشی پر ایک مرتبہ نادم ہوگا تو گفتگو پر کئی

بار نادم ہوگا۔ اور بیشک خاموشی سلامتی ہے جبکہ گفتگو دشمنی یا نقصان

کے بیج بو دیتی ہے اور جب خسارے والے سے خسارے والا



قریب ہوتا ہے تو اس سے خسارہ اور ہلاکت ہی بڑھتی ہے۔

مالک بن دینار، احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

جس کی گفتگو (کلام) زیادہ ہو اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہو جاتی ہیں اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوں اس کی حیاء کم ہو جاتی ہے جس کی حیاء کم ہو جائے۔ اس کا تقویٰ کم ہو جاتا ہے اور جس کا تقویٰ کم ہو جائے اس کا دل مرجاتا ہے۔“

علی بکار کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے دو دروازے بنائے ہیں لیکن زبان کے چار ہیں، دونوں ہونٹ دوپٹ ہیں اور دانتوں کی دو روئیں دوپٹ ہیں۔

وہیب بن ورد سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک نوجوان بھی حاضر ہوتا تھا اور گفتگو بیان وغیرہ بڑے غور سے سنتا لیکن خود کوئی بات کئے بغیر مجلس ختم ہونے پر چلا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات محسوس کر لی اور اس سے فرمایا کہ ”تم ہماری مجلس میں آتے ہو اور بہت اچھی طرح سنتے بھی ہو لیکن کوئی بات کئے بغیر کیوں واپس چلے جاتے ہو؟ تو اس نوجوان نے جواب دیا میں حاضر ہو کر گناہوں سے بچتا اور نکھرتا ہوں اور خاموش رہ کر سلامتی حاصل کرتا ہوں۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ کانوں کو منہ سے دو گنا استعمال کرے اور یاد رکھے کہ اسے دوکان اور ایک منہ دیا گیا ہے تاکہ وہ بات کرنے سے زیادہ سنے۔ کیونکہ جب وہ بولے گا تو اکثر نادم ہوگا اور جب سمجھیں بوسلے گا تو نادم نہ ہوگا اور نہ کہی ہوئی بات کا جواب دینے پر کہی ہوئی بات کا جواب دینے سے زیادہ قادر ہے۔ اور لفظ کو جب تک نہ بولا جائے وہ شخص اس کا مالک رہتا ہے اور لفظ کہے جانے کے بعد لفظ اس شخص کا مالک ہو جاتا ہے اور بولنے والے کی عجیب بات یہ ہے کہ اگر وہ بلند آواز سے جملہ بولے تو کبھی کبھار اس کو وہ نقصان دیتا ہے اور بلند آواز سے نہ کہا جائے تو اسے نقصان نہیں دیتا۔

ابراہیم بن علی ذہلی بنور بیعہ کے ایک شخص کے اشعار نقل کرتے ہیں۔



لعمرك ماشئ علمت مكانه      احق بسجن من لسان مذلل  
على فيك مماليس يعينك شأنه      بقفل وثيق ما استطعت فاقفل  
فرب كلام قد جرى من مباح      فساف اليه سهم حتف معجل  
وللصمت خير من كلام بمأثم      فكن صامتا تسلم وان قلت فاعدل

(ترجمہ) ”تیری عمر کی قسم جن چیزوں کی تجھے جگہ و مرتبہ معلوم ہے ان میں زبان سے زیادہ اور کوئی چیز ذلت حاصل کرنے والی زبان سے زیادہ قید کی حقدار نہیں (اسے قید کر دے) تیرے منہ میں ان باتوں سے جن سے تیرا کوئی سروکار نہیں مضبوط تالے میں جہاں تک ممکن ہو سکے اسے ”تالا بند“ کر دے۔ کیونکہ بہت سی باتیں جو مذاق کرنے والا کرتا ہے وہ فوری موت کا تیرا اس تک پہنچا دیتی ہیں اور یقیناً خاموشی گناہ کی گفتگو سے بہتر ہے لہذا چپ ہو جا اور اگر بولے بھی تو انصاف کر۔“

### زیادہ بولنا جھوٹا ہونے کو کافی ہے

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ تیرے ظالم ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ تو ہمیشہ جھگڑا کرتا رہے اور تیرے گناہ گار ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ تو ریا کاری کرتا رہے اور تیرے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ تو بولتا رہے سوائے اللہ تعالیٰ کے بارے میں گفتگو کے۔

سعید بن ابی سعید حضرت کعب سے روایت کرتے ہیں کہ عافیت کے دس اجزاء ہیں اور ان میں سے نو خاموشی میں ہیں۔

### اہل عقل کی تقسیم

حضرت شعبہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جن کی عقل ان کے آئس پائس ہوتی ہے۔ بعض وہ



ہیں جن کی عقل ان کے ساتھ ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جنہیں عقل ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ وہ شخص جس کی عقل اس کے ساتھ ہوتی ہے یہ وہ شخص ہے جو بات کرنے سے پہلے اس پر غور کرتا ہے۔ اور جس شخص کی عقل اس کے آس پاس ہوتی ہے یہ وہ شخص ہے جو بات کرنے کے بعد غور کرتا ہے اور بعض وہ شخص ہیں جنہیں عقل نہیں (یعنی وہ بات کرنے سے پہلے بھی نہیں سوچتے اور بات کرنے کے بعد بھی نہیں سوچتے)

(راوی کہتا ہے) چنانچہ یہ بات جب ہم یحییٰ کے پاس سے لوٹے تو میں نے عبدالرحمن بن مہدی کو کہی تو اس نے کہا ہاں یہ ہماری صفت ہے۔ (یعنی جس کی عقل آس پاس ہوتی ہے) عبدالرحمن کو یہ بڑی پسند آئی۔ کہنے لگا کہ یہ بات شعبہ کی ہونا ضروری نہیں یہ ہو سکتا ہے یہ بات انہوں نے کسی اور (بڑے) سے سنی ہو۔

لا تَقْل الْقَوْلَ ثُمَّ تَتَبِعْهُ يَأْتِي مَا كُنْتَ قُلْتَ لِمَ أَقْلَ  
(ترجمہ) ”ایسی بات مت کہو کہ اس کے بعد تم یہ کہو کہ کاش میں  
نے جو کہا ہے وہ نہ کہا ہوتا۔“

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ کسی بھی شخص کو زبان درازی سے زیادہ دین کو نقصان دہ مصیبت نہیں دی جاتی۔

خالد بن حارث کہتے ہیں کہ خاموشی عقلمند کی زینت اور جاہل کے لئے عیب ہے۔

### خاموشی کو اختیار کرنا بہر صورت ضروری ہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ اگر خاموشی میں اس کے سوا کوئی اور اچھی خصلت نہ ہوتی کہ وہ عقلمند کی زینت اور جاہل کا عیب ہے تب بھی انسان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ جس حد تک ہو سکے خاموشی کو نہ چھوڑے۔ اور جو شخص گناہوں سے سلامتی کو پسند کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ بات کہے جو قبول کی جائے اور ایسی بات بھی کم کہے۔ کیونکہ زیادہ بولنے پر یا تو برتر شخص جرأت کرتا ہے یا پھر بے وقوف۔ اسی وجہ سے اصل علم میں بہت سے لوگوں نے زیادہ فضول بولنے والوں کی حدیث قبول نہیں کی ہے۔ (اس سے مراد



ایسی باتیں ہیں جو ان کے شایان شان نہیں)

چنانچہ راوی سعید سے مروی ہے کہ میں نے حکم سے کہا کہ آپ زادان کی حدیث کیوں نہیں لکھتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ بہت زیادہ بولتا تھا۔

### عقلمند کی زبان دل کے پیچھے ہوتی ہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے چنانچہ جب وہ بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو دل کی طرف رجوع کرتا ہے اگر اس کی مرضی کے مطابق ہو تو کہتا ہے ورنہ نہیں کہتا۔ اور جاہل کا دل زبان کے ایک طرف ہوتا ہے چنانچہ جو زبان پر آتا ہے وہ کہہ ڈالتا ہے۔ اور جو شخص اپنی زبان کی حفاظت نہیں کر سکتا وہ اپنے دین کو بھی نہیں روک سکتا۔

زبان جب اچھی ہو تو اس کی اچھائی دوسرے اعضاء پر ظاہر ہو جاتی ہے اور جب خراب ہو تو بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

امام اوزاعی نے امام یحییٰ بن کثیر کا قول نقل کیا ہے کہ کسی شخص کی جب زبان اچھی ہوتی ہے تو وہ اس کے سارے اعمال میں پیچانی جاتی ہے۔

### عقلمند بات کی ابتداء کب کرتا ہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند اپنی بات کی ابتداء اس وقت کرتا ہے جب اس سے کچھ پوچھا جائے اور صرف وہ بات کہتا ہے جو قبول کی جائے۔ جب اسے برا بھلا کہا جاتا ہے تو جواب نہیں دیتا۔ جب کسی کو بات کہتا ہے تو حد سے زیادہ نہیں کہتا۔ کیونکہ شروع میں چپ رہنا اگرچہ بہت اچھا ہے لیکن بری بات کے وقت خاموش رہنا اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔

اسیر بن جابر کا قول ہے کہ میں نے کسی کمینے کو کبھی منہ نہیں لگایا لیکن اگر میں یہ کہتا کہ میں کمینے کو منہ نہیں لگاؤں گا تو مجھے ڈر ہوتا کہ مجھے یہ کہنے کی وجہ سے مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ مصیبت قول کے تابع ہوتی ہے۔



## زبان قید کی زیادہ حقدار ہے

عیسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ کوئی چیز زبان سے زیادہ لمبی قید کی حقدار نہیں۔

ابوطعمہ نے اپنے ایک قبیلہ والے کی بات نقل کی ہے کہ میں ربیع بن خثیم کے ہاں حسین کی وفات کی خبر دینے گیا تو لوگوں نے کہا کہ آج ان کا بیان ہے چنانچہ انہوں نے اپنی آواز بند کی اور فرمایا۔

اے اللہ زمین اور آسمان کو بنانے والے غیب اور عالم حاضر کے جاننے والے تو ہی ہے جو اپنے بندوں کے درمیان ان کی اختلافی باتوں کا فیصلہ کرتا ہے۔

## زبان کی حفاظت کرنے والی ایک خاتون کا واقعہ

ابراہیم بن عمرو بن حبیب کہتے ہیں کہ ہمیں اصمعی نے بیان کیا کہ ایک دن میں جنگل میں گھوم رہا تھا کہ اچانک میں نے اعرابی عورت کو دیکھا کہ وہ اکیلی اپنے اونٹ پر چلی جا رہی ہے تو میں نے اس سے پوچھا۔

اے امتہ الجبار (اللہ کی بندی) آپ کے تلاش کر رہی ہیں اس نے جواب

دیا۔

﴿مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلِّ فَلَا هَادِيَ لَهُ﴾

”جس کو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو

وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔“

چنانچہ میں سمجھ گیا کہ یہ اپنے قافلے کے ساتھیوں کو گم کر بیٹھی ہے میں نے کہا آپ ساتھیوں کو گم کر بیٹھی ہیں؟ اس نے جواب دیا۔

﴿فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمًا وَكُلًّا آتَيْنَاهَا حُكْمًا وَعِلْمًا﴾ (النمل)

”تو ہم نے اس کی سلیمان کو سمجھ عطا کر دی اور ہر ایک کو ہم نے



حکمت اور علم عطا کیے۔“

تو میں نے اسے کہا کہ آپ کہاں سے آئی ہیں؟ تو اس نے جواب دیا۔

﴿سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ  
إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ﴾ (الاسراء)

”پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے لے کر مسجد  
اقصى تک لے گئی جس کے ارد گرد کوہم نے برکت عطا کی ہے۔“

تو میں سمجھ گیا کہ یہ بیت المقدس کی رہنے والی ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ  
آپ بات کیوں نہیں کرتیں؟ اس نے جواب دیا۔

﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ (ق)

”وہ جو بھی لفظ کہتا ہے اس پر ایک نگران موجود رہتا ہے۔“

پھر مجھے میرے ایک ساتھی نے کہا کہ کہیں یہ عورت خوارج میں سے نہ ہو؟ تو  
اس عورت نے کہا:-

﴿فَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ  
وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ (لقم)

”ایسی بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک سماعت  
بصارت اور دل ان سب کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔“

چنانچہ ہم اس کے ساتھ چلتے رہے اچانک ہمیں سامنے غیبی اور قبی نظر آئے  
تو وہ کہنے لگی۔

﴿وَعَلَّمْتَ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ﴾

”اور بہت سی نشانیاں مقرر فرمائیں اور ستاروں سے بھی لوگ راہ  
پاتے ہیں۔“

میں اس کی بات نہ سمجھ سکا تو کہنے لگا کہ آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں؟ اس نے  
کہا:-



﴿وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ قَالَ  
يُبَشِّرُاهُ هَذَا عَلَّمَ﴾  
(سورہ یوسف)

(ترجمہ) ”اور ایک قافلہ آیا تو انہوں نے اپنا پانی لانے والا بھیجا،

اس نے ڈول ڈالا (اور) کہا خوشخبری ہو یہ تو ایک بچہ ہے۔“

میں نے پوچھا کہ میں کسے آواز دوں؟ کسے بلاؤں؟ تو اس نے کہا۔

﴿يُحْيِي اخِذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِآدَاوُدَ  
إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ﴾

”اے یحییٰ کتاب کو قوت سے تھام لے، اے زکریا ہم تجھے بیٹے  
کی بشارت دیتے ہیں۔ اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنا  
دیا ہے۔“

اصمعی کہتے ہیں کہ پھر ہمارے سامنے تین موتیوں جیسے نوجوان آکھڑے  
ہوئے اور وہ کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب کعبہ کی قسم ہم انہیں تین دن سے گم کئے  
ہوئے ہیں تو وہ کہنے لگی۔

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ وَرَبَّنَا لَعَفُورٌ  
شَكُورٌ﴾  
(فاطر)

”تمام حمد و ستائش اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے رنج کو دور  
کیا، اور ہمارا رب مغفرت والا شکر والا ہے۔“

پھر ان میں سے ایک کو اشارہ کر کے کہنے لگی۔

﴿فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ فَلْيَنْظُرُوا أَيُّهَا أَزْطَى طَعَامًا  
فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ﴾

”تو تم میں سے کسی ایک کو یہ سکے دے کر بھیجو تا کہ وہ دیکھ لے

کون سا اچھا کھانا ہے تو اس میں سے کچھ کھانے کو لے آئے۔“

تو میں نے کہا کہ اس عورت نے ان کو ہمارا اکرام کرنے کا کہا ہے چنانچہ وہ



روٹیاں وغیرہ لے آئے تو میں نے کہا ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر میں نے ایک لڑکے سے پوچھا کہ یہ تمہاری کون ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ ہماری والدہ ہیں اور انہوں نے چالیس سال قرآن کریم کے علاوہ کوئی بات نہیں کی اس ڈر سے کہ زبان سے کہیں جھوٹ نہ نکل جائے۔ چنانچہ میں اس خاتون کے قریب ہوا اور عرض کیا اے اللہ کی بندی۔ مجھے نصیحت کیجئے تو وہ بولی۔

﴿مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾

اس کے یہ کہنے سے میں یہ سمجھا کہ یہ عیسان علی میں سے ہے۔ چنانچہ میں وہاں سے اپنے راستے لوٹ آیا۔

مورق عجلی کہتے ہیں کہ میں اس کی تلاش میں دس سال سے ہوں اور اب تک اس کی تلاش نہیں چھوڑی ہے تو کسی نے پوچھا اے ابو معمر وہ کیا چیز ہے تو مورق عجلی نے فرمایا نہ ”لا یعنی باتوں سے سکوت۔“

ابراہیم بن رستم کہتے ہیں کہ میں نے خارجہ کو یہ کہتے سنا کہ میں پندرہ سالانہ عبد اللہ بن عون کی مصاحبت میں رہا اور میں نہیں سمجھتا کہ فرشتوں نے ان کے خلاف کچھ لکھا ہوگا۔





## باب (۵)

### سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی ترغیب ﴿

ابوسفیانؓ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”تمہیں لازم ہے کہ سچ بولو کیونکہ سچ نیکی کے راستے پر لے جاتا ہے اور نیکی جنت کے راستے پر لے جاتی ہے اور ایک شخص اتنا سچ بولتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے سچا لکھ دیا جاتا ہے اور تمہیں لازم ہے کہ جھوٹ سے بچو اس لئے کہ جھوٹ ”فجور“ کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور ایک شخص اتنا جھوٹ بولتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

### زبان کو سچ کی عادت ڈالنے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے زبان کو دوسرے تمام اعضاء پر فضیلت عطا فرمائی ہے اس کا درجہ بلند کیا اور فضیلت کو اس طرح واضح فرما دیا کہ تمام اعضاء و جوارح کے درمیان اسے گویائی عطا کی۔

عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زبان کو جھوٹ کا عادی بننے سے بچائے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا اظہار کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زبان کو ہمیشہ سچ کا خوگر بنائے اور اس کی نگرانی کرے اور یہ کہ جس کا نفع اسے دونوں جہان میں ملے اسے اس کی عادت ڈالے اس لئے کہ زبان اسی کا تقاضا کرتی ہے جس کی اسے عادت ڈالی گئی سچ کی عادت ڈالی تو سچ کا اور جھوٹ کی عادت ڈالی تو جھوٹ کا تقاضا کرے گی۔



## عبدالملک کی بچوں کی تربیت میں وصیت

اسماعیل بن عبداللہ کہتے ہیں کہ

خلیفہ عبدالملک بن مروان نے مجھے حکم دے رکھا تھا کہ میں اس کے دونوں بیٹوں کو گھی سے دور رکھوں اور دوسرے یہ کہ میں انہیں اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں جب تک کہ وہ بیت الخلاء سے نہ ہو آئیں۔ اور وہ یہ کہا کرتا تھا کہ میرے بچوں کو اس طرح بچ بولنا سکھاؤ جس طرح انہیں قرآن کریم سکھاتے ہو اور انہیں جھوٹ سے دور رکھو اور یہ بتاؤ کہ اس سے آدمی قتل ہو جاتا ہے۔ مجھے ابرش نے یہ شعر سنائے۔

الکذب مردیک و ان لم تخف والصديق منجیک علی کل حال  
فانطق، بما شئت تجد غبه لم تبخس وزنة مثقال  
(ترجمہ) ”جھوٹ تجھے ہلاک کرنے والا ہے اگرچہ تو نہ ڈرے اور سچ ہر حال میں تجھے نجات دینے والا ہے چنانچہ جو چاہے بول تجھے اس کا بدلے ملے گا اور رائی برابر بھی کی نہیں کی جائے گی۔“

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا منصبہ

حمید بن عبدالرحمن سے مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے پہلے سال میں ہمیں خطاب کیا اور فرمایا کہ لو وہ یونین لے بعد در زور سے بدھو اور عطا نہ کرو۔ سو بیچ اور نیکی جنت میں ہوں گے اور جھوٹ اور فحور جہنم میں ہوں گے۔

## منافق کون؟

طیسلہ بن علی بہدلی کہتے ہیں کہ

میں عرفہ کے دن اصول اراک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھا کہ ان کے سامنے ایک عراقی شخص نے آکر کہا اے ابن منافق! تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے



فرمایا تیرا ستیاناس ہو، منافق تو وہ ہوتا ہے جو جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ ادا نہ کرے۔

### اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ گوشت

محمد بن خلف بن ابوازہر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت فضیل بن عیاض کو یہ فرماتے سنا کہ

اللہ تعالیٰ کو گوشت کا کوئی ٹکڑا سچی زبان سے زیادہ پسند نہیں اور گوشت کا کوئی ٹکڑا جھوٹی زبان سے زیادہ ناپسند نہیں۔

### زبان سے جھوٹی خوبصورتی حاصل نہیں ہو سکتی

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی چیز کو مستعار لے کر (عارضی طور پر اختیار کر کے) اس سے خوبصورتی اپنانا بڑا ہی آسان ہے سوائے زبان کے کیونکہ زبان وہی بات ظاہر کرتی ہے جس کی اسے عادت ڈالی گئی ہو۔ اور سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اپنی زبان پر غالب آجائے اسے اس کی قوم امیر بنا لیتی ہے اور جو شخص زیادہ جھوٹ بولتا ہے وہ اپنے لئے کدّہ جیز باقی نہیں چھوڑتا جس پر اسے سچا کہا جائے۔ اور جھوٹ وہی شخص بولتا ہے جسے اپنے آپ کی کوئی قدر نہ ہو۔

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ جھوٹا شخص بھٹ ایسے نفس کی بے وقعتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

### جھوٹا شخص بھولتا اور ناقابل اعتناء ہو جاتا ہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ

اگر جھوٹ کا عیب صرف یہی ہوتا کہ وہ جھوٹ بولنے والے کو اتنا گرا دیتا ہے کہ اگر وہ سچ بھی بولے تو سچ نہیں سمجھا جائے گا۔ تب بھی تمام مخلوق پر ہمیشہ سچائی کے لئے غور و فکر کرنا اور اسے اپنانا لازم ہوتا۔ جھوٹ کی ایک آفت یہ بھی ہے کہ جھوٹا شخص



نا قابل اعتناء ہو جاتا ہے اور جب ایسا ہے تو وہ ایسا ہو گیا وہ اپنے اوپر ہر لمحہ ہر آن اپنی رسوائی کو آواز دیتا ہو۔

میں نے احمد بن محمد بن ازہر کو یہ کہتے سنا کہ نصر بن علی جہضمی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جھوٹوں کے خلاف ”بھول“ کے ذریعے مدد کی ہے۔ (یعنی جھوٹے اپنی بات کہہ کر بھول جاتے ہیں)

محمد بن عبد اللہ بغدادی نے مجھے یہ شعر سنائے۔

اذا ما المرء اخطاه ثلاث فبعه ولو بكف من رماد

سلامتہ صدر والصدق منه وکتمان السرائر فی الفؤاد

(ترجمہ) ”جب کسی شخص میں تین چیزیں ختم ہو جائیں تو اسے بچ

دو چاہے ایک مٹھی راکھ کے بدلے ہی ہو۔ سینے کی سلامتی، اس کی

سچ گوئی، اور دل میں رازوں کا چھپانا۔“

## ہر بات مت کرو

ابو حاتم کہتے ہیں کہ

زبان کاٹنے والا درندہ ہے اگر اس کا مالک اسے باندھ کر رکھے تو محفوظ رہے گا اگر کھلا چھوڑ دیا تو وہ اسے کاٹ کھائے گا۔ جھوٹا اپنے منہ کے ذریعے ہی رسوا ہوتا ہے۔ عقلمند شخص ان باتوں میں نہیں پڑتا۔ (گفتگو نہیں کرتا) جس کے بارے میں علم نہ ہو ورنہ اسے اس کے بارے میں بھی عیب لگایا جائے گا جس کا علم اسے ہے کیونکہ جھوٹ تمام گناہوں کی بنیاد اور اصل ہے اور جھوٹ رسوائیوں کو ظاہر کرتا ہے اور محامن کو چھپاتا ہے۔ چنانچہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ اگر اسے کسی ایسی بات کا پتہ چلے جو اس کا عیب بیان کر رہی ہو تو وہ اس کے بارے میں باتیں نہ پھرے کیونکہ جو شخص ہر بات کرتا ہے اسے اس کی رائے پر عیب لگایا جاتا ہے اور سچائی فاسد ہو جاتی ہے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، مومن کے لئے جھوٹ میں سے اتنا کافی ہے کہ وہ جو بات سنے اسے بیان کر دے۔



حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے مروی ہے کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اپنی زبان کو روک رکھے۔ اپنے گھر میں رہے اور اپنے گناہوں پر روئے۔

### سچ بولنے کا انعام

منصور بن ربیع سے کسی نے پوچھا کہ اے ابوسفیان آپ کسے ذکر کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے ربیعی کا ذکر کیا ہے جانتے ہو کہ ربیعی کون تھے؟ یہ ایک بہادر شخص تھے۔ ان کی قوم کا ان کے بارے میں یقین تھا کہ یہ شخص جھوٹ نہیں بولتا۔ پھر ایک چغلوں نے حجاج کے پاس ان کی چغلی کر دی کہ یہاں ایک بہادر شخص ہے اس کی قوم سمجھتی ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا مگر وہ آج جھوٹ بولے گا کیونکہ آپ نے اس کے دونوں مینوں کو بلوایا تھا مگر وہ نہیں آئے اور اب وہ گھر میں ہیں۔ حجاج کے ہاں غلطی کی سزا تلوار کی ضرب تھی چنانچہ اس نے انہیں بلوایا دیکھا ایک کمزور سا بوڑھا شخص ہے۔ پوچھا کہ آپ ربیعی ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پوچھا تمہارے دونوں بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا وہ تو وہ رہے گھر میں؟ حجاج نے ان کا جواب سن کر انہیں سواری دی پوشاک دی اور نیکی اور بھلائی اور مہربانی کرتے ہوئے رخصت کیا۔

### سچ بولنے والی خاتون فاروقی خاندان کی بہو بنی

عبید اللہ بن محمد حمیمی اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منیٰ میں پیاس لگی تو وہ (پانی ڈھونڈتے ہوئے) ایک بوڑھی عورت کے پاس پہنچے۔ اور پوچھا کہ کیا پانی ہے؟ اس نے کہا ہمارے پاس نہیں ہے۔ آپ نے پھر پوچھا کہ دودھ ہے؟ اس نے کہا وہ بھی نہیں ہے۔ اتنے میں ایک لڑکی آئی اور اس نے کہا اماں جھوٹ بولتے ہوئے حیا نہیں آتی؟ پھر اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس برتن میں دودھ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر اس لڑکی کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ اس کا باپ بنو ثقیف سے تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عاصم کے لئے اس کا رشتہ مانگ لیا چنانچہ اسی لڑکی



کی ایک بیٹی ام عاصم بنت عاصم ہوئی جس کا نکاح بعد میں عبدالعزیز بن مروان سے ہوا اور پھر ام عاصم کے ہاں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی پیدائش ہوئی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

### غلط بات کرنے سے عاجز ہونا بہتر ہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ سچ دونوں جہانوں میں انسان کو بلند کرتا ہے اسی طرح جھوٹ دونوں جہاں میں گرا دیتا ہے۔ اگر سچ میں اس کے سوا کوئی اور قابل تعریف خصلت نہ ہوتی کہ انسان کا سچ جب معروف ہو جائے تو اس کا جھوٹ بھی قبول کر لیا جاتا ہے اور سننے والے کو وہ سچ ہی لگتا ہے۔ تو بھی عقلمند شخص پر واجب ہوتا کہ اپنی زبان کو سچ کی مشق کرانے میں خوب کوشش سے کام لے حتیٰ کہ وہ سچ پر چلنے لگے۔ جھوٹ اور عاجزی سے بچنا بعض اوقات بولنے سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ ہر وہ کلام (گفتگو) جسے کرنے والا اس کی جگہ پر غلطی کرے تو بولنے سے عاجز شخص اس وقت اس سے بہتر ہوتا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بندہ ایمان کی حقیقت سے اس وقت تک روشناس نہیں ہوتا جب تک کہ وہ حق پر ہونے کے باوجود جھگڑے کو نہ چھوڑ دے اور مذاق میں بھی جھوٹ بولنا نہ چھوڑے اگرچہ اس کا خیال ہو کہ اگر وہ چاہے تو غالب ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جس بات سے تمہارا تعلق نہیں اس کو چھوڑ دو اور جس سے تمہارا سروکار نہیں اس پر بات نہ کرو اور اپنی زبان کو ایسے محفوظ رکھو جیسے دراہم کو محفوظ رکھتے ہو۔

ابن سیرین کا قول ہے کہ

”(گفتگو) کلام میں اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ اس میں جھوٹی باتیں ملائی جائیں۔“



## باب (۶)

### ﴿حیاء کے لزوم اور بے حیائی کے ترک کرنے کی ترغیب﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا پہلی نبوتوں کا جو پیغام لوگوں کو پہنچا وہ یہ تھا کہ جب تم حیاء نہ کر سکو تو جو جی چاہے گرو۔<sup>۱</sup>

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کو باحیا ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ عقل کی بنیاد اور بھلائی کا بیج ہے اور حیاء کا ترک کرنا جہالت کی بنیاد اور شر کا بیج ہے۔ حیاء عقل پر دلالت کرتی ہے اسی طرح حیاء کا نہ ہونا جہالت کا دلیل ہے۔ جس شخص سے لوگ اس کی حیاء سے کچھ حاصل نہ کر سکیں وہ اپنی بے حیائی کی وجہ سے ان سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔

کسی شاعر نے کہا ہے کہ جو شخص علم اور عقل کی طرف منسوب ہو اور اس میں چار صفات نہ ہوں تو وہ شخص عالم و عاقل نہیں ہے۔ تقویٰ جو خیر و فضیلت کا جامع ہے، سچی حیاء جو اہل مروت کی طبیعت ہے۔ بردباری جو اسے لوگوں کے فجور کے نقصانات سے بچاتی ہے۔ سخاوت جو برائیوں کی دافع ہے۔

مجھے محمد بن عبد اللہ بغدادی نے یہ اشعار سنائے۔

اذا قل ماء الوجه قل حياء ه فلا خير في وجه اذا قل ماء ه  
حياء ك فاحفظه عليك فانما يدل على وجه الكريم حياء ه

(ترجمہ) ”جب چہرے کا پانی کم ہو جائے تو اس کی حیاء بھی کم ہو

جاتی ہے چنانچہ اس چہرے میں کوئی خیر نہیں جس کا پانی کم ہو

جائے۔ اپنی حیاء کی حفاظت کر کیونکہ کریم شخص کے چہرے پر اس



کی حیاء دلالت کرتی ہے۔“  
 عبد اللہ کا قول ہے۔ ”مومن میں سب سے زیادہ ملامت والی  
 خصلت ”بے حیائی“ ہے۔“

ابو حاتم کہتے ہیں حیاء ناپسندیدہ حصال سے بچنے کا نام ہے۔

## حیاء دو قسم کی ہوتی ہے

(۱) بندے کی اپنے رب جل شانہ سے کسی پر خطر (ازگناہ وغیرہ) کام کا ارادہ کرنے  
 پر حیاء کرنا۔

(۲) بندے کا لوگوں کے ناپسندیدہ کسی قول اور فعل میں پڑنے سے حیاء کرنا۔

یہ دونوں قسم کی حیاء قابل تہ یف ہے الایہ کہ ان میں سے ایک تو فرض ہے اور  
 دوسری فضیلت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نواہی سے بچتے وقت حیاء فرض ہے اور لوگوں  
 کے ناپسندیدہ اقوال و افعال میں پڑنے سے حیاء کرنا فضیلت ہے۔

محمد بن خلف تمیمی کہتے ہیں کہ بنو خزاعہ کے ایک شخص نے یہ اشعار سنائے۔

اذا لم تخش عاقبة اللبائی ولم تستحی فاضع ماشئت  
 فلا واللہ ما فی العیش خیر ولا الدنیا اذا ذهب الحیاء

(ترجمہ) ”جب تو راتوں کے انجام سے نہ ڈرے اور حیاء نہ کرے

تو جو چاہے کر سو خدا کی قسم زندگی میں کوئی بھلائی نہیں نہ ہی

دنیا میں جب حیاء ختم ہو جائے۔“

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دن خطبہ دیتے ہوئے

فرمایا۔

اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے حیاء کرو خدا کی قسم میں نے جب سے

رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اس وقت سے میں

اگر قضاے حاجت کے لئے نکلتا ہوں تو اللہ تعالیٰ سے حیاء کے

باعث سر ڈھانکے رہتا ہوں۔



ابو حاتم کہتے ہیں، حیاء ایمان میں سے ہے اور مومن جنت میں ہوگا۔ اور بے حیائی جفا ہے جفا کار جہنم میں ہوگا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس پر فضل کر دے اور وہ جہنم سے چھوٹ جائے۔

بنا جب انسان سیئہ کو اختیار کر۔ آخر کے اسباب اس میں موجود رہتے ہیں لیکن جب بے حیائی فحش گوئی کے ساتھ مل جائے تو خیر کا وجود معدوم ہو جاتا ہے اور شرمسلسل موجود رہتا ہے کیونکہ حیاء انسان اور گناہوں کے درمیان رکاوٹ ہے۔ چنانچہ حیاء کی قوت کی وجہ سے گناہوں کا ارتکاب کمزور پڑ جاتا ہے اور حیاء کے ضعف کی بناء پر گناہوں کا ارتکاب قوی ہو جاتا ہے۔  
کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

وہ رب فیہ ما حال بینی      و بین رکوبھا الا الحیاء  
فکان ہو الدواء لہا ولکن      اذا ذهب الحیاء فلا دواء

(ترجمہ) ”بہت سی برائیاں ہیں کہ جن کے اور میرے درمیان صرف حیاء حائل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ ان کی دوا بن جاتی ہے لیکن جب حیاء ختم ہو جائے تو کوئی دوا نہیں۔“  
یزید بن ثابت کہتے ہیں کہ جو شخص لوگوں سے حیاء نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ سے بھی حیا نہیں کرتا۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کو لوگوں سے حیاء کے لزوم کا عادی بنائے اور حیاء کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ نفس اچھے خصال اپنانے اور بری خصلتوں سے بچنے کا عادی بن جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ انسان جہنم سے بچنے میں (نواہی کے ارتکاب کے وقت اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کی وجہ سے) کامیاب رہتا ہے۔ اس لئے کہ انسان کی طبیعت اللہ اور اس کے درمیان اور مخلوق کے ساتھ معاملے کرنے کے دوران کرم اور ملامت دونوں پر ایک ساتھ ڈھالی گئی ہے۔



اور جب حیاء قوی ہوگا اور ملامت کمزور ہوگی اور جب حیاء کمزور ہوگی تو ملامت قوی اور کرم کمزور ہوگا۔

جب انسان کی حیاء زبردست ہو تو عزت محفوظ رہتی ہے اس کی برائیاں دفن ہو جاتی ہیں محاسن پھیل جاتے ہیں اور جس کی حیاء ختم ہو جائے اس کی خوشی ختم ہو جاتی ہے اور جس کی خوشی ختم ہو جائے وہ لوگوں کی نظروں میں بے وقعت اور عیب دار ہو جاتا ہے۔ جسے عیب لگایا جائے اسے اذیت دی جاتی ہے اور جسے اذیت دی جائے وہ رنجیدہ ہوتا ہے۔ جو رنجیدہ ہوتا ہے اس کی عقل کم ہو جاتی ہے اور جس کی عقل میں خرابی ہو جائے اس کے اکثر اقوال اس کے اپنے خلاف جاتے ہیں حق میں نہیں جاتے۔

جس میں حیاء نہ ہو اس کا کوئی علاج نہیں، جس میں وفا نہ ہو اس میں حیاء نہیں جس میں دوستی نہ ہو اس میں وفا نہیں۔ اور جس کی حیاء کم ہو وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو من میں آئے کہہ دیتا ہے۔

یحییٰ بن جعدہ کہتے ہیں کہ جب تم کم حیاء والے شخص کو دیکھو تو جان لو کہ اس کے نسب میں کوئی خرابی ہے۔



## باب (۷)

## ﴿تواضع اختیار کرنے اور تکبر سے بچنے کی ترغیب﴾

علاء بن عبد الرحمن نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا، درگزر کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرمادیتا ہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ تواضع اختیار کرے اور تکبر سے دور رہے۔ اگر تواضع میں اس کے سوا اور کوئی اچھی خصلت نہ ہوتی کہ جو شخص جتنا زیادہ تواضع اختیار کرتا ہے اس کی شان بلند ہی ہوتی ہے، تو بھی بندے کے لئے واجب ہوتا کہ اس کے علاوہ کسی اور حالت کو اختیار نہ کرے۔

تواضع (اپنے آپ کو کمتر سمجھنا و ظاہر کرنا) کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قابل تعریف ہے دوسری قابل مذمت ہے۔ جو تواضع قابل تعریف ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندوں پر اپنی برتری دکھانا ترک کرے اور ان کو عیب لگانا اور برا سمجھنا چھوڑے۔ اور قابل مذمت یہ ہے کوئی شخص مالدار شخص کے سامنے اس کی دولت میں رغبت کی وجہ سے اس کے سامنے خود کو دنیاوی دولت کے اعتبار سے کم ظاہر کرے۔

چنانچہ عقلمند شخص قابل مذمت تواضع سے ہر حال میں دور رہتا ہے اور قابل تعریف تواضع کو اس کی تمام جہات پر اختیار کئے رکھتا ہے۔

عبید اللہ بن عدی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد



فرمایا کہ جب کوئی شخص اللہ کی رضا کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حکمت بلکہ بلند فرما دیتے ہیں اور کہتے ہیں بلند ہو جا اللہ تجھے بلند کرے، تو وہ شخص اپنی نظروں میں چھوٹا اور لوگوں کی نظروں میں بڑا ہو جاتا ہے۔ اور جب بندہ تکبر کرے اور سرکش ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے نیچے گرا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دھنس جا اللہ تجھے دھنسائے۔ ”تو وہ شخص اپنے تئیں بڑا اور لوگوں کی نظروں میں چھوٹا ہو جاتا ہے۔“ ابو حاتم کہتے ہیں کہ تواضع انسان کی قدر بلند کرتا ہے اور مرتبہ عظیم کرتا ہے اور عزت و وقار بڑھاتا ہے۔

### اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کی دو قسمیں ہیں

- (۱) بندے کا اپنے رب کے سامنے اس وقت تواضع کا اظہار جب وہ احکامات کی بجا آوری کرے۔ چنانچہ اس وقت خود پسندی کا شکار ہونہ ہی ربیاء کاری کرے بلکہ ایسی حالت ہو جو اسباب ولایت کی موجب ہوتی ہے۔ بلکہ خیال یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس پر ان احکام کی بجا آوری کی توفیق دیکر فضل فرمایا ہے۔ یہ وہ تواضع ہے جو فرمانبرداری کے کاموں پر خود پسندی کو دور کرتا ہے۔
- (۲) دوسرا تواضع وہ ہے کہ جب گناہوں کو یاد کرتے تو بندہ خود کو حقیر اور عیب دار سمجھے اور دنیا میں ہر ایک شخص سے فرمانبرداری میں خود کو کمتر سمجھے اور گناہوں میں اس سے زیادہ جانے۔

قرآن کی آیت وَ كَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۸۹) ”اور وہ لوگ ہمارے لئے خشوع رکھتے تھے“ کے بارے میں حضرت مجاہد کا قول ہے کہ خاشعین کا مطلب ”متواضعین“ ہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص تکبر سے دوری کو اس کے مذموم خصال کی وجہ سے اختیار کئے رکھتا ہے۔ اس کے مذموم خصال یہ ہیں۔

- (۱) جو شخص بھی تکبر اختیار کرتا ہے وہ خود پسندی کا شکار ہو جاتا ہے اور دوسروں سے



خود کو برتر سمجھتا ہے۔

(۲) وہ سارے جہاں کو حقیر و عیب دار سمجھتا ہے کیونکہ جو شخص جب تک کسی کو حقیر نہ سمجھے خود کو اس سے برتر نہیں سمجھ سکتا اور حقیر سمجھنے کی خرابی کے لئے اتنا کافی ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے عزت عطا کی ہے یہ اس کے خلاف اور سرکش ہے۔

(۳) وہ گویا اللہ تعالیٰ سے اس کی صفات میں جھگڑتا ہے کیونکہ کبریائی اور عظمت اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں (اور یہ خود کو عظیم سمجھتا ہے) جو شخص اللہ تعالیٰ سے ان صفات میں جھگڑے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈال دیں گے الایہ کہ اپنے فضل سے اسے معاف فرمادیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

التیسه مفسدة للدين، منقصة للعقل مهتكة للعرض فانتبه  
لاتشرهن فان الذل في الشرة والعز في الحلم لا في البطش والسفه  
(ترجمہ) ”تکبر دین کے لئے مفسد ہے عقل کو کم کرتا ہے عزت  
خراب کرتا ہے، لہذا متنبہ ہو جا لا لچ مت کر کیونکہ لالچ میں ذلت

ہے اور عزت بردباری میں ہے نہ کہ سختی اور بے وقوفی میں۔

یحییٰ بن خالد برکی کا قول ہے۔ معزز آدمی جب زہد و عبادت میں لگتا ہے تواضع اختیار کرتا ہے۔ اور رذیل بچ آدمی جب عبادت میں لگتا ہے تو تکبر کرتا ہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں تواضع سے کوئی شخص باز نہ رہے تواضع سلامتی عطا کرتا اور اپنے پیچھے محبت چھوڑتا ہے کینہ دور کرتا اور رکاوٹیں ختم کرتا ہے۔ تواضع کا ثمرہ و نتیجہ محبت ہے جس طرح قاعدت کا ثمرہ راحت ہے اور معزز انسان کا تواضع اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔ جس طرح بچ آدمی کا تکبر اس کے گھٹیا پن میں اضافہ کرتا ہے۔

اور وہ شخص کیسے تواضع نہ کرے جو ایک گندے نطفے سے بنا ہے اور آخر کار ایک بدبودار مردار بنے گا اور اس دوران وہ گندگی کو اٹھائے پھرتا ہے۔

کریزی نے کیا خوب کہا ہے۔



ولا تمش فوق الأرض الا تواضعا فكم تحتها قوم هم منك ارفع  
فان كنت في عز وخير ومنعة فكم مات من قوم هم منك ارفع  
(ترجمہ) ”زمین میں تواضع کے بغیر مت چل زمین کے نیچے کتنے  
ہی لوگ (دفن ہوئے) جو تجھ سے زیادہ بلند تھے۔ اگر تو عزت خیر  
اور قوت والا ہے تو (تجھ سے پہلے) کتنے ہی لوگ مر گئے جو تجھ  
سے زیادہ قوت والے تھے۔“

جعفر بن محمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما نے پیدل دس حج کئے اور ان کے اونٹ ان کے پہلو میں چلتے رہتے تھے۔  
ابو حاتم کہتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے افضل وہ شخص ہے جو بلند قدر ہونے  
کے باوجود تواضع کرے اور قدرت کے باوجود بے رغبتی (زہد) اختیار کرے اور قوت  
کے باوجود لوگوں سے انصاف کرے۔ کوئی بھی تواضع کو اس وقت ترک کرتا ہے جب  
تکبر مستحکم ہو جائے اور لوگوں سے خود کو برتر جب سمجھتا ہے جب خود پسندی میں مبتلا ہو  
جائے اور خود پسندی عقل کی حاسد ہے اور جس شخص کو تم خود کو دوسروں سے برتر سمجھتے  
دیکھو گے (دیکھنا کہ) اللہ تعالیٰ اسے اس سے برتر کسی شخص کے سامنے ذلیل کر دے گا۔  
ابو حاتم کہتے ہیں کہ تکبر کی طرح کوئی چیز نفرت کو نہیں کھینچتی اور تواضع کی طرح  
کوئی چیز محبت حاصل نہیں کرتی۔ جو شخص دوستوں سے خود کو برتر سمجھے گا وہ ان سے خلوص  
کی توقع نہ کرے۔ متکبر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اچھی تعریف کی طمع نہ کرے اور تم  
متکبر کو گھٹیا شخص ہی پاؤ گے۔

چنانچہ عقلمند شخص وہ ہے جو عمر میں خود سے بڑے شخص کو دیکھتا ہے تو خود کو کمتر  
سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ اسلام میں مجھ سے آگے نکل گئے ہیں اور جب عمر میں خود سے  
چھوٹے شخص کو دیکھتا ہے تو خود کو اس سے کمتر سمجھتا اور کہتا ہے کہ میں گناہوں میں اس  
سے آگے نکل گیا ہوں۔ اور جب عمر میں اپنے برابر کے شخص کو دیکھتا ہے تو اسے اپنا بھائی  
شمار کرتا ہے۔



لہذا کوئی شخص اپنے بھائی سے خود کو کیسے برتر سمجھ سکتا ہے؟ (تکبر کر سکتا ہے؟) اور کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے۔ اس لئے کہ پھینکی ہوئی چھوٹی سی لکڑی بھی کبھی کبھار کام آ جاتی ہے اور کوئی شخص اسے اپنا کان کھجانے کے کام میں لے لیتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کے خلاف سرکشی کرے تو اللہ تعالیٰ سرکش پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیں۔<sup>۱</sup>

۱۔ ہناد نے اسے کتاب الزہد میں روایت کیا ہے۔ حدیث نمبر ۱۲۳۵۔ بخاری الادب المفرد حدیث نمبر ۲۰۶۔ حلیۃ الاولیاء (۳۲۲/۱) بعض جگہ موضوع بیان ہوئی ہے مگر اس کی اسناد صحیح نہیں۔



## باب (۸)

## ﴿گناہوں سے بچتے ہوئے لوگوں سے محبت کر نیکا استجاب﴾

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر باوقار نرم خو، قریب اور آسان (روادار) شخص پر جہنم کی آگ حرام ہے۔“ ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ حسن خلق کو اختیار کرتے ہوئے بد اخلاقی کو ترک کرتے ہوئے لوگوں سے محبت کرے (اور اس کا اظہار کرے) کیونکہ اچھے اخلاق گناہوں کو پگھلا دیتے ہیں جس طرح کہ سورج کی شعاعیں برف کو پگھلا دیتی ہیں اور برے اخلاق عمل کو یوں خراب کر دیتے ہیں جیسے کہ سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے اور ایک شخص میں بہت سے اخلاق و صفات ہوں جو سب کے سب نیک ہوں مگر ایک بری صفت ہو تو وہ بری صفت ان تمام اچھے اخلاق کو خراب کر دیتی ہے۔

مجھے بغدادی نے یہ اشعار سنائے  
خالق الناس بخلق حسن لا تکن کلیاً علی الناس یھر  
والقہم منک ببشر ثم صل عنہم عر ضک عن کل قدر  
(ترجمہ) ”لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ اور کوتاہمت  
بنو جو لوگوں پر غر اتا رہتا ہے اور ان سے خندہ روئی سے ملو پھر ان  
سے اور ہر گندگی سے اپنی عزت کو بچاؤ۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ رشتہ داری ٹوٹ جاتی ہے اور نعمتیں لوٹ جاتی ہیں لیکن میں نے دلوں کی قربت کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر تم کسی سے میل ملاپ کرو تو حسن اخلاق سے کرو کیونکہ حسن اخلاق صرف



خیر کی طرف بلاتا ہے اور اچھے اخلاق کا مالک آرام میں رہتا ہے اور برے اخلاق سے میل ملاپ مت رکھو کیونکہ وہ صرف برائی کی طرف بلاتا ہے اور اس کا مالک ہمیشہ پریشانی میں رہتا ہے۔

مجھ سے کوئی برا آدمی اچھے اخلاق والا میرے سامنے مصاحبت اختیار کرے یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کوئی برے اخلاق والا نیک آدمی میرے ساتھ مصاحبت اختیار کرے ”اگر فاسق آدمی اچھے اخلاق کا مالک ہو تو وہ اپنی عقل کے ذریعے زندگی گزارتا ہے لوگ اس سے مانوس رہتے ہیں اور محبت کرتے ہیں اور عبادت گزار جب برے اخلاق کا مالک ہوتا ہے تو لوگ اس سے پریشان رہتے ہیں اور اس سے نفرت کرتے ہیں۔

حضرت حماد بن سلمہ کا قول ہے کہ باغ میں روزے سے رہنا بھاری ہوتا ہے۔<sup>۱</sup>  
ابو حاتم کہتے ہیں کہ اچھے اخلاق محبت حاصل کرنے کا بیج ہے اسی طرح ہر سوء اخلاق نفرت کھینچنے کا بیج ہے۔ جس شخص کے اخلاق اچھے ہوں اس کی عزت محفوظ رہتی ہے اور جس کے اخلاق برے ہوں اس کی عزت برباد ہو جاتی ہے کیونکہ سوء خلق کینہ پیدا کرتا ہے اور جب کینہ دلوں میں جگہ پکڑ لے تو وہ دشمنی پیدا کر دیتا ہے اور جب دشمنی بے دین آدمی سے ظاہر ہوتی ہے تو وہ ایسے شخص کو جہنم میں لیجاتی ہے سوائے یہ کہ مولیٰ جل شانہ اپنے فضل اور درگزر کے ذریعے اسے معاف فرمادیں۔

زہری کا قول ہے کہ کیا برے اخلاق سے کوئی فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے؟  
میمون بن مہران کا قول ہے کہ لوگوں سے محبت سے پیش آنا نصف عقل ہے اور سوال کرنے کا اچھا ڈھنگ نصف علم ہے اور تمہارا خرچ میں اعتدال برتنا آدھی محنت کم کر دیتا ہے۔

<sup>۱</sup> یعنی باغ میں جہاں بہت زیادہ پھل وغیرہ ہوتے ہیں اگر کوئی عام دنوں میں وہاں رہ کر روزے سے رہنا چاہے تو بڑا مشکل کام ہے۔ کیونکہ ہر ایک کا دل لپکتا ہے اور دوسروں کو کھاتے دیکھ کر اپنے آپ کو قابو میں رکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔



ابو حاتم کہتے ہیں کسی کا لوگوں کی طرف..... ان کی اس سے محبت کے ساتھ حاجت مند ہونا ان کی اس شخص سے نفرت کے ساتھ ہونے سے بہتر ہے۔ لوگوں کی کسی شخص سے محبت کے درمیان رکاوٹ اخلاق کی تنگی اور برے اخلاق ہوتے ہیں کیونکہ جس شخص کے اخلاق تنگ ہوں اس کے گھر والے اور پڑوسی اس سے بیزار ہو جاتے ہیں اور اس کے دوست اسے بوجھ سمجھتے ہیں اور ایسے میں اس سے چھٹکارے کی تمنا اور اس کی موت کی دعاء کرتے ہیں.....

لوگوں کا کسی کو بوجھ اور بھاری سمجھنا دوسبب سے ہوتا ہے۔  
 (۱) کسی شخص کا اللہ تعالیٰ کے نواہی گناہوں وغیرہ کا ارتکاب کرنا۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی حرمت سے تجاوز کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور جس سے اللہ ناراض ہو جائے فرشتے بھی اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور یہ ناراضگی زمین پر رکھ دی جاتی ہے چنانچہ جو اسے دیکھتا ہے اس شخص کو بوجھ اور گراں سمجھتا ہے۔<sup>۱</sup>

(۲) کسی شخص کا ایسے افعال و خصائل کا ارتکاب و استعمال کرنا جنہیں لوگ ناپسند کرتے ہوں۔ چنانچہ اگر ایسا کرے گا تو ان کی نظر میں بوجھ بننے کا مستحق ہو جائے گا۔

ابو مسہر کہتے ہیں کہ ہمیں ہشام بن یحییٰ نے بیان کیا کہ تمہارے والد (ابو مسہر کے والد) کی انگوٹھی پر یہ عبارت کندہ تھی۔ ”تو نے بور کر دیا ہے لہذا اٹھ جا۔“ چنانچہ جب ان کے پاس کوئی شخص بیٹھا ہوتا اور جب گراں گزرنے لگتا تو وہ اپنی انگوٹھی کو گھماتے اور اسے کہتے کہ میری انگوٹھی کا نقش پڑھ لو۔ جب وہ پڑھ لیتا تو اٹھ کر چلا جاتا۔

میں نے محمد بن سری بغدادی کو کہتے سنا کہ ابو بکر مروزی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے ان بھاری اور بوجھ قسم کے لوگوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں

۱۔ دیکھیے تفسیر ابن کثیر آیت۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا



نے فرمایا کہ میں نے بشر حافی سے پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا۔ ان کی طرف آنکھوں کو جلا دیتا ہے۔ میں (ابوبکر) نے امام احمد سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا کہ ”اہل بدعت“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ جو امام احمد نے فرمایا وہ خاص لوگوں کے بارے میں تھا کہ جب کسی شخص کو کسی کے سنت سے تجاوز کے بارے میں معلوم ہو تو وہ اس کی بدعت سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ لیکن عام لوگ جو نفرت کرتے ہیں یا محبت کرتے ہیں وہ پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال پر کرتے ہیں۔

محمد بن ابی الورد کہتے ہیں کہ یحییٰ بن مالویہ نے کہا کہ ثقیل شخص کی طرف دیکھنا وہ بخار ہے جو کھالوں کے درمیان ہوتا ہے۔

سلمہ بن شیبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو اسامہ کو کہتے سنا کہ میرے پاس ایسے لکھوانے والے کو لایا کرو جو دل پر ہلکا رہے خبردار بوجھ قسم کے لوگوں کو مت لانا۔ مت لانا۔

ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے ایک دیہاتی شخص کو یہ کہتے سنا کہ ایک بور اور بوجھ قسم کے آدمی نے میری طرف دیکھا تو مجھ پر غشی طاری ہو گئی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب کسی شخص سے بور ہو جاتے تو فرماتے۔ اے اللہ ہمیں اور اس شخص کو معاف فرما اور ہمیں اس شخص سے عافیت میں آرام عطا کر۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص کے لئے ضروری ہے وہ ایسے خصائل و عادات سے دور رہے جو لوگوں کو بور کرتے ہوں (اور اسے ان کی نظروں میں بوجھ بنا دیتے ہوں) اور ایسے خصائل و عادات کو اختیار کرے جو لوگوں میں اس کے لئے محبت پیدا کریں۔

وہ سب سے بڑی چیز جس کے ذریعے لوگوں تک رسائی اور ان کی محبت کا حصول ہوتا ہے۔ وہ ہے دنیاوی مال و دولت کو ان پر خرچ کیا جائے اور ان کی تکلیفوں کو



دور کرنے کی کوشش کرنا۔

اگر کسی شخص کے پاس دو قسم کے لوگ ہوں اور ایک قسم اس کو چاہتی ہو اور دوسری اس کو ناپسند کرتی ہو اور وہ ناپسند کرنے والے شخص سے بھلائی کرے اور محبت کرنے والے لوگوں سے برا سلوک کرے اور پھر اگر اسے کوئی مصیبت درپیش آ جائے تو اس کو رسوا کرنے میں پہل کرنے والے اور اس کی مدد کرنے سے اعراض کرنے والے لوگ وہ ہوں گے جو اس سے محبت کرتے تھے اور اس کی مدد کرنے والے اور رسوائی سے بچانے والے لوگ وہ ہوں گے جو اسے ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ کتے کا جب پیٹ بھرا ہو تو وہ طاقتور ہو جاتا ہے اور جب طاقتور ہو تو پر امید ہو جاتا ہے اور پر امید ہو کر اس کے تابع ہوتا ہے جس سے امید ہوتی ہے۔ اور جب بھوکا ہوتا ہے تو کمزور ہو جاتا ہے اور جب کمزور ہوتا ہے تو مایوس ہو جاتا ہے اور جب مایوس ہوتا ہے تو جس کا تابع تھا اس سے دور بھاگ جاتا ہے۔

اور جس شخص کے پاس مال نہ ہو وہ لوگوں سے کشادہ روئی سے پیش آئے اس کا یہ عمل بھلائی کرنے اور مال خرچ کرنے کے قائم مقام ہوگا بھلائی کا ایک پہلو یہ بھی ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے حسن اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ کشادہ روئی اور نیکی کرنا۔

منہ بن عمرو کہتے ہیں ہمارا ایک غلام گھر کا چراغ یا کچرا لیکر باہر ننگا ہی نکل پڑا۔ ادھر سعید بن جبیر دروازے پر تھے انہوں نے غلام کو کہا۔ ”اوصیث اپنا تہبند پہن لے۔“

ابن ابی نجیح مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ ”جب مسلمان اپنے بھائی سے ملے اور مسکراہٹ کے ساتھ ملے تو اس کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جیسے کھجور کے درخت سے کھجوریں گرتی ہیں۔ تو ایک شخص نے مجاہد سے کہا کہ اے ابو حجاج یہ بہت تھوڑے عمل سے ہو جاتا ہے تو مجاہد نے فرمایا۔



﴿هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَالْفَتْحِ  
قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ  
قُلُوبِهِمْ﴾ (سورة الانفال: ۶۲)

”وہ وہ ذات ہے جس نے اپنی مدد کے ذریعے آپ ﷺ کی  
اور مومنین کی تائید کی اور ان کے دلوں میں الفت پیدا فرمائی۔ اگر  
آپ وہ ساری دولت جو زمین کے اندر ہے خرچ کر دیتے تو بھی  
ان کے دلوں میں الفت (جوڑ) پیدا نہ کر پاتے۔“  
پھر مجاہد نے فرمایا کیا یہ بھی بہت تھوڑا ہے؟



## باب (۹)

## لوگوں سے مدارات یعنی نرمی

## سے پیش آنا اور مداہنت نہ کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”لوگوں سے نرمی سے پیش آنا صدقہ ہے۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ ”معتقد کے لئے ضروری ہے کہ اچھا سلوک کرنے والے سے نرمی سے پیش آئے اور مداہنت اختیار نہ کرے اس لئے کہ نرمی برتنے والے شخص سے نرمی سے پیش آنا صدقہ ہے اور مداہنت کرنے والے سے مداہنت کرنا غلطی ہے۔

مدارات اور مداہنت میں فرق یہ ہے کہ انسان اپنے وقت کو اس وقت کی اصلاح کی کوشش میں لگائے جو اس پر مدارات (لوگوں سے نرمی سے پیش آنا) لازم کر رہا ہے اور اس میں کسی بھی طور سے دین کے تقاضوں کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔

چنانچہ جب بھی کوئی شخص اپنے اخلاق میں کوئی ایسی چیز شامل کر لے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے تو یہ مداہنت ہے۔ کیونکہ اس کا انجام تنہائی کی طرف لیجاتا ہے۔ بلکہ انسان کو چاہے کہ مدارات سے کام لے، جو شخص مدارات (نرمی) سے کام نہیں لیتا لوگ اس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ علی بن محمد بسامی نے مجھے یہ اشعار سنائے۔

دار من الناس ملا لاتھم من لم یدار الناس ملوہ  
ومکرم الناس حبیب لھم من اکرم الناس أجوہ  
(ترجمہ) ”لوگوں سے ان کی تنگدلی پر نرمی سے پیش آؤ۔ جو شخص

چنانچہ اس میں چالپوری جھوٹ، فریب، خوشامد، خلاف حق ظاہر کرنا بولنا، وغیرہ سب شامل ہو جائیں گے۔



لوگوں سے مدارات نہیں کرتا لوگ اس سے بیزار ہو جاتے ہیں

لوگوں کا اکرام کرنے والا شخص ان کا محبوب ہوتا ہے اور جو شخص

لوگوں کا اکرام کرتا ہے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔“

محمد ابن الحنفیہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص دانا نہیں جو اس شخص کے ساتھ بھلائی کا معاملہ نہ کرے جس شخص کے ساتھ وقت گزارے بغیر کوئی چارہ نہ ہو (حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کسادگی عطا کرے یا اس سے جان چھڑائے)

ابو حاتم کہتے ہیں۔ جو شخص سب لوگوں کو راضی رکھنا چاہے تو وہ ایسی چیز تلاش کرتا ہے جو نہیں ملنے والی۔ لیکن عقلمند شخص اس شخص کو راضی رکھنے کا قصد کرتا ہے۔ جس شخص کے ساتھ زندگی گزارنے (یا معاملہ پڑنے) کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اگرچہ اسے راضی رکھنے میں وقت ایسی اشیاء اور باتوں کو اچھا سمجھنے کی طرف دھکیل دے جسے وہ ناپسند کرتا ہے اور ایسی چیزوں کو ناپسند کرنا پڑ جائے جنہیں وہ اچھا سمجھتا تھا (ایسا کرنے میں گناہ کی حد تک پہنچنے سے بچے) کیونکہ یہ مدارات ہی ہے اور جو شخص کثرت سے مدارات نہ کرے وہ محفوظ نہیں رہ سکتا لہذا جو بالکل مدارات نہ کرے وہ کیسے محفوظ رہ سکتا ہے۔

معاذ بن سعد الاغور کہتے ہیں کہ میں عطاء بن ابی رباح کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے ایک حدیث بیان کی تو ایک شخص نے اسی مجلس میں اس کی حدیث پر اعتراض کیا تو عطاء غصے میں آگئے اور فرمایا کہ یہ کیا طریقہ ہے؟ میں تو کسی شخص سے حدیث سنتا ہوں اور اس سے زیادہ جانتا بھی ہوں لیکن میں اسے یہ ظاہر کرتا ہوں کہ گویا میں اس سے اچھا علم نہیں جانتا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر میرے اور لوگوں کے درمیان ایک بال بھی ہو تو وہ نہیں ٹوٹے گا۔ کسی نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ تو جواب دیا کہ اگر لوگ اسے کھینچیں گے تو میں اسے ڈھیلا کر دوں گا اگر اسے لوگ ڈھیلا چھوڑیں گے تو



میں اسے کھینچ لوں گا۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ جو لوگوں سے اس طرح سلوک نہ رکھے کہ وہ لوگوں کی ناپسندیدہ باتوں سے چشم پوشی کرے اور اپنی پسندیدہ باتوں کی ان سے توقع رکھنا چھوڑ دے تو اس کی اچھی زندگی مکدر ہونے کے قریب ہو جائے گی اور قریب ہے کہ وقت اسے بجائے محبت کے عداوت اور نفرت کی طرف دھکیل دے۔ ”اور جو شخص برے دوست سے اس نرمی سے پیش نہیں آتا جس طرح وہ سچے دوست سے پیش آتا ہے تو وہ سمجھدار نہیں ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

تجنب صديق السوء واصرم حباله وان لم تجد عنده محيصا فراره  
واحب حبيب الصدق واحذر مراءه تئل منه صفو الود مالحم تماره

(توجہ) ”برے دوست سے دور رہو اور اس کی رسی کاٹ دو اگر

اس سے کوئی راہ قرار نہ ہو تو اس سے نرمی سے پیش آؤ اور سچے

دوست سے محبت کرو اس سے جھگڑنے سے ڈرو تم اس سے محبت کا

خلوص تب پاؤ گے جب تک اس سے نہ جھگڑو۔“

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ام درداء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب مجھے غصہ آئے تو تم مجھے منالینا اور جب تمہیں غصہ آئے تو میں تمہیں منالوں گا۔ اگر ایسا نہ ہو تو ہم بہت جلدی جدا ہو جائیں گے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند وہ شخص ہے جسے اگر وقت ایسے دوست کی صحبت کی طرف دھکیل دے جو با اعتماد نہیں یا ایسے شخص سے دوستی پر مجبور کر دے جس کی دوستی پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا تو اگر ان میں سے کسی کی کوئی غلطی سامنے آئے تو ایسا نہ کرے کہ اس کی غلطی کی وجہ سے اسے چھوڑ دے اور اکیلا ہو جائے اور پھر کوئی دوستی کرنے والا نہ پائے اور نہ ساتھ معاشرت رکھنے والا اسے ملے۔ بلکہ اسے چاہئے کہ وہ سچے دوست اور سچے بھائی کی غلطیوں سے درگزر کرے اور برے دوست سے اس کی غلطیوں کا حساب



کتاب نہ کرے کیونکہ اس طرح حساب کرنا غلطیوں پر مناقشہ کرنا محبت کی بنیاد میں دراڑیں ڈالنے کا زیادہ باعث بنتا ہے۔

مدارات (نرمی) کی ایک قسم وہ بھی ہے جو ابن شوذب نے بیان کی کہ ایک شخص نے کسی رات اپنی باندی سے (اپنی بیوی سے چھپ کر) ہمبستری کر لی اور پھر (راز افشاء ہونے سے بچانے کے لئے) اپنے بیوی سے کہا کہ حضرت مریم اس رات (اس تاریخ کو) غسل فرمایا کرتی تھیں لہذا آج سب غسل کر لو چنانچہ اس نے اس کی بیوی (وغیرہ سب) نے غسل کر لیا۔

ابن شوذب کہتے ہیں کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا روز رات کو غسل فرمایا کرتی

تھیں۔<sup>۱</sup>

مجھے منصور بن محمد کریم نے یہ اشعار سنائے۔

اغمض عینی عن صدیقی، کاننی لدیہ بمایا تی من القبح جاہل  
ومابی جہل غیر ان خلیقتی تطبق احتمال الکفرہ فیما احوال

(ترجمہ) ”میں اپنے دوست سے آنکھیں بند کر لیتا ہوں گویا کہ

جو وہ غلط کام کر رہا ہے اس کے نزدیک میں اسے نہیں جانتا۔

حالانکہ میں لاعلم نہیں ہوں مگر یہ کہ میری طبیعت میرے سامنے

ہونے والی ناپسند بات کو برداشت کرنے کا احتمال رکھتی ہے“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ دھوکے کا کام مت کرو کیونکہ یہ

کینوں کا طریقہ ہے۔ اپنے دوست کی خیر خواہی کر چاہے اچھی ہو یا بری۔ اس کی ہر

حال میں مدد کر اور جہاں وہ جائے اس کے ساتھ ہو جا۔



## باب (۱۰)

### سلام عام کرنے اور خندہ پیشانی و مسکراہٹ ظاہر کرنے کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلام اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک نام ہے اسے اپنے درمیان عام کرو اور جب ایک مسلمان کچھ لوگوں کے پاس سے گزرتا اور انہیں سلام کرتا ہے اور وہ جواب دے دیتے ہیں تو اس شخص کو ان پر فضیلت کا ایک درجہ حاصل ہو جاتا ہے اور اگر وہ جواب نہیں دیتے تو وہ تو جواب دیتا ہے جو ان سے بہتر اور پاک ہے۔<sup>۱</sup>

ابو حاتم کہتے ہیں کہ

عقل مند پر واجب ہے کہ وہ سلام کو عام کرنے کو اختیار کر لے کیونکہ جو شخص دس آدمیوں کو سلام کرے اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اور سلام ان باتوں میں سے ہے جو چھپے کینے کو دور کر دیتی ہیں، نفرت ختم کرتی ہیں اور جدائی ختم کر کے دوستی میں خلوص پیدا کرتی ہیں۔

سلام کی ابتداء کرنے والا دونیکوں کے درمیان ہوتا ہے۔

(۱) جس کو اس نے سلام کیا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر اسے فضیلت کا درجہ عطا فرماتے ہیں کیونکہ اس نے انہیں سلام یاد دلایا ہے۔

۱۔ اس حدیث کو بزار اور طبرانی نے روایت کیا۔ اور بیہقی کہتے ہیں کہ بزار نے اس حدیث کو دو سندوں سے اور طبرانی نے کئی اسناد سے روایت کیا ہے۔ اور ایک سند کے رجال صحیح کے ہیں۔ (۲۹/۸)، الترغیب والترہیب (۳/۲۶۷) و اشار الیہ فی فتح الباری (۵۰/۱۱)۔



(۲) اگر وہ جواب نہ دیں تو فرشتے اس کو جواب دیتے ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ انہیں جمع کرنے والا گویا ایمان کو جمع کر لیتا ہے۔ بے پناہ کنجوسی کے بجائے خرچ کرنا۔ اپنے آپ سے انصاف کرنا۔ سارے جہاں کو سلام کرنا۔<sup>۱</sup>

ابوحاتم کہتے ہیں کہ مسلمان پر واجب ہے کہ جب وہ اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو مسکراتے ہوئے اسے سلام کرے کیونکہ ایسا کرنے میں ان کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جیسے سردی سے سوکھ کر درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔ اور جو شخص کسی سے خندہ پیشانی سے مسکراتے ہوئے ملتا ہے وہ محبت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

سعید بن خُص سے کسی نے پوچھا کہ اتنے ہشاش بشاش کیوں رہتے ہو؟

انہوں نے کہا کہ یہ بہت سستے میں میری حفاظت کرتی ہے۔<sup>۲</sup>

ابرش نے مجھے یہ اشعار سنائے:

اخو البشر محبوب علی حسن بشره ولن يعدم البغضاء من كان عباسا

ویسرع بخل المرء فی ہتک عرضہ ولم أر مثل الجود للمرء حارسا

(ترجمہ) ”خندہ پیشانی والا شخص اپنی اچھی بشاشت کے باعث

پسند کیا جاتا ہے اور جو شخص تیوریاں چڑھا کر رکھے وہ نفرت سے

بچ نہیں سکتا اور انسان کا بخل اسے عزت خراب کرنے میں بہت

جلدی کرتا ہے اور میں نے سخاوت سے بڑھ کر کوئی چوکیدار نہیں

دیکھا۔“

ابوحاتم کہتے ہیں کہ بشاشت علماء کا وطیرہ اور دانا لوگوں کی طبیعت ہے کیونکہ

۱۔ ابن ابی شیبہ فی الایمان ص ۳۳۔ بیہقی فی شعب الایمان (۲۸/۱)، مصنف عبدالرزاق۔

۲۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ بشاشت بڑی سستی چیز ہے جس میں نہ مال کا تکلف ہے نہ کوئی مشقت حالانکہ یہ بہت قیمتی ہے کیونکہ یہ دلوں کو کھینچتی اور نفرت کے اسباب کو کھرچ دیتی ہے۔



مسکراتا چہرہ مخالف آگ کو بجھا دیتا ہے اور نفرت کے جوش کو مٹا دیتا ہے اس میں باغی سے حفاظت اور چغل خور سے نجات ہے۔ جو شخص لوگوں سے مسکراتے چہرے سے ملتا ہے لوگ اسے اس شخص سے کم درجہ نہیں دیتے جو ان پر اپنا ذاتی مال خرچ کرتا ہو۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ حکمت میں لکھا ہوا ہے کہ اے میرے بچے، تیرا چہرہ کشادہ ہونا چاہئے، تیری گفتگو پاکیزہ ہونی چاہئے۔ اس صورت میں تو لوگوں کو اس شخص سے زیادہ محبوب ہو جائے گا جو ان کو مال دولت کے عطا یا دیتا ہے۔<sup>۱</sup>

سعید بن عبید طائی کا شعر ہے۔

الق بابشر من لقيت من الناس جميعا ولا قهم بالطلاقة

تجن منهم جنى ثمار، فخذها طيبا طعمه لذيق المذاقه

(ترجمہ) ”تو لوگوں میں جس سے ملے بشارت سے مل اور کشادہ

روئی سے ملاقات کر تو ان سے پھل پائے گا انہیں لے لے جو

پاک ہیں اور ان کا ذائقہ مزہ بڑا لذیذ ہے۔“

سعید بن عبدالرحمن زبیدی کہتے ہیں کہ مجھے قراءؓ میں سے نرم کشادہ رو اور مسکرانے والے ہنسنے بولنے والے لوگ اچھے لگتے ہیں اور جن سے تم مسکراتے ہوئے ملو اور وہ تم سے ترش روئی سے ملیں تم پر اپنے عمل کا احسان جتائیں تو اللہ تعالیٰ قراءؓ میں اس قسم کے لوگ زیادہ نہ کرے۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کو جب طاعت و فرمانبرداری کے میدان میں سلوک کی منزل عطا ہو جائے اور اسے کوئی دوسرا شخص سلوک (زہد و عبادت) میں کمزور و کوتاہ

۱۔ رواہ وکیح فی الزہد (۴۲۲) الفقیر والمحقق للخطیب (۱۱۳/۲) بیہقی فی شعب الایمان۔

۲۔ یہاں قراءؓ سے مراد قاری حضرات جو قرآن پڑھتے ہیں وہ نہیں بلکہ قراء کے معنی یہاں زاہدین و عابدین کی جماعت ہے۔



نظر آئے تو اسے اس شخص سے ترش روئی سے اور منہ چڑھا کر نہیں ملنا چاہئے بلکہ اس کو چاہئے کہ مسکراہٹ ظاہر کرے اور بشارت سے ملے ہو سکتا ہے کہ اللہ کے علم میں یہ بات ہو کہ یہ شخص اپنی کسی خدمت کی توفیق کی بناء پر حمد و شکر کرنے کی وجہ سے توبہ تائب ہو جائے اور دوسرا شخص اس جیسی چیزوں سے محروم ہو جائے۔

حبیب بن ثابت سے مروی ہے فرمایا کہ  
انسان کے حسن اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ جب اس کا کوئی ساتھی اس سے بات کرے تو یہ مسکرائے۔ (یا یوں کہہ لیجئے کہ جب اپنے ساتھی یا دوست سے بات کرے تو مسکرا کر کرے)

☆☆☆



## باب (۱۱)

### ﴿جائز مزاح اور ناپسند مزاح کا بیان﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک خادم کا نام ”انجھہ“ تھا اس کی آواز بہت خوبصورت تھی تو ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا۔

”اے انجھہ ان کا نچ کے برتنوں کو مت توڑ دینا۔“

قائدہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مراد کمزور عورتوں سے تھی۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے دل مزاح کے ذریعے اپنی طرف مائل کرے اور تیوریاں چڑھانا چھوڑ دے۔  
مزاح کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) قابل تعریف (۲) قابل مذمت

قابل تعریف مزاح یہ ہے کہ مزاح میں کوئی ایسی بات نہ ملائے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو نہ کوئی گناہ کی بات ہو اور نہ قطع رحمی کی کوئی بات ہو۔

قابل مذمت مزاح یہ ہے کہ جو دشمنی کو فروغ دیتا ہے، خوشی کو ختم کرتا ہے دوستی توڑتا ہے، بیخ آدمی اس کی وجہ سے جبری ہو جاتا اور معزز شخص دل میں بات چھپا لیتا (کینہ رکھتا ہے)۔

ربیعہ کہتے ہیں کہ خبردار مزاح سے بچنا کیونکہ محبت کو خراب کرتا اور دل میں کینہ پیدا کرتا ہے۔

بخاری (۴۴۹/۱۰) مسلم حدیث نمبر ۲۲۲۳۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو ان کے کمزور ارادے و عزائم

کی بناء پر قواری پر (کا نچ کے برتنوں) سے تشبیہ دی۔



عبداللہ بن صبیح کا قول ہے کہ  
 کہا جاتا تھا کہ معزز شخص سے مذاق مت کرو ورنہ وہ کینہ دل میں رکھے گا۔  
 اور نہ نیچے آدمی سے مذاق کرو ورنہ وہ تم پر جری ہو جائے گا۔

اکرم جلیسک لاتمنازح بالاذی ان المزاح تری ا به الاضغان  
 کم من مزاح جذجل قرینہ فتجذمت من اجله الاقران  
 (ترجمہ) ”اپنے ہمنشین کا اکرام کرو اس سے تکلیف دہ مذاق  
 مت کرو کیونکہ اس سے کینہ پیدا ہوتے ہیں۔ کتنے ہی مزاح ہیں  
 جنہوں نے دوست کی رسی کو کاٹ ڈالا اور اس کی وجہ سے ہمسر  
 فوراً ہی ٹوٹ گئے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ اللہ کی طاعت سے ہٹ کر مزاح کرنا خوشی سلب کرتا،  
 دوستی کو توڑتا کینہ پیدا کرتا اور کھوٹ کو آگاتا ہے۔

مزاح کو مزاح اس لئے کہتے ہیں کہ حق سے دور ہوتا ہے (زاح یزح کے معنی  
 ”دور جانا“ ہیں) دو دوستوں کی جدائی و محبت کرنے والوں کی دوری میں پہلا کردار  
 مزاح کا ہی ہوتا ہے۔

حکم کہتے ہیں کہ ”کہا جاتا تھا“ اپنے دوست سے جھگڑا نہ کرو اور نہ ہی مذاق  
 کرو۔ اس لئے کہ مجاہدؒ کا ایک دوست تھا انہوں نے آپس میں مذاق کیا تو دونوں ایک  
 دوسرے سے جدا ہو گئے لہذا ”السلام علیکم“ سے زیادہ تعلق نہ رہا حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔  
 ابو حاتم کہتے ہیں کہ بعض مذاق جھگڑا بھڑکانے کا سبب بن جاتے ہیں اور  
 عقلمند کے لئے اس سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ جھگڑا تمام احوال میں مذموم ہے اور  
 جھگڑنے والا شخص دو میں سے کسی ایک شخص کو کھودیتا ہے۔

۱۔ ”تری“ اگر رویت سے ہو اس کا معنی ہے کہ کینہ ظاہر ہوگا، اور اگر ”وری“ سے تو اس کا معنی دشمنی کی  
 آگ بھڑکے گی اور نفرت کی آگ روشن ہوگی۔



(۱) وہ شخص جو اس سے زیادہ جاننے والا عالم ہو۔ تو وہ کس طرح خود سے کم علم شخص سے جھگڑا کر سکے گا۔

(۲) یا خود سے کم علم شخص کو کھودے گا۔ تو پھر خود سے زیادہ جاننے والے سے بحث اور جھگڑا کر سکے گا۔

جعفر بن عون کہتے ہیں کہ میں نے سر بن کدام کو ان کے بیٹے کدام کو نصیحت کرتے سنا، وہ کہہ رہے تھے۔

انسی تخلتک یا کدام نصیحتی فاسمع مقال اب علیک شفیق  
ام المزاحۃ والمراء فدعہما خلقان لا أرضا ہما للصدیق  
انسی بلوتہما فلم احمدہما لمجاور جازا ولا لشفیق  
والجہل یزری بالفتی فی قومہ وعروکہ فی الناس ای عروق  
(ترجمہ) ”اے کدام میں نے اپنی خیر خواہی کو تیرے لئے خالص  
کیا ہے چنانچہ تجھ پر شفیق باپ کی بات سن۔ مذاق اور جھگڑا چھوڑ  
دے یہ دو ایسی صفیتیں ہیں جنہیں میں دوست کے لئے نہیں چاہتا۔  
میں نے ان دونوں صفتوں کو آزمایا ہے اس لئے میں انہیں اچھا  
نہیں سمجھتا کسی پڑوسی کے لئے نہ ہی کسی بھائی کے لئے اور جہالت  
جو ان کو قوم میں عیب دار کر دیتی ہے چاہے لوگوں میں اس کا نسب  
کچھ بھی کیوں نہ ہو؟

ابوالا خفش کنانی نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔  
أبْنٰی لَا تَک مَاحِیْت مَمَارِیَا وَدَعِ السِّفَاہَ اَنْہَا لَا تَنْفَعُ  
لَا تَجْمَلْنَ ضَعِیْنَةَ لِقْرَابَۃٍ اِنَّ الضَّعِیْنَةَ لِلْقَرَابَۃِ تَقْطَعُ  
لَا تَحْسِنِ الْحِلْمَ مِنْکَ مَذَلَّةٌ اِنَّ الْحِلْمَ هُوَ الْاَعْزَازُ لَا مَنَعُ  
(ترجمہ) ”میرے بچے، جب تک تو زندہ ہے جھگڑا موت بننا اور



بے وقوفی چھوڑ دے کیونکہ یہ فائدہ نہیں دیتی، رشتہ داری میں کینہ مت پالنا کیونکہ کینہ رشتہ داری و تعلق کو توڑ دیتا ہے بردباری کو اپنے لئے ذلت مت سمجھنا اس لئے کہ بردبار شخص ہی سب سے زیادہ معزز اور طاقتور ہے۔“

اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ بلال بن سعد نے فرمایا، جب تم کسی شخص کو خوشامدی جھگڑاؤ اور خود پسند دیکھو تو (سمجھ لو کہ) اس کا خسارہ مکمل ہو گیا۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ جب مذاق میں گناہ ہو تو وہ چہرے کو کالا اور دل کو مرزہ کر دیتا ہے نفرت پیدا کرتا اور کینہ کو جگاتا ہے۔ اور مذاق جب گناہ سے خالی ہو تو غم سے تسلی دیتا محبت کی اصلاح کرتا دلوں کو زندہ کرتا ہے اور شرم و انقیاض کو دور کرتا ہے۔ لہذا عقلمند پر واجب ہے کہ وہ ایسا مذاق کرے جس سے اس کے فعل کو حلاوت و مٹھاس کی طرف منسوب کیا جاسکے۔ اور اس مذاق سے کسی کو تکلیف دیکر کسی کو خوش کرنے یا تکلیف دینے کی نیت نہ کرے۔

اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ”تم سے صرف وہ مذاق کرے جو تم سے محبت کرتا ہے۔“

محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ مجھے میری والدہ نے ”جب میں لڑکا تھا“ تو فرمایا کہ لڑکوں سے مذاق مت کیا کرو ورنہ وہ تمہاری بے قدری کریں گے یا تم پر جری ہو جائیں گے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے، جو زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے اور جو مذاق کرتا ہے بے وقت ہو جاتا ہے اور جو شخص کوئی کام زیادہ کرتا ہے اسی سے معروف ہو جاتا ہے (اسی سے پہچانا جاتا ہے)

راشد بن ابی اقبال کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے



پانی مانگا تو میں ان کے لئے حل کیا ہوا ستولے آیا تو انہوں نے فرمایا اے راشد بیٹھے ہاتھوں سے یہ میٹھی چیز بن گیا ہے۔“

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے معیار سے نیچے کے کسی شخص سے مذاق کرے اس کی نظروں میں بے وقعت ہوتا ہے اور وہ شخص اس پر جری بھی ہو جاتا ہے۔ اگرچہ مذاق صحیح ہو کیونکہ کسی بھی چیز کو اس کے راستے سے ہٹا کر نہیں چلانا چاہئے اور اسے اس کے اہل لوگوں کے سامنے ہی ظاہر ہونا چاہئے۔

عام لوگوں کی موجودگی میں مذاق کرنا مکروہ ہے

ابو عبد الرحمن اعرج کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادھم ہم سے باتیں کرتے اور ہم کو خوب ہنساتے اور جب ہمارے سوا کسی اور کو دیکھ لیتے تو فرماتے یہ جاسوس ہے۔





## باب (۱۲)

### ﴿لوگوں سے بالکل الگ ہو رہنے کا بیان﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ اس شخص نے پھر پوچھا پھر کونسا عمل؟ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ کہ کوئی شخص کسی گھائی میں اللہ تعالیٰ کا خوف اختیار کر رکھے اور لوگوں کو ان کے شر کے باعث چھوڑ دے۔<sup>۱</sup>

ابو حاتم فرماتے ہیں عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں سے عام طور پر دور رہے اور ان کے ساتھ مخالفت سے بچے کیونکہ اگر لوگوں سے الگ تھلگ ہو جانے میں کوئی قابل تعریف خصلت سوائے اس کے نہ ہو کہ انسان اس سے گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہتا ہے، تو بھی انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ سلامتی کے وجود کو مکدر کر کے ایسا سبب اختیار نہ کرے جو پوچھ گچھ کی طرف لے جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ علیحدگی میں سے اپنا حصہ حاصل

کر لو۔<sup>۲</sup>

حامد بن یحییٰ بلخی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے خواب میں سفیان ثوری کو دیکھا تو ان سے کہا کہ مجھے وصیت کرو۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگوں سے جان پہچان کم کرو (یہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا)

مروروزی سے مروی ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ میں نے ابن سماک کو اپنے بھائی کے لئے خط لکھتے دیکھا انہوں نے لکھا تھا کہ اگر تم یہ کر سکو کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے بندے نہ بنو جب تک کہ کسی کی غلامی

۱ بخاری (۲۸۳/۱۱) مسلم (حدیث نمبر ۱۸۸۸)

۲ ابن سعد (۱۶۱/۳) ابن مبارک بیہقی فی الزہد۔



کے بغیر چارہ کار ہو تو ایسا کر گزرو۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند اپنے جیسے لوگوں کے حقوق کی رعایت کرنے میں اپنے نفس کی بندگی (غلامی) نہ کرے اور ان کی طرف سے آنے والی تکلیفوں پر صبر کرے جب اس میں داخل نہ ہونا ممکن ہو۔ کیونکہ جب اپنے نفس سے دنیا سے اختلاط کے ترک کو دور کر دے اور ان سے ملنا جلنا چھوڑ دے گا تو دل کی صفائی و پاکیزگی حاصل ہو جائے گی۔ اور بندگی کے کاموں کے دوران اوقات میں تنکدر پیدا نہ ہوگا (یعنی بے چینی اور کراہٹ نہ رہے گی) (معتقد مین کے بہت سے لوگوں نے عوام و خواص سب سے علیحدگی اور عزت اختیار کر لی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داؤد طلائی رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت کرنے لگے تو داؤد نے دروازہ بند کر لیا فضیل باہر کھڑے رومتے رہے اور داؤد اندر بیٹھے روتے رہے۔

۱۔ زاهدین جو عام لوگوں اور عام زندگی سے بالکل علیحدگی اختیار کرنے کی تعریف کرتے تھے اور اسے پسند کرتے تھے۔ بہر حال تمام اہل خیر کے لئے علیحدگی و عزت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ تو کمزور لوگوں کا حال ہے۔ جو معاشرے کے شرور کو خود سے دور نہیں کر سکتے تھے۔ یہ انبیاء کا حال نہیں نہی ان کے سچے وارثوں کا حال ہے جو بڑے دل اور قوی عزم اور قوت برداشت والے حضرات تھے۔ کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے۔ یعنی اپنے نفس کے لئے بہتر ہے کیونکہ لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے سے ”طاقتور“ ہوتا ہے۔ اور ان لوگوں کی خواہشات اور فساد کے ان کی عقلوں اور دین پر غلبے کو دیکھتے ہوئے جو ان سے اور ان کی حرکت سے بچتا ہے اس سے اس میں ہوشیاری بیداری اور ہنگامی بڑھتی ہے۔

چنانچہ اگر سارے اہل خیر عزت و تنہائی اختیار کر لیں تو پھر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی باتیں کون پہچانے گا۔ اور جب میدان سے تقوے کا دعویٰ کرنے والے بھاگ جائیں گے تو مکر کا مقابلہ کون کرے گا؟ چنانچہ ایسی صورت میں کیا یہ عزت و تنہائی شیاطین کے لئے میدان خالی نہیں چھوڑ دے گی؟ اور وہ ایسے تنہائی پسند حضرات پر غالب نہیں آجائیں گے۔ حالانکہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ مومن جو لوگوں سے ملتا جلتا ان کے درمیان دھتا اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے وہ اس مومن سے بہتر ہے جو لوگوں سے نہیں ملتا جلتا اور ان کی تکلیفوں پر صبر نہ کرتا ہو۔ اسی طرح صحیح مسلم میں ارشاد ہے کہ جس شخص نے کہا کہ فلاں شخص ہلاک ہو گیا ”اسی نے اس کو ہلاک کیا“ یعنی یہ شخص اس کی ہلاکت کا سبب ہے۔ (ابراہیم بن عبداللہ حازمی)



بکر محمد العابد کہتے ہیں کہ مجھے داؤد طائی نے ارشاد فرمایا کہ اے بکر، لوگوں سے اس طرح وحشت کھا جیسے تو جانوروں سے وحشت کھاتا ہے۔

عبدالعزیز بن خطاب کہتے ہیں حضرت مالک بن دینار کے قریب ایک بڑا، موٹا، کالا کتا بیٹھا دیکھا گیا تو ان سے کہا گیا کہ اے ابو یحییٰ آپ یہ کتا نہیں دیکھ رہے کیا؟ فرمانے لگے کہ یہ کتا میرے ہمنشین سے بہتر ہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ داؤد طائی اور ان جیسے حضرات نے علیحدگی کا جو طرز اختیار کیا یعنی خاص لوگوں سے دور رہنے کا (جس طرح ان لوگوں نے عام لوگوں سے علیحدگی کو بھی اختیار کیا ہوا تھا) اس سے ان کا مقصد تنہائی پر صبر کرنا اور نفس کو اس کی ریاضت و مشق کرانا ہوتا تھا اور لوگوں سے ملنے جلنے پر اس کی ضد کو ترجیح دیتا تھا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے نفس کے کسی مباح کام کو ترک کرنے کی وجہ سے پکڑ نہیں کرتا تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ شخص کسی ممنوع کام میں مبتلا نہ ہو جائے۔

البتہ وہ سب جو سارے جہاں سے یکسر علیحدگی و عزالت کو واجب کرتا ہے وہ یہ ہے کہ جب لوگوں میں یہ چیز پیدا ہو جائے کہ وہ خیر و بھلائی کو دفن کرتے ہیں برائی کو پھیلاتے ہیں نیکی کو چھپاتے اور برائی کو ظاہر کرتے ہیں چنانچہ اگر کوئی شخص عالم ہو تو اسے بدعتی کہیں۔ جاہل ہو تو اسے عار دلائیں اگر ان سے بلند مرتبہ ہو تو اس سے حسد کریں اور اگر ان سے کمتر ہو تو اسے حقیر سمجھیں۔ اگر وہ بولے تو کہیں کہ ”بکو اس کرتا ہے۔“ اگر چپ رہے تو کہیں ”عاجز ہے“ اگر کم خرچ کرے تو کہیں کج بوس ہے اور اگر زیادہ خرچ کرے تو کہیں فضول خرچ ہے۔ جو شخص انجام اور آخر میں جا کر نادم ہو وہ مرتبہ سے گر جاتا ہے جو شخص ایسی قوم جس کی مذکورہ صفات ہوں گے دھوکے میں مبتلا ہو یا ایسی صفات کے لوگ اسے دھوکہ دیں چنانچہ یہ سب اس کی عزالت و تنہائی کا بن جاتا ہے ایسے لوگوں سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

ابراہیم بن شماس کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی حفص بن حمید اکاف نے مرو میں کہا کہ ”اے ابراہیم میں پچاس سال لوگوں کے ساتھ رہا مگر کسی کو ایسا نہیں پایا جو میری پردہ پوشی کرے، یا میں اگر قطع تعلق کروں تو وہ مجھ سے



جوڑے، اور نہ ہی ایسا جو غصہ کرے تو میں اس سے امن میں ہوں۔ ان لوگوں کے ساتھ مشغول ہونا بڑی حماقت ہے۔“

مجھے محمد بن مہاجر معدل نے علی بن حجر سعدی کے اشعار سنائے۔

زمانک ذا زمان دخول بیت و حفظ للسان و خفص صوت  
فقد مرجت عهد الناس الا اقلهم، فنادر قبل فوت  
فما یبقی علی الایام شی و ما خلق امرؤ الا لموت

(ترجمہ) ”تیرا یہ زمانہ گھر میں گھس جانے زبان کی حفاظت کرنے

اور بچی آواز رکھنے کا زمانہ ہے لوگوں کے عہد و بیان جھوٹ ہو گئے

ماسوائے چند کے۔ لہذا کھود دینے سے پہلے جلدی کر۔ اس لئے کہ

زمانے میں اب کچھ باقی نہ رہا اور انسان کو موت کے لئے ہی پیدا

کیا گیا ہے۔“

حضرت مالک بن انس کو حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزالت کے بارے میں معلوم ہوا تو فرمایا کہ پہلے لوگ ایسے پتے تھے جن میں کانٹے نہ تھے اور آجکل لوگ ایسے کانٹے ہیں جن میں پتے نہیں۔“

مکحول کہتے ہیں کہ اگر لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے میں خیر بھی ہو تب بھی تنہائی زیادہ محفوظ ہے۔“ حضرت مالک بن دینار فرماتے تھے کہ جو شخص مخلوق کی باتوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے بات چیت سے انس حاصل نہ کرے اس کا علم کم اس کا دل اندھا اور عرضائع ہے۔

محمد بن روح کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بخاری کو یہ فرماتے سنا کہ میں مسجد حرام میں مغرب کے بعد داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں چنانچہ ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا ابراہیم۔ تو فرمایا کہ کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو اکیلے بیٹھ دیکھا تو میں آپ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ انہوں نے فرمایا کیا تم غیبت کرنا، نام کمانا یا ریا کاری کرنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ تو فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔“



## باب (۱۳)

## ﴿کسی خاص شخص سے بھائی چارے کا استنباب﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مَوَاحَات قائم فرمائی۔ (ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا) اور حضرت عوف بن مالک اور صعب بن جثامہ کے درمیان مَوَاحَات قائم فرمائی۔

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوستوں سے بھائی چارہ قائم کرنے میں غفلت نہ کرے اور انہیں اپنے مصائب و حوادث میں اپنا ساتھی و معاون بنائے کیونکہ جو شخص اپنے بھائی و دوست کو تسلی دینے کے وقت اس کے رنج و غم کے وقت اس سے دور ہو اس کی عقل عیب دار اور عقل کی نماء ناقص ہے۔

محمد بن واسع کہتے ہیں زندگی کی تین چیزیں ہی باقی رہتی ہیں۔

(۱) باجماعت نماز جس کی فضیلت حاصل ہوتی ہے اور اس میں کی جانے والی غلطی و بھول معاف ہوتی ہے۔

(۲) معاشی ضرورت کی کفایت، جس میں کسی شخص کا احسان نہ لینا پڑے۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ کا کوئی حق ہو۔

(۳) اور ایک بھائی جو احسان کا تعلق رکھے (اس میں دوست بھائی سب شامل ہیں) اگر یہ تین چیزیں ہوں تو اپنی قوم کے سردار بن جاؤ گے۔ محمد بن عمران صمی کہتے ہیں۔

وما المرء الا باخوانه كما تقبض الكف بالمعصم  
ولا خير فسي الكف مقطوعة ولا خير في الساعد الأجرم

مَوَاحَات کا مطلب ”بھائی چارہ“ ہے۔



(ترجمہ) ”اور انسان اپنے بھائیوں کے ساتھ ایسا ہے جیسا کہ

ہتھیلی کلائی کو تھامے ہوئے ہے کئی ہوئی کلائی میں کوئی بھلائی نہیں

اور نہ ہی کوڑھ زدہ بازو میں کوئی بھلائی ہے۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ پریشانیوں میں اس شخص

کی دوستی کو اپنا ہمدرد شمار نہ کرے جو اس کی تکلیفوں میں کام نہ آیا ہو اور نہ ہی اسے خوشحالی

و خوشیوں میں شریک کیا ہو۔ بہت سے دوستی اور بھائی چارے والے بھائی نسبی بھائی

سے بہتر ہوتے ہیں، اور بھائیوں کی دیکھ بھال سے زیادہ محبت کرنے والے کی دیکھ

بھال زیادہ مکمل ہوتی ہے۔

صحیح محبت وہ ہے جو فائدے کی طرف مائل نہ ہو اور نہ ہی اسے طاقت فاسد

کرے محبت امن ہے، اسی طرح نفرت خوف ہے۔

عقلمند شخص اس شخص سے محبت کا تعلق پیدا کرتا ہے جو نفسانی خواہشات پر اس

کی مخالفت کرے اور ترائے پر معاونت کرے اور کھلم کھلا اور چھپ کر اس کی اعانت

کرے اس لئے کہ بہترین دوست وہ ہے جو پوچھ گچھ نہ کرے اسی طرح بہترین تعریف

وہ ہے جو اچھے لوگوں کی زبان پر ہو۔

گھنیا طبیعت کے شخص سے محبت نہیں کی جاتی اور اسی طرح بے اعتماد شخص سے

تعلق نہیں جوڑا جاتا۔ چنانچہ جب کوئی شخص ایسے شخص سے مواخات قائم کر لے جس کی

وفا خالص نہ ہو تو پھر ایسے شخص کی ضرورت پڑے گی جسے اس کی بے وفائی کے بارے

میں بتا کر تسلی حاصل کر سکے، اس لئے ایسے شخص سے تعلق جوڑنا جس سے عموماً تعلق جوڑا

نہیں جاتا چالوسی شمار کیا جاتا ہے اور اخوت میں انسان کو ان دو میں سے کوئی ایک آدمی

کھو نہیں پاتا۔

(۱) وہ ذہین شخص جس نے اس کے حقوق میں کوتاہی کی ہو اور پھر مکاری سے اپنے

جال میں پھیر پھنسا لیا ہو۔

(۲) جاہل جو اس کے ساتھ مخلص نہیں اور اسے اپنی سوء معاشرت سے اذیت دیتا



ہو۔

اخوت کی حفاظت صرف اس طرح ہو سکتی ہے کہ دوستوں سے مستغنی رہا جائے (یعنی ان کی مدد اور مال کا محتاج نہ ہونہ سوال کرے)۔

عباس بن عبید نے کیا خوب اشعار کہے ہیں:

کم من اخ لك لم يلده ابو کا واخ ابوہ ابوک قد یجفوک  
صاف الکرام اذا اردت اخاء هم و اعلم بان احوال حفاظ اخوک  
کم اخوة لك لم یلدک ابوهم و کانما آباء هم ولدو کا  
لم کنت تحملهم علی مکروہہ تخشی الحتوف بها لما خذلو کا  
واقارب لو ابصروک معلقا بنیاط قلبک ثم مانصرو کا  
الناس ما استغنیت کنت اخالهم و اذا افتقرت الیهم فضحوکا

(ترجمہ): تیرے کتنے ہی ایسے بھائی ہیں جو تیرے والد سے پیدا

نہیں ہوئے اور وہ بھائی جس کا باپ تیرا باپ ہے تجھ سے جفا کر

جاتے ہیں، معزز لوگوں سے مخلص ہو جا اگر تو ان سے بھائی چارہ

چاہتا ہے۔ اور جان لے کہ حفاظت کرنے والا ہی تیرا بھائی ہے

کتنے ہی تیرے بھائی ایسے ہیں کہ جن کے باپوں نے تجھے نہیں

پیدا کیا گویا کہ ان کے آباء نے تجھے پیدا کیا ہے کہ اگر تو انہیں کوئی

نا پسند بات برداشت کرنے (یا اس کا بوجھ برداشت کرنے) پر لگا

دے جس میں تجھے موت کا خطرہ بھی ہو تو وہ تجھے رسوا نہیں کریں

گے اور بہت سے قریبی رشتہ دار ایسے ہیں اگر وہ تجھے تیرے دل

کی تار سے لٹکا دکھا بھی دیں تب بھی تیری مدد نہ کریں گے، لوگ تو

ایسے ہیں کہ جب تک تو ان سے مستغنی ہے وہ تیرے بھائی ہیں

اور جب تو ان کا محتاج ہو جائے وہ تجھے رسوا کر دیں گے۔“

عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ میں قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا



تو سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ ان کے حجرے میں پانی کا ایک بڑا مٹکا رکھا تھا میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میں آپ کا یہ پانی پی سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ”آپ تو ہمارے دوست ہیں۔“..... قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے بارے میں عبدالرزاق کہتے ہیں کہ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی آیت ”أَوْ صَدِّيقُكُمْ“ (سورہ نور آیت نمبر ۶۰) کی طرف اشارہ کیا تھا کہ جس میں ہے کہ تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم فلاں فلاں کے گھر کھاؤ پیو اور دوست کے گھر اور وہ بھی بغیر اجازت..... تو معمر کو اجازت لینا ضروری نہ تھا۔

ایوب سختیانی کہتے ہیں مجھے حج کی حرص اس وجہ سے اور بڑھ جاتی تھی کہ کچھ بھائیوں (دوستوں) سے ملاقات بغیر موسم حج کے نہ ہوتی تھی۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ جان لے کہ مواخات (بھائی چارے) کا مقصد جمع ہونا اور کھانا پینا نہیں ہے۔ چور بھی تو لوگوں کے پاس غلط مقصد سے آکر یہی کرتے ہیں لیکن اس کھانے پینے کی وجہ سے کوئی محبت نہیں بڑھتی۔ بھائی چارے کے اسباب جنہیں انسان کو اختیار کرنا چاہئے وہ یہ ہیں، درمیانی رفتار سے چلنا (اعتدال) آواز نیچی رکھنا، خود پسندی میں کمی، تواضع اختیار کرنا اور مخالفت کم کرنا۔

اور انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دوستوں پر بوجھ کم ڈالے تاکہ وہ اس سے بیزار نہ ہوں کیونکہ دودھ پیتا بچہ بھی جب بہت زیادہ دیر لگا دیتا ہے تو ماں بھی تنگ ہو کر اسے لٹا دیتی ہے۔ اور جس شخص کو استطاعت ہو اسے چاہئے کہ اپنے دوست کو کسی ایسی چیز سے منع نہ کرے جس سے اس کی مصیبت دور ہو یا اس کی تکلیف کم ہو سکتی ہو۔

عقلمند انسان کینے شخص کو بھائی نہیں بناتا کیونکہ کینہ شخص بہرے سانپ کی طرح ہوتا ہے وہ صرف ڈنگ مارے گا اور زہر چھوڑے گا۔ عقلمند شخص کینے شخص سے اگر تعلق جوڑتا ہے یا بھائی چارہ اختیار کرتا ہے تو صرف کسی رغبت یا خوف کی بناء پر کرتا ہے اور کریم شخص دوسرے کریم شخص سے پہلی ملاقات ہی میں محبت کرنے لگتا ہے چاہے پھر زندگی بھر ملاقات نہ ہو سکے۔

چنانچہ یونس بن عبید کسی مصیبت میں مبتلا ہوئے تو کسی نے پوچھا کہ تمہارے



پاس ابن عوف نہیں آئے کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم جب کسی کی محبت پر اعتماد کر لیتے ہیں تو اس کا نہ آنا اس کے لئے مضرب نہیں ہوتا۔

### حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے اٹھارہ پر حکمت اقوال

حضرت سعید بن مسیبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے لئے اٹھارہ کلمات وضع کئے جو سب کے سب حکمت سے پر تھے۔  
آپ نے فرمایا:

#### (۱) برائی کا بدلہ اچھائی سے دو:

جو شخص تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تم اس کا بدلہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کے جیسا اور کچھ ادا نہیں کر سکتے۔

#### (۲) حسن ظن رکھو:

اپنے بھائی کے معاملے کو اس کے اچھے محمل پر رکھو جب تک کہ کوئی اور بات غالب نہ ہو جائے۔

#### (۳) بھائی کی بری بات کا اچھا مطلب لو

مسلمان کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو شرگمان مت کرو جب کہ تم اس کی بات کا کوئی اچھا مطلب بھی لے سکتے ہو۔

#### (۴) تہمت کے لئے خود کو پیش نہ کرو:

جو شخص خود کو تہمت کے لئے پیش کر دے تو وہ برا گمان کرنے والوں کو ملامت نہ کرائے۔

#### (۵) اپنا راز چھپاؤ:

جو شخص اپنا راز چھپائے اختیار اسی کے ہاتھ میں رہتا ہے۔



(۶) سچے دوست کے ساتھ رہو:

تمہیں لازم ہے کہ سچے دوست کے ساتھ رہو کیونکہ وہ خوشحالی میں زینت، مصیبت میں توشہ ثابت ہوتے ہیں۔

(۷) ہمیشہ سچ بولو:

ہمیشہ سچ بولو چاہے سچ تمہیں قتل کر دے۔

(۸) لالچنی باتوں سے گریز:

لالچنی باتوں کے پیچھے مت پڑو۔

(۹) انہونی بات کو مت پوچھو:

جو بات نہیں ہوئی اس کے بارے میں مت پوچھو کیونکہ یہ بات تمہیں ہونے والی بات سے غافل کر دے گی۔

(۱۰) دشمن سے ضرورت نہ مانگو:

ایسے شخص سے اپنی ضرورت کا سوال مت کرو جو اس سے تمہاری نجات نہیں چاہتا۔

(۱۱) گناہگار کے ساتھ مت رہو:

فاجر آدمی کے ساتھ مت رہو وہ تمہیں گناہ سکھا دے گا۔

(۱۲) دشمن سے دور رہو:

اپنے دشمن سے دور رہو۔

(۱۳) دوست سے ہوشیار:

دوست سے ہوشیار رہو سوائے یہ کہ وہ امانت دار ہو۔



### (۱۴) متقی امانت دار ہے:

امین وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔

### (۱۵) گفتگو میں خشوع:

بات کرتے وقت خشوع اختیار کرو۔

### (۱۶) نیکی کرتے ہوئے عاجزی:

طاعت انجام دیتے وقت عاجزی اختیار کرو۔

### (۱۷) ایمان تھامے رکھو:

گناہ کے نزدیک ایمان کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔

### (۱۸) تقوے والے سے مشورہ کرو:

اپنے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں سے مشورہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صرف علماء ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔“ (سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۷)

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص صرف رائے اور دین، علم اور حسن اخلاق میں فضیلت رکھنے والے ان لوگوں سے ہی بھائی چارہ اختیار کرتا ہے جو ساتھ ساتھ عقلمند ہوں اور صالحین کے ساتھ نشوونما پائی ہو کیونکہ اس کند ذہن شخص کی صحبت اختیار کرنا جو عقلاء کے ساتھ پلا بڑھا ہو اس عقلمند کی صحبت سے بہتر ہے جو جاہلوں کے ساتھ پلا بڑھا ہو۔

### محبت کی اصل بھروسہ ہے

محبت کی اصل بھروسہ اور اعتماد ہے اور اس کی آفت لالچ و اکتاہٹ ہے جو شخص محبت کی پاسداری کو ضائع کر دے وہ دوستوں کے بھائی چارے کے ثمرات ضائع کر دیتا ہے اور بھائیوں کو خود سے مایوس بھی کر دیتا ہے اور جو شخص محبت کی پاسداری نہ



کر سکنے کے خوف سے بھائیوں کو (دوستوں کو) چھوڑ دے ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے بغیر بھائیوں کے رہ جائے۔ بالکل اسی طرح کہ جیسے کوئی شخص رسی ٹوٹنے کے ڈر سے کنوئیں سے پانی کھینچنا چھوڑ دے تو ہو سکتا ہے وہ پیاس سے ہی مر جائے۔

### دوستی کرنے سے پہلے پرکھ لو

عقلمند شخص دوستوں سے بھائی چارہ اختیار کرنے سے قبل ان کے احوال کی جانچ پڑتال ضرور کرتا ہے اور سب سے زیادہ صحیح جانچ پڑتال اس بات کی ہے کہ غصہ کے بعد محبت باقی رہتی ہے یا نہیں۔

حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بچے اگر تو کسی سے دوستی کرنے لگے تو پہلے اسے غصہ دلا کر دیکھنا اگر وہ غصہ کے وقت انصاف سے کام لے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے چھوڑ دینا۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کے ساتھ چاہو مصاحبت اختیار کر لو پھر اسے غصہ دلاؤ اور اس کے بعد کسی کو بھیج کر اپنے بارے میں اس سے پوچھو (کہ اس کی اب کیا رائے ہے؟)

صالح بن عبدالقدوس کے اشعار ہیں:

اذا كان ود المرء ليس بزاندا      على "مرحبا" او "كيف انت" و حالكا  
او القول "اني و امق لك" او حافظ      و افعاله تبدى لنا غير ذالك  
ولم يك الا كاشرا او مجدثا      فاف لو د ليس الا كذا لك  
ولكن اخاء المرء من كان دائما      لذى الود منه حيشما كان سالكا  
(ترجمہ) ”جب کسی شخص کی محبت مرحبا، کیف انت اور کیف

حالك سے زیادہ نہ ہو یا یہ کہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، یا نگہبان ہوں اور اس کے افعال اس کے برخلاف ظاہر کر رہے ہوں، اور وہ دانت نکالنے والا یا گپ شپ لگانے والا ہو تو ایسی محبت پر اف ہے جو صرف ایسی ہو، لیکن انسان کی محبت کرنے



والے سے محبت دائمی وہ ہوتی ہے کہ وہ جہاں ہو جاری رہے۔“  
 شعبہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ میرے غم کی جلاء ہو۔ (تم کو دیکھ کر غم دور ہو جاتا ہے)

خالد بن صفوان کہتے ہیں کہ دنیا کی تین لذتیں ہی باقی رہ گئی ہیں۔ بیویوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنا، اولاد کو سوگھنا، دوستوں سے ملاقات کرنا۔  
 موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ اگر میں اپنے دوست سے ملتا ہوں تو اس کی ملاقات کے بعد کئی دن عقلمند رہتا ہوں۔

### دوستوں کی مجلس سے اچھی خوشی کوئی نہیں

چنانچہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ بات جان لے کہ خوشیوں میں کوئی چیز دوستوں کی صحبت کے برابر نہیں۔ نہ ہی کوئی غم ان کی جدائی کے غم کے برابر ہو سکتا ہے۔ بہترین دوست وہ ہے جس کی تو تعظیم کرے تو وہ تیری حفاظت کرے اور کسی غلطی پر اپنے دوست کو عیب نہ لگائے کیونکہ وہ اس کی طبیعت کا شریک ہے اسے تو درگزر کرنا چاہئے اور دوستوں سے حسد کرنے سے دور رہے کیونکہ دوست سے حسد کرنا دوستی کی بیماری اور مرض ہے اسی طرح محبت کی سخاوت کرنا بہترین عطیہ ہے کیونکہ صحیح محبت کسی بیمار دل سے ظاہر نہیں ہو سکتی اور انسان کو چاہئے کہ وہ دوست پر بھائی چارے میں اپنے بوجھ کی تکلیف نہ دے کیونکہ جو شخص اپنے دوست پر بوجھ ہو جائے وہ دشمن کی نظر میں ہلکا ہو جاتا ہے..... اور غم کی تسلی کے لئے بہترین مدد قضاء و تقدیر پر راضی ہونا اور دوستوں سے ملاقات کرنا ہے۔

### زندگی کی رونق

حضرت سفیان سے کسی نے پوچھا کہ زندگی کی رونق کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ دوستوں سے ملاقات کرنا..... سفیان کہتے ہیں کہ میں کبھی اپنے کسی دوست سے ملتا



ہوں تو ایک مہینے تک اس کی ملاقات کی وجہ سے عقل نکھری رہتی ہے (یا فرمایا کہ مہینہ بھر تک اس کی ملاقات یاد رہتی ہے)

## مروت کی دو اقسام

ربیعہ کہتے ہیں مروت دو قسم کی ہوتی ہے۔

(۱) سفر کی مروت، (۲) اقامت کی مروت

سفر کی مروت یہ ہے، اپنا گوشہ دوسرے پر خرچ کرنے، اپنے ساتھیوں کے برخلاف نہ چلے اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کئے بغیر اپنی مذاق کی خوب باتیں کرے۔ اقامت و حضر کی مروت یہ ہے کہ (نمازوں کی باجماعت) مساجد میں پابندی کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ دوستوں کی کثرت، اور قرآن کی تلاوت کرنا۔

☆☆☆



## باب (۱۴)

### ﴿خلق خدا سے نفرت و عداوت کی کراہیت کا بیان﴾

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا بتوں کی عبادت کے بعد سب سے پہلے مجھے میرے رب نے جس چیز سے منع فرمایا وہ شراب نوشی، لوگوں پر طعن زنی اور لوگوں کو ملامت کرنا ہے۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عقلمند جان لے کہ جو شخص اس سے محبت کریگا تو وہ اس سے حسد نہ کریگا اور جو حسد نہیں کریگا وہ دشمنی بھی نہیں کریگا۔ یوں انسان ظاہری دشمن سے زیادہ مخفی دشمن سے اپنا بچاؤ کر سکے گا۔

دشمن اگر دھوکہ باز اور انتقامی مزاج رکھتا ہو تو انسان اس سے ہر معاملے میں انصاف کرے ورنہ ندامت ہی ہوگی۔

دشمن کو ہلاک کرنے میں بعض اوقات عقلمند کی رائے وہ کام کر جاتی ہے جو بڑے بڑے لشکر بھی نہیں کر پاتے۔

عقلمند کیلئے احتیاط اسی میں ہے کہ وہ عداوت اور دشمنی میں پڑنے کے بجائے تمام حالات میں اس سے دور ہی رہے۔

اسماعیل کہتے ہیں:

کہ ایک ہزار آدمی کی محبت دیکر بھی ایک آدمی کی دشمنی نہ خریدو۔

مہدی بن سابق نے اشعار کہے ہیں۔

تکثر من الاخوان ما استطعت انهم عماد اذا استنجدتھم وظہور  
ولیس کثیراً ألف خلّ لصاحب وانّ عدوّاً واحداً لکثیر



(ترجمہ) ”جتنا بھی ہو سکے دوست بڑھاؤ کیونکہ مدد طلب کرنے کے وقت وہ پشت پناہی اور ستون کا کام دیتے ہیں۔ اگر ایک آدمی کے ہزار دوست ہوں تو یہ زیادہ نہیں ہیں البتہ اگر دشمن ایک بھی ہو تو وہ زیادہ ہے۔“

امام ابو حاتم نے فرمایا: عقل مند شخص کیلئے مناسب نہیں کہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے دے اور سب و شتم کو اپنے دشمن کی خلاف بطور ہتھیار استعمال کرے اس لئے کہ دشمن کے خلاف جتنی اس کے عیوب کی اصلاح کر کے مدد لی جاسکتی ہے اتنی کسی اور ذریعے سے نہیں لی جاسکتی۔ کیونکہ اس صورت میں دشمن آپ کی طرف کوئی راستہ نہ پاسکے گا۔ محمد بن عبداللہ زنجی بغدادی نے اشعار کہے ہیں۔

أَخْلُقُ بِذِي الصَّبْرِ أَنْ يَحْظِيَ بِحَاجَتِهِ وَمَلَمَنْ الْقِرْعَ لِلْأَبْوَابِ أَنْ يَلْجَا  
أَبْصَرَ لِرَحْلِكَ قَبْلَ الْخَطُومِ مَوْضِعَهَا فَمَنْ عَاقَلَهُ عَنْ غُرَّةِ زَلْجَا

(ترجمہ) ”صابر کی صفات سے متصف ہو کر اپنی حاجت براری

کرو۔ دروازوں کو مستقل کھٹکانے والا داخل ہونے کا راستہ پائی

لیتا ہے۔ پاؤں رکھنے سے قبل رکھنے کی جگہ کو دیکھو۔ غفلت سے

پھاڑ کی چوٹی پر چڑھنے والا پھسلے گا ہی۔“

عقل مند دشمنی نہیں کرتا

امام ابو حاتم نے فرمایا:

عقل مند شخص پاؤں رکھنے سے قبل پاؤں رکھنے کی جگہ کو دیکھتا ہے۔ پھر تھوڑا تھوڑا اپنے دشمن کے قریب ہوتا ہے تاکہ اپنی حاجت کو پالے اور عقل مند ایک دم دشمن کے قریب نہیں ہوتا کہ وہ اس پر جرات کر سکے۔

عقل مند جب تک محبت کی طرف کوئی راستہ پائے تو دشمنی کی روش نہیں اپناتا۔ اور عقل مند اس سے دشمنی نہیں کرتا جس کی طرف وہ خود محتاج ہو۔



اور نہ اس سخت دشمن سے جس کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ اس کے ساتھ مقابلہ میں بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔  
اور دشمن پر غلبہ پانے کا حیلہ یہ ہے کہ انسان ایسے وقت کا انتظار کرے جب دشمن غافل ہوتا ہے۔

اور ایسا رویہ اختیار کرے کہ وہ اس کو اپنا دشمن ہی نہ سمجھے۔  
اس کے دوستوں سے دوستی لگائے۔  
اس کے اور اس کے دوستوں کے درمیان ذخیل بن کر رہے۔  
دشمن سے مقابلے کی مضبوط تدبیر یہ ہے کہ انسان فرصت و تہائی کے کسی لمحے میں ہی اس کا برائی سے تذکرہ کرے۔  
دشمن جب ایک دوسرے کے ساتھ مشغول ہوتا ہے تو کامیابی اس وقت زیادہ آسانی ہوتی ہے۔

دشمن کے دوست سے دوری اور اس کے دشمن سے قربت بھی بعض اوقات دشمن کے خلاف مددگار ہوتی ہے۔

جس سے امن میں ہو اس سے ڈرو

ابن السماک کہتے ہیں:  
جس سے تم ہوشیار رہتے ہو اس سے ڈرنے کی بجائے جس سے امن میں ہو اس سے ڈرا کرو۔

دشمن کے آنسو نہیں کر توت دیکھو

فضل بن موسیٰ کا بیان ہے:  
کہ موسم بہار میں ایک شکاری شکار کر رہا تھا ہوائیں اس کی آنکھوں میں غبار ڈال رہی تھیں اور غبار کی وجہ سے اس کی آنکھیں بہہ رہی تھیں۔ وہ جب بھی کسی چیز یا کو شکار کرتا اس کا پر توڑ کر اس کو اپنی نوکری میں ڈال دیتا یہ دیکھ کر ایک چڑیا نے دوسری سے کہا کہ آنسوؤں کی طرف دیکھو یہ کتنا شفیق اور مہربان ہے۔ دوسری نے کہا اس کے آنسوؤں



کے بجائے اس کے ہاتھوں کی طرف دیکھو وہ کیا کر رہے ہیں۔  
دشمن سے کبھی غافل نہ رہو

امام ابو حاتم نے فرمایا  
عقل مند اپنے دشمن سے کسی حال میں بھی غافل نہیں رہتا کیونکہ دشمن اگر دور ہے تو اس کی بے وفائی کا خطرہ ہے۔ اگر دشمن قریب ہے تو اس کی چال بازی سے امن میں نہیں رہا جاسکتا۔ اور عاقل اپنے دشمن سے انتقام لینے کی فکر میں نہیں لگا رہتا کیونکہ گروہ دشمن کا پیچھا کرتے ہوئے مارا گیا تو کہا جائے گا۔ اضاع نفۃ یعنی اس نے اپنے آپ کو ضائع کر دیا۔ اور اگر اس نے دشمن کے خلاف کامیابی حاصل کر لی تو کہا جائے گا کہ قضائے الہی نے اس کا کام تمام کر دیا۔

### محبت اور نفرت میں اعتدال رکھو

بعض اہل ادب نے اشعار کہے ہیں۔  
أحب اذا أحببت حنا مقارباً فانك لاتدري متى انت نازع؟  
والبعض اذا ابغضت غير مجانب فانك لاتدري متى انت راجع؟  
(ترجمہ): ”جب کسی سے محبت کرو تو اعتدال سے کرو کیونکہ معلوم نہیں کب آپ کا اس سے جھگڑا ہو جائے اور جب کسی سے نفرت کرو تو بالکل یکسر نفرت نہ ہو کیونکہ معلوم نہیں کب آپ اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا لو۔“

وكن معدناً للحلم واصفح عن الاذى فانك راء ما علمت وسمع  
(ترجمہ): ”بردباری کا معدن بنو اور ایذا رسائی سے درگزر کرو۔  
بے شک جو تم جانتے ہو وہ دیکھ اور سن لو گے۔“

### دشمن سے صلح کی گنجائش باقی رکھو

منصور بن محمد انکریزی نے یہ اشعار سنائے۔



اذا انت عادت امرأ بعد خلّة فأنك اذا نابذت من ذلّ ذلّة ذلت وحيّدًا لم تجد لك مفزعاً  
 (ترجمہ) ”دوستی کے بعد جب تم کسی سے دشمنی کرو۔ تو کل کو صلح  
 اور رجوع کے لئے گنجائش چھوڑو کیونکہ جس سے لغزش ہوئی ہے  
 اگر آپ اسے بالکل پھینک دو گے تو آپ تنہا ہو کر اپنے لئے کوئی  
 جائے قرار نہ پاؤ گے۔“

### پر حکمت اشعار کا مقابلہ

ابن شہاب کا بیان ہے۔

ایک دن مروان اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہا کے پاس جمع تھے۔ دونوں ام المومنین رضی اللہ عنہا کے حجرے میں بیٹھ گئے۔ ام  
 المومنین اور ان کے درمیان پردہ حائل تھا۔ دونوں نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے شعر  
 اور حدیث کے بارے میں پوچھا۔ پھر مروان نے بصورت شعر کہا۔

من يشاء الرحمن يحفض بقدره وليس لمن يرفع الله رافع  
 (ترجمہ) ”رحمن جسے چاہے اپنی قدرت سے پست کر دیتا ہے۔  
 اور جس کو اللہ بلند نہ کرے اس کو بلند کرنے والا کوئی نہیں۔“

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

وقوض الى الله الامور اذا اعترت وبالله لا بالاقربين تدافع  
 (ترجمہ) ”مشکل حالات آئیں تو ان کا حل اللہ کے سپرد کرو۔  
 رشتہ داروں کے بجائے تم اللہ ہی کے ذریعہ اپنا دفاع کر سکتے ہو۔“  
 مروان نے کہا۔

وداؤ ضمير القلب بالبر والتقوى ولا يستوى قلبان قاسٍ وخاشعٍ  
 (ترجمہ) ”قلبی دوسوں کا علاج نیکی اور پرہیز گاری کے ذریعہ  
 کرو۔ سخت اور اللہ سے ڈرنے والا دل دونوں برابر نہیں۔“



ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

لا یستوی عبدان عبدٌ مکلم عتّل لارحام الاقارب قاطع  
 (ترجمہ) ”دونوں غلام برابر نہیں ہو سکتے، سخت مزاج، بداخلاق  
 اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی کرنے والا۔“  
 مروان نے کہا۔

وعبدٌ یجافی جنبہ عن فراشه یبیت یناحی رتہ وھو راکع  
 (ترجمہ) ”اور وہ غلام جو اپنے پہلو کو بستر سے جدا رکھتا ہے رات  
 گزارتا ہے رکوع کی حالت میں اپنے رب سے مناجات کرتے  
 ہوئے۔“

ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

ولمخیر اھل یعرفون بہذیہم اذا اجتمعت عند الخطوب المجامع  
 (ترجمہ) ”نیک لوگ اپنی سیرت سے پہچانے جاتے ہیں جب  
 مشکل کے وقت لوگوں کے گروہ جمع ہوں“  
 مروان نے کہا۔

وللسراھل یعرفون بشکلھم تشیر الیھم بالفجور الاصابع  
 (ترجمہ) ”شریر لوگ اپنی شکل سے پہچانے جاتے ہیں۔ انگلیاں  
 ان کی طرف فسق و فجور کے ساتھ اشارہ کرتی ہیں۔“  
 ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے اور جواب نہ دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا عبد اللہ تمہیں کیا ہوا؟ اپنے ساتھی کو  
 جواب کیوں نہیں دیتے؟ واللہ جواب دینے میں جیسا مقابلہ تم نے کیا ایسا مقابلہ اس سے  
 پہلے میں نے نہیں دیکھا۔ تمہارا مقابلہ مجھے پسند آیا ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کلام میں حد سے تجاوز اور ظلم کے خوف  
 سے رک گیا ہوں۔



حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا شعر گوئی میں مروان کی مہارت تم

سے زیادہ ہے۔

دشمنی سے گریز کرو

حضرت عبداللہ بن حسن نے اپنے بیٹے محمد سے کہا۔

لوگوں کی دشمنی سے دور رہو کیونکہ دشمن اگر بردبار ہے تو اس کی خلیہ بازی سے واسطہ پڑے گا۔ اور اگر جاہل ہے تو اس کی بکواس اور سب و شتم سے واسطہ پڑے گا۔ امام ابو حاتم نے فرمایا۔

عقل مند کسی بھی حالت میں دشمنی نہیں مول لیتا۔ کیونکہ دشمنی یا تو سمجھدار سے ہوگی یا جاہل سے۔ دشمن سمجھدار ہے تو وہ دھوکہ دے گا اگر جاہل ہے تو برا بھلا کہے گا۔ دشمن اگر آپ کے لطف و کرم کو دیکھ کر آپ کو ایذا نہیں دے رہا تو اس سے دھوکہ نہ کھائیں کیونکہ پانی جتنا بھی گرم ہو جائے آگ کو بجھانے کی صلاحیت اس میں باقی رہتی ہے۔

اگر فائدے کی امید ہو تو دشمن کو کندھے پر اٹھانے میں عار محسوس نہیں کرنی چاہئے کیونکہ سخت مزاجی کی بجائے نرمی اور خوش کلامی دشمن کو زیادہ جھکاتی ہے۔ آگ کو دیکھو اپنی حرارت کے باوجود درخت کے اوپر والے حصے کو ہی جلاتی ہے۔ لیکن پانی جبکہ زیادہ ہو اپنی ٹھنڈک اور نرمی کے باوجود درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیتا ہے۔

معاشرت میں دشمن سے دور رہنا وقت آنے پر دشمن کے خلاف کام آتا ہے۔

احنف بن قیس نے کہا۔

جو دشمن کے ساتھ بیٹھا تو گویا اس نے دشمن کو اپنے عیوب یاد کر دائے۔

☆☆☆



## باب (۱۵)

## ﴿صحبت صلحاء کی ترغیب اور صحبت اشرار سے ترہیب﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا صالح ہمنشین کی مثال عطر فروش کی ہے اگر تمہیں اس سے عطر نہ ملے کم از کم خوشبو تو تم تک پہنچ ہی جائے گی۔  
اور برے ہمنشین کی مثال لوہار کی ہے اگر تم تک اس کی آگ نہیں پہنچتی تو چنگاریاں تو پہنچ ہی جاتی ہیں۔

## نیک لوگوں کی مجلس تلاش کرو

ابو حاتم نے فرمایا۔

عاقلاً نیک لوگوں کی مجلس کی تلاش میں رہتا ہے اور برے لوگوں کی صحبت سے دور بھاگتا ہے کیونکہ صلحاء کی محبت جلد حاصل ہوتی ہے اور دیر سے ختم ہوتی ہے اور برے لوگوں کی محبت دیر سے حاصل ہوتی ہے اور جلد ہی ختم ہو جاتی ہے۔

اور برے لوگوں کی محفل میں بیٹھ کر انسان نیک لوگوں سے بدظن ہو جاتا ہے۔  
برے لوگوں سے دوستی کرنے والا ایک دن ان میں شامل ہو جاتا ہے۔

لہذا عاقل پر لازم ہے کہ شک کرنے والوں سے دور رہے ایسا نہ ہو کہ وہ بھی شک کرنے والوں میں سے ہو جائے۔ کیونکہ جیسے نیک لوگوں کی مجلس انسان میں خیر کا مادہ پیدا کرتی ہے۔ اس طرح برے لوگوں کی صحبت انسان میں برائی پیدا کرتی ہے۔



محمد بن بغدادی نے کہا ہے۔

علیک باخوان الثقات فانهم قليل فصلهم دون من كنت تصحب

ونفسک اکرمها وصنہا فانہا متی ماتجالس سفلة الناس تغضب

(ترجمہ) ”نیک لوگوں کے ساتھ رہو اگرچہ وہ کم ہیں۔ باقیوں

سے توڑ کر انہی سے جوڑ لو۔ اپنے نفس کا اکرام اور اس کی حفاظت

کرو۔ گرے ہوئے لوگوں کی صحبت غصے والا بنا دے گی۔“

سفیان بن عیینہ نے کہا۔

جس نے نیک آدمی سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔

خارث بن وجیہہ کہتے ہیں۔

میں نے مالک بن دینار کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ نیک لوگوں کے ساتھ پتھر

اٹھا کر لے جانا برے لوگوں کے ساتھ حلوہ کھانے سے بہتر ہے۔

﴿عِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا﴾

اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ

بردبار، علماء صبر کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں۔

یہ لوگ ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں دیتے ان پر اگر کوئی زیادتی کرے تو یہ جواباً ان

پر زیادتی نہیں کرتے۔

اللہ کے خوف نے ان کو تیر کی طرح لاغر کر دیا ہے۔

ابو عمرو بن العلاء کہتے ہیں کہ

مجھے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے نوجوانوں کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر فرمایا

تمہیں کس چیز نے نوجوانوں کے ساتھ بٹھایا ہے؟ بزرگوں کے ساتھ بیٹھا کرو۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

تنہائی سے نیک آدمی کی صحبت بہتر ہے اور تنہائی بری صحبت سے بہتر ہے۔



خیر کو لکھانے والا خاموش سے بہتر ہے اور شر کو لکھانے والے سے خاموش بہتر

ہے۔

امام ابو حاتم نے فرمایا۔

عاقل برے لوگوں کو ساتھی نہیں بناتا کیونکہ بروں کی صحبت آگ کی چنگاری ہے جو اپنے ساتھ رقابتیں اور عداوتیں لاتی ہے۔  
برے کی محبت سیدھی نہیں ہوتی اور برا شخص ایفائے عہد سے بھی دور ہوتا ہے۔

### خوش نصیب انسان

آدمی کے لئے سعادت ہے اگر اسے چار خصلتیں مہیا ہوں۔

(۱) اس کی بیوی اس کی ہم خیال ہو۔

(۲) اس کی اولاد نیک ہو۔

(۳) اس کے دوست نیک ہوں۔

(۴) اس کی روزی اس کے اپنے شہر میں ہو۔

جس کی صحبت سے خیر کی توقع نہ ہو اس سے کتے کی صحبت بہتر ہے۔

بری جگہوں پر جانے سے جس طرح انسان تہمت سے نہیں بچ سکتا اسی طرح بروں کی صحبت میں رہتے ہوئے برائی سے نہیں بچ سکتا۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اے شخص جو تجھے تیری پریشانی کے وقت اچھی رائے دے اور اچھی نصیحت کرے ایسا شخص تو بہت کم پائے گا۔

اگر مل بھی جائے تو اس کے دنیا سے جانے کے بعد تجھے اس کا بہترین جانشین نہ ملے گا۔



## کچھ لوگوں کے دوسروں پر حقوق

جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

جس میں تین خصلتیں ہوں لوگوں پر اس کے چار حقوق ہیں۔ تین خصلتیں یہ ہیں۔

(۱) جب لوگوں سے ملے ان پر ظلم نہ کرے۔

(۲) جب ان کو بیان کرے جھوٹ نہ بولے۔

(۳) اس سے بھائی چارگی کریں۔

لوگوں پر اس کے چار حقوق یہ ہیں۔

(۱) اس کی عدالت کا اظہار کریں۔ (۲) اس کی مروت کا پورا خیال رکھیں

(۳) اس سے بھائی چارگی کریں۔ (۴) اس کی غیبت نہ کریں۔

## بہترین ساتھی ”عقلمند انسان“ ہے

محمد بن اسحاق نے اشعار کہے ہیں۔

اصحاب خیار الناس ائین لقیتمہم خیر الصحابة من یكون ظریفاً

والناس مثل دراهم میزتہا فرایت فیہا فضة وزیوفاً

(ترجمہ) ”صلحاء کی صحبت میں رہو جہاں بھی انہیں پاؤ۔ بہترین

ساتھی وہ ہے جو عقلمند ہو۔ لوگ چھانے ہوئے درہم کی طرح ہیں

جن میں تم نے چاندی اور کھوٹ دونوں پائے۔“

عبدالصمد نے وہب سے سنا۔

وہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایک نیک آدمی کی وجہ سے کئی قبیلوں کی حفاظت

کرتا ہے۔

## اصلاح میں مدد نہ کرنے والوں سے اللہ کی پناہ

ابو حاتم فرماتے ہیں۔

عقلمند کو چاہئے کہ وہ اللہ سے ایسے لوگوں کی صحبت کی پناہ مانگے جو اللہ کی یاد



میں اس کی مدد نہ کریں۔ اگر انسان بھول جائے تو وہ یاد نہ کرائیں۔ غافل ہو جائے تو غفلت میں مزید اضافہ ہی کرائیں۔

جس کے دوست برے ہوں گے وہ ان میں بدترین ہوگا۔

جس طرح نیک آدمی نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے اسی طرح فاجر فجار کی صحبت اختیار کرتا ہے۔

آدمی کو مجبوری میں بھی اہل مروت کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔

اہل مروت کی مصاحبت اختیار کرو

عبدالواحد بن زید کا قول ہے۔

دنیا داروں میں سے دین داروں کے ساتھ بیٹھوان کے علاوہ سے دور رہو۔ اگر مجبوراً بیٹھنا پڑے تو اہل مروت کی محفل میں بیٹھنا کیونکہ وہ اپنی مجالس میں فحش گوئی نہیں کرتے۔

☆☆☆



## باب (۱۶)

## ﴿محبت میں تلوّن مزاجی کی کراہیت کا بیان﴾

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔  
نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس شخص کی صحبت میں کوئی خیر نہیں جو تمہارے لئے  
ایسی بات پسند نہ کرے جیسی تم اس کے لئے پسند کرتے ہو۔  
ابو حاتم فرماتے ہیں۔

عقل مند کو جب اللہ تعالیٰ صحیح محبت کرنے والے اور محبت کی پاسداری کرنے  
والے مسلمان کی محبت نصیب فرمادیں تو اسے چاہئے کہ وہ اسے مضبوطی سے تھام لے۔  
پھر اپنے نفس کو اس محبت کے چھوڑنے کا عادی بنائے۔

اگر محبوب قطع تعلق کرے تو اس کی طرف بڑھنے کا عادی بنائے۔ (ایسا محبوب  
اگر پیچھے ہٹے تو عقل مند کو چاہئے کہ وہ آگے بڑھے)

اگر وہ ہاتھ کو روکے تو عاقل کو چاہئے کہ وہ اس پر خرچ کرنے کا نفس کو عادی  
بنائے اگر وہ دور ہو تو عقل مند کو چاہئے کہ وہ اس کے قریب ہو۔ گو کہ اس کے اعضاء میں  
سے ایک عضو بن جائے۔

کسی شخص میں سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ وہ محبت میں تلوّن المزاج ہو۔

## دو غلے دوستوں کا شکوہ

مختصر بن بلال نے اشعار کہے ہیں۔

وكم من صديق وده بلسانه خؤون بظهر الغيب لا يتندّم  
بصاحبني كرهًا لكيما أودّه وتبعني منه إذا غبت اسهم  
(ترجمہ) ”اور کتنے ہی دوست ہیں جن کی محبت زبان تک محدود



ہے۔ پیٹھ پیچھے خیانت کرنے والے اور غمخواری سے خالی ہیں۔“  
 بحکلف مجھے ہنساتے ہیں تاکہ میں ان سے محبت کروں جب میں ان سے  
 الگ ہوتا ہوں تو ان کے تیر میرا پیچھا کرتے ہیں۔

### دوست کی محبت ضائع کرنے والا عاجز ہے

اصمعی ایک دیہاتی کا قول نقل کرتے ہیں۔  
 سب سے عاجز وہ شخص ہے جو دوست کی تلاش سے قاصر ہو۔ اس سے بھی  
 زیادہ عاجز وہ ہے جس کو دوست ملا لیکن اس نے اس کی محبت ضائع کر دی۔  
 دوسرے کے لئے وہی صحیح انتخاب کر سکتا ہے جو اپنے لئے کر چکا ہو۔

### عقل مند دور نگاہ نہیں ہوتا

ابو حاتم کہتے ہیں۔  
 عقل مند دوستی کی پاسداری میں کوتاہی نہیں کرتا نہ وہ دور نگاہ ہوتا ہے اور نہ وہ دو  
 دلوں والا ہوتا ہے۔

بلکہ اس کا ظاہر اس کے باطن کے موافق اور قول عمل کے موافق ہوتا ہے۔  
 ان دو آدمیوں کی دوستی میں کوئی خیر نہیں جن کے درمیان خلل نمود پذیر ہو۔ اور  
 دراڑیں پڑ رہی ہوں۔

### انسان کی آنکھ دل کی بات ظاہر کر دیتی ہے

مجھے عمرو بن محمد نسائی نے اعرابی کے اشعار سنائے۔

العین تبدی الذی فی نفس صاحبها من الشاءة او ودا اذا كانا  
 أن البغیض لہ عین یصد بها لا یستطیع لما فی الصدر کتماناً  
 العین تنطق والافواه ساکنه حتی تری من ضمیر القلب تبیاناً  
 (ترجمہ) ”انسان کے دل میں محبت یا دشمنی جو کچھ ہو آنکھ اس کو  
 ظاہر کر دیتی ہے۔ بغض رکھنے والا اپنی آنکھ سے جو کچھ سینے میں



ہو بیان کر دیتا ہے۔ چھپا نہیں سکتا۔ آنکھیں بولتی ہیں اور منہ

خاموش ہوتے ہیں۔“

حتیٰ کہ آپ ضمیرِ قلب سے واضح طور پر معلوم کر لیتے ہیں۔

کسی سے دوستی سے پہلے اسے پرکھ لو

موقعِ کندی نے اشعار کہے ہیں۔

أَبْلُ الرِّجَالِ إِذَا ارْتَدَّتْ إِخَاءُ هُمْ وَتَوَسَّمْنَ أُمُورَهُمْ وَتَفَقَّدَ

فَإِذَا ظَفَرَتْ بَذَى الْكِبَابَةِ وَالتَّقَىٰ فَهِيَ الْيَدِينِ قَرِيرٌ عَيْنٌ فَاشِدٌ

وَمَتَّى يَذُلْ وَلَا مَجَالَ ذُلُهُ فَعَلَىٰ أَحْيَاكَ بِفَضْلِ رَأْيِكَ فَارْدُدْ

وَإِذَا الْخَنَاءُ نَقَضَ الْحَبْبَىٰ فِي مَوْضِعٍ وَرَأَيْتَ أَهْلَ الطَّيْشِ قَامُوا فَاقْعُدْ

(ترجمہ) ”لوگوں سے دوستی سے قبل ان کا امتحان لے لو۔ ان

کے امور کو اچھی طرح جانچ لو۔ جب کسی متقی، عقلمند، آنکھوں کو ٹھنڈا

کرنے والے کی دوستی میں کامیاب ہو جاؤ۔ تو اس کو مضبوط پکڑ

لو۔“

اور جب اس سے لغزش ہو جائے اور لغزش تو ہو ہی جاتی ہے تو اپنی وسعت

ظرفی سے اس سے درگزر کرو۔

جب کسی موقع پر کوئی نازیبا کلام محبت میں دراڑیں ڈال دے اور تو اہل

غضب کو کھڑا دیکھے تو بیٹھ جا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی نصیحت

یحییٰ بن کثیر کہتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا۔ اے بیٹے ایک مرتبہ جب

کوئی اچھا دوست مل جائے تو اس کو تھام لو۔ کیونکہ اس جیسا دوسرا نہ ملے گا۔



## دوست وہ جو مشکل میں ساتھ دے

محمد بن حسین کہتے ہیں۔

کوفہ میں ایک دیہاتی تھا۔ اس کا ایک گہرا دوست تھا جو اس سے محبت کے بڑے دعوے کرتا تھا۔ دیہاتی نے اس کے دعوؤں سے متاثر ہو کر اس کو مشکل لمحات کا غم خوار بنا لیا۔

چنانچہ دیہاتی پر جب کوئی مشکل آتی اور وہ اس کے پاس جاتا۔ تو وہ ہر دفعہ اس سے دور بھاگتا، چنانچہ اس کو اپنی مطلب براری سے دور پا کر دیہاتی نے اشعار پڑھے۔

اذا كان وُد المرء ليس بزائد  
علي، مرحباً، أو، كيف انت، وحالكا  
ولم يك الا كاشرا او محدثا فاف لو د ليس الا كذا لك  
لسانك معسول ونفسك بشة  
وانت اذا هممت يمينك مرة  
لتفعل خيرا قاتلتها شمالك  
(ترجمہ) ”جب کسی کی محبت، خوش آمدید، آپ کیسے ہو؟ آپ کا  
کیا حال ہے؟ سے زیادہ نہ ہو اور وہ اپنی محبت کو بننے اور باتوں  
تک محدود رکھے۔ تو ایسی محبت پر اف ہی کہا جاسکتا ہے۔“  
زبان تیری شہد کی طرح میٹھی اور نفس ہشاش بشاش ہے اور تیرا مال تیرے دوست سے  
اتنا دور ہے جتنا کہ ثریا۔ (نامی ستارہ)

تیرا دایاں ہاتھ خیر کا ارادہ کرے تو تیرا بایاں ہاتھ اس سے لڑتا ہے۔

محمد بن حازم نے اشعار کہے ہیں۔

واخوان، حياك الاله و مرحبا	وان من الاخوان اخوان كثرة
وذاك لا يسوي نقيراً مترباً	واخوان كيف الحال و الاهل كله؟
يقول الى القرض والقرض فا طلبا	جوادا اذا استغنيت عنه بماله
وجدت الثريا منه في البعد اقربا	فان انت حاولت الذي خلف ظهره



(ترجمہ) ”کچھ دوست صرف ہنسی مذاق تک محدود ہوتے ہیں اور کچھ دوست، اللہ تجھے زندہ رکھے، اور خوش آمدید تک محدود ہوتے ہیں۔“

اور کچھ دوست ”آپ کا کیا حال ہے“ کہنے کے ساتھ اہل خانہ کی خیریت دریافت کرنے کی زحمت بھی نہیں کرتے۔

ایسا شخص خاک آلود فقیر کے برابر بھی نہیں ہے کہ جب آپ اس کے مال سے مستغنی ہوں تو لین دین کے نعرے لگائے اور جب آپ جو کچھ اس کی پیٹھ پیچھے ہے اس کو طلب کریں تو وہ آپ سے ثریا سے بھی زیادہ دور ہو جائے گا۔

### دو غلے بے وفا شخص سے دوستی مت کرو

ابو حاتم کہتے ہیں۔

عقل مند متلون المزاج سے دوستی نہیں لگاتا نہ ہی دور رخ سے دوستی لگاتا ہے۔ اور عقل مند وہی بات ظاہر کرتا ہے جو دل میں ہو۔ اور ظاہری محبت سے زیادہ دلی محبت کرنے والا ہوتا ہے۔

اور مصائب آنے پر عقل مند کے رویے میں تبدیلی نہیں آتی۔ بلکہ وہ اپنی سابقہ محبت پر قائم رہتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ایسا نہ ہو اس کی تعریف کوئی نہیں کرتا۔

### سچے دوست کی صفات

محمد بن المنذر، محمد بن خلف التیمی اور بنو خزاعہ کے ایک شخص نے یہ اشعار

نمائے۔

لیس اخی من ودنی بلسانہ	ولکن اخی من ودی فی النوائب
ومن مالہ مالی إذا كنت معدماً	ومالی لہ إن عصّ دھر بغارب
فلا تحمدن عند الرّخاء مؤاخیا	فقد تنکر الاخوان عند المصائب
وما هو الا کیف انت ومرحبا	وبالبيض روّاغ کروغ الثعالب



(ترجمہ) ”وہ شخص میرا بھائی نہیں جو مجھ سے صرف زبانی محبت کرے بلکہ میرا بھائی تو وہ ہے جو مصائب میں مجھ سے محبت کرے۔ اور جب میں تنگدست ہو جاؤں تو اس کا مال میرا مال ہو۔ اور جب زمانہ اس کو مصائب میں جکڑے تو میرا مال اس کا مال ہو۔ فراخی کے زمانے میں جب کوئی بھائی چارگی کا دعویٰ کرے اس کی تعریف نہ کر کیونکہ بڑے وقت میں بعض بھائی بدل جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی محبت ”آپ کیسے ہو؟“ اور ”خوش آمدید“ تک محدود ہوتی ہے۔

ایسے لوگ پیسے کے معاملے میں لومڑی کی چال چلتے ہیں۔“  
ہشام اپنے والدِ عروہ سے نقل کرتے ہیں۔  
حکمت کی باتوں میں لکھا ہے کہ اپنے اور اپنے والد کے دوست سے محبت کرو۔

### دل دیکھنے کے لئے آنکھیں دیکھو

ابوحاتم کہتے ہیں۔

اصلی اور بناوٹی محبت کا اندازہ کرنے کے لئے آنکھیں دیکھا کرو کیونکہ دل میں جو محبت ہو آنکھ اسے ظاہر کر دیتی ہے۔  
اسی طرح دل میں جو بے رخی ہو آنکھ اسے بھی ظاہر کر دیتی ہے۔  
بس عقلمند آدمی دلی محبت معلوم کرنے کے لئے آنکھوں کی طرف دیکھتا ہے اور آنکھ اور دل کے درمیان ایسا راستہ پالیتا ہے جو اس کو اصلی محبت کا پتہ دیتا ہے۔ اور اس ادراک سے اسے کوئی خیالی چیز نہیں روکتی۔  
جبکہ اس کے برعکس ابراہیم شکلہ کہتے ہیں۔ (یہ خلیفہ مہدی کے بیٹے ہارون رشید کے بھائی ہیں)  
جو شخص تمہاری پسندیدگی اور ناپسندیدگی میں ظاہری موافقت کرے تو آپ کو



چاہئے کہ اس کی ظاہری موافقت کو دل کے مطابق جانیں۔ کیونکہ آپ دلوں کے راز نہیں معلوم کر سکتے۔

لہذا جیسی زبان ہو ویسا ہی معاملہ کرنا چاہئے۔

اسی بارے میں ابراہیم بن شکہ کے یہ اشعار ہیں۔

ليس المسى اذا تغيب سوؤه عنى بمنزلة المسى المعلن  
من كان يظهر ما أحب فأنه عندي بمنزلة الامين المحسن  
والله اعلم بالقلوب وإنما لك ما بدالك منهم بالالسن  
ولقد يقال خلاف ذالك إنما لك ما بدالك منهم بالاعين

(ترجمہ) ”مجھے جو اعلانیہ ایذا نہیں پہنچاتا وہ اس کے برابر نہیں ہو

سکتا جو مجھے اعلانیہ ایذا پہنچاتا ہے۔ جو میری پسندیدگی میں

موافقت ظاہر کرے وہ میرے نزدیک امین اور محسن ہے۔ دلوں

کو اللہ جانتا ہے آپ زبان پر ہی اعتماد کیا کریں۔ بعض لوگوں نے

اس کے مخالف بھی کہا ہے کہ زبان کے بجائے آنکھوں پر اعتماد کرنا

چاہئے۔“

### ابراہیم کے ماموں کا خط

میرے ماموں نے اس بارے میں میری مخالفت کی ہے ان کا کہنا ہے کہ

دلوں کے بارے میں زبانوں کے بجائے آنکھیں زیادہ واضح گواہی دیتی ہیں۔

اور انہوں نے اس بارے میں ایک خط بھی لکھا ہے جس میں حمد و صلوٰۃ کے

بعد وہ کہتے ہیں۔

بے شک مجھے تمہاری بے رخی کا معلوم ہو چکا ہے۔

جس نے مجھے تمہاری محبت کے بارے میں مایوس کیا۔ اور تمہاری آنکھیں

ہمیشہ سے مجھے اس بغض کے بارے میں خبر دیتی رہیں۔ جو تم نے دل میں چھپایا ہے۔

اس خط کے نیچے انہوں نے اشعار لکھے (جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے)



میں جب محبت کروں تو اس شخص کی طرح منافقانہ محبت نہیں کرتا جو  
کبھی دشمنی ظاہر کرے اور کبھی چھپائے۔

بغض اس کے دل میں چھپا رہتا ہو۔ بس دل اس کو چھپاتا ہے۔  
اور آنکھ ظاہر کرتی ہے۔ آدمی میری آنکھوں میں محبت کے دعویدار کو  
پہچان لیتا ہے کہ یہ کون سی محبت کا حامی ہے اور کون سی محبت کا  
دشمن ہے۔ تیری آنکھیں میری آنکھوں کو تیری بعض چیزوں پر مطلع  
کرتی ہیں۔ اگر آنکھیں نہ ہوتیں تو میں وہ چیزیں نہ جان سکتا۔  
ابراہیم الخجندی کا قول ہے

محبت کی علامات محبت کرنے والے میں ظاہر ہوتی ہیں اگرچہ اس کی زبان نہ  
بولے۔



## باب (۱۷)

# لوگوں کے ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور اختلاف کے احوال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ روحمیں عالم ارواح میں جمع کئے ہوئے لشکر ہیں۔ پس جن کا وہاں آپس میں تعارف ہوا۔ ان کی دنیا میں بھی آپس میں محبت ہوتی ہے۔

جن کی وہاں آپس میں ناواقفی رہی وہ دنیا میں بھی ناواقف رہتے ہیں۔  
ابو حاتم فرماتے ہیں۔

قضائے الہی کے بعد لوگوں کا آپس میں تعلق اور لا تعلق کا سبب روحوں کا  
آپس میں واقف اور ناواقف ہونا ہے۔

پس جو دو روحمیں جسم میں آنے سے پہلے واقف ہو جائیں تو وہ دو انسان بھی  
آپس میں محبت کرتے ہیں۔

اور جب دو روحمیں آپس میں ناواقف ہوتی ہیں تو جسم میں آنے کے بعد بھی  
ناواقف رہتی ہیں۔

مجاہد کہتے ہیں

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص مجھ سے  
محبت کرتا ہے۔

لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور چونکہ



روحوں کو لشکروں کی صورت میں جمع کیا گیا پس جن روحوں کی واقفیت ہوگئی تو وہ بھی آپس میں واقف ہیں۔

اور جن روحوں کی آپس میں لا تعلقی رہی وہ لوگ بھی آپس میں لا تعلق رہتے ہیں۔

محمد بن ابی علی الخلدادی اور احمد بن محمد بن بکر الانبای نے اشعار کہے ہیں۔  
 ان القلوب لأجناد مجتدة لکھ فی الارض بالاهواء تعترف  
 فماتعارف منها فهو مؤتلف وماتناكر منها فهو مختلف  
 (ترجمہ) ”قلوب اللہ کے جمع کئے ہوئے لشکر ہیں۔ جو اپنی  
 خواہشات کے معترف ہیں۔ پس جن کی روحوں آپس میں واقف  
 ہیں۔ وہ لوگ بھی آپس میں محبت کرتے ہیں اور جن کی روحوں  
 آپس میں ناواقف ہیں وہ لوگ بھی آپس میں ناواقف ہیں۔“

اہل طاعت کے دل اور خواہشات ایک ہوتے ہیں

حکم بن عبد الملک کہتے ہیں کہ  
 ﴿لَا مَن رَّحِمَ رُبُّكَ وَلِذَلِكَ خَلَقَهُمْ﴾ (سورہ ہود: ۱۱۹)  
 اس آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہؓ سے منقول ہے کہ اللہ نے اپنی مخلوق کو اپنی  
 رحمت اور طاعت کیلئے پیدا کیا۔

اہل اطاعت کے دل اور خواہشات ایک ہوتے ہیں اگرچہ ان کے وطن مختلف  
 ہوں اور اہل معصیت کے قلوب اور خواہشات جدا جدا ہوتی ہیں اگرچہ ان کے وطن  
 ایک ہوں۔

ابوحاتم کہتے ہیں۔  
 کسی شخص کے سکون اور بے قراری کو پہچاننے کا بہترین ذریعہ ہے کہ ان کے  
 احباب کو دیکھا جائے کیونکہ انسان اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے۔  
 اور پرندہ اپنے ہم مشلوں پر ہی اترتا ہے۔



ایک دوست دوسرے دوست کے احوال کی جتنی ترجمانی کرتا ہے کوئی اور چیز دوسری چیز کی نہیں کر سکتی۔ حتیٰ کہ دھواں آگ کی بھی نہیں۔

### دوست کو دوست پر قیاس کیا جائے گا

ابرش نے اشعار کہے ہیں۔

يُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ      اِذَا مَا هُوَ مَا شَاءَ  
وَذُو الْمَرْءِ اِذَا احْتَكَّ      ذَالِ صَّحَّةٍ اَعْدَاءُ  
وَلِلشَّيْءِ مِنَ الشَّيْءِ      مَقَاسٌ وَاشْبَاهُ  
وَلِلرَّوْحِ عَلَى الرَّوْحِ      دَلِيلٌ حِينَ يَلْقَاهُ

(ترجمہ) ”جب کسی آدمی کے بارے میں سب کچھ معلوم نہ ہو تو

ایک کو دوسرے پر قیاس کیا جائے گا۔ خارش جب صحت مند کے ساتھ جسم

رگڑتا ہے تو اپنی خارش اس کی طرف متحدی کر دیتا ہے۔ ایک چیز کو

دوسری چیز سے ناپنے کے پیمانے اور نظائر ہوتے ہیں۔ ایک روح

دوسری روح کے بارے میں خبر دیتی ہے جس وقت اس سے ملے۔“

ابو اسحق نے ہبیرۃ کا قول نقل کیا ہے۔

لوگوں کو ان کے دوستوں پر قیاس کرو۔

### کند جنس با ہم جنس پرواز

حسین بن جعفر بن سلیمان الصہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں نے اپنے والد کو امام مالکؒ کا یہ قول نقل کرتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ

پرندوں کی طرح ایک جیسے ہوتے ہیں۔

کبوتر کبوتر کے ساتھ کوا کوا کے ساتھ بطخ بطخ کے ساتھ اور چڑیا چڑیا کے

ساتھ ہم مثل ہوتی ہے۔

اس طرح ہر انسان اپنے ہم مثل کیساتھ ہوتا ہے۔



## مشکوک کے ساتھ مت رہیے

امام ابو حاتم فرماتے ہیں۔

عقل مند شخص مشکوک آدمی کے ساتھ چلنے سے بچتا ہے اپنے دین کے بارے میں جس پر الزام لگ چکا ہو اس سے دور رہتا ہے۔ کیونکہ جو اس کے ساتھ رہتا ہے اور معاشرت اختیار کرتا ہے وہ اسی سے پہچانا جاتا ہے۔ اور اس کی نسبت اسی ہی کی طرف کی جاتی ہے۔

آدمی اپنے ہم شملوں کی ہی مصاحبت اختیار کرتا ہے۔ آدمی کا جب کسی کی صحبت اختیار کرنے کا ارادہ ہو تو اسے چاہئے کہ ایسے شخص کی صحبت اختیار کرے جو اس کیلئے باعث زینت ہو۔ باعث عار نہ ہو۔

ایسے شخص کی صحبت اختیار کرنے کے بعد انسان کو چاہئے کہ اس کی نیکی کو شمار کرے اور برائی چھپائے۔

وہ خاموش ہو تو آپ بولو اور اگر وہ مانگے تو آپ دو۔

## آج کل کے باطن خلاف لوگ

آج کل لوگ اپنے ظاہر میں باطن کے خلاف ہوتے ہیں۔ اور اس قصے سے گہری مشابہت رکھتے ہیں جو ابو عبیدہ نے روایت کیا ہے۔

### قصہ

بنی اسرائیل میں ایک چڑیا کا جال سے مکالمہ ہوا۔ چڑیا نے کہا یہ آپ کا جھکنا کیسا ہے؟

جال نے کہا کثرت عبادت کی وجہ سے۔

چڑیا نے کہا آپ زمین میں دفن کیوں ہیں؟

جال نے کہا تو اضع کی وجہ سے۔

چڑیا نے کہا یہ آپ پر بال کیسے ہیں؟



تو اس نے کہا یہ میرا لباس ہے۔

چڑیا نے کہا یہ کھانا کس کیلئے ہے؟

اس نے کہا یہ میں نے مسافر کیلئے تیار کر رکھا ہے۔

چڑیا نے کہا کیا مجھے کھانے کی اجازت ہے؟

اس نے کہا ہاں۔

چڑیا نے ایک چونچ ماری تھی کہ جال نے اس کی گردن پکڑ لی۔ چڑیا

پھڑپھڑائی اور بولی واللہ اب میں کسی عابد کے دھوکے میں نہ آؤں گی۔

محمد بن ابی علی نے ابن ابی اللقیش کے اشعار سنائے ہیں۔

إن كنت تبغى العلم ونحوه أو شاهداً يخبر بغائب

فاعتبر الأرض بأسمائها واعتبر الصاحب بالصاحب

(ترجمہ) ”اگر تمہیں علم وغیرہ یا کسی غائب کو بتانے والے حاضر کی

تلاش ہے تو زمین کو اس کے آسمان پر اور ایک ساتھی کو اس کے

ساتھی پر قیاس کرو۔“

## دوستوں کی جدائی و ملن کے لمحات

ابوحاتم کہتے ہیں۔

بعض لوگ ایک مرتبہ دیکھنے سے پسند آ جاتے ہیں پھر جیسے جیسے ملاقات ہوتی

ہے تو ان کی پسندیدگی میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔

بعض کو دیکھتے ہی ان سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی نفرت

میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔

یہ اتفاق و افتراق دراصل روجوں کے اتفاق و افتراق کی وجہ سے ہوتا ہے۔

دو دوست جب بغیر کسی وجہ کے دنیا میں جدا ہو جائیں یا موت ان میں جدائی

ڈال دے تو یہ غمناک موت اور دردناک افسوس کی طرح ہے۔

دو دوستوں میں جدائی کا جو لمحہ ہوتا ہے اس لمحے سے زیادہ طویل غم کے اعتبار



سے اور افسوس کے لحاظ سے زیادہ اور اس سے زیادہ تباہی کے لحاظ سے کوئی اور لمحہ نہیں ہوتا۔

دو دوستوں میں جدائی کا ذائقہ جتنا کڑوا ہوتا ہے۔ اتنا کوئی ذائقہ کڑوا نہیں ہوتا۔

جعفر بن عون نے مسعر بن کدام کو کہتے ہوئے سنا۔

شعر

لن یلبث القرناء ان یتفرقوا لیل یکبر علیہم ونہار  
(ترجمہ) ”دوست آپس میں جدا ہو کر اتنا وقت بھی نہیں رہ سکتے  
کہ ایک رات یا دن ان پر گزر جائے۔“  
محمد بن موسیٰ ابو غزیہ کہتے ہیں۔

ابو العاصیہ جب مدینے آئے تو میرے پاس بیٹھے تھے پھر جب جانے لگے تو  
رخصتی کے وقت فرمایا۔

شعر

ان نعلش نجتمع والاقما اشغل من مات عن جمیع الانام  
(ترجمہ) ”اگر زندہ رہے تو پھر جمع ہوں گے۔ ورنہ جو مر جائے وہ

تمام لوگوں سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔“

ابن فیاض نے بختری کے یہ اشعار سنائے۔

اللہ جارك فی انطلاقک تلقاء شامک أو عرافک  
لا تعزلنی فی مسیری حیث سرت ولم الأک  
انسی خشیت مواقفاً للین تفسح غرب مافک  
وعلمت ما یخشی المود عند ضمک واعتناقک  
فترکت ذاک تعمداً وخرجت أهرب من فراقک  
(ترجمہ) ”اللہ تیرا ہمسفر ہو شام و عراق جانے میں تجھے ملے



بغیر کہیں جاؤں تو مجھے ملامت نہ کرنا۔ جدائی کا وہ غم جو تیری آنکھوں سے آنسوؤں کا ڈول بہاتا ہے۔ اس سے واقفیت کیوجہ سے میں خوفزدہ تھا۔ اس تکلیف کو میں جانتا ہوں۔ جو رخصت ہونے والا تجھے ملتے اور گلے لگاتے وقت محسوس کرتا ہے چنانچہ جان بوجھ کر میں نے اس ملاقات کو چھوڑا۔ اور میں تیری جدائی کے غم سے بھاگ نکلا۔“

محمد بن ہنداز نے اشعار کہے ہیں۔  
 أيا قلب لا تجزع من البين واصطبر فليس لما قضى عليك بدافع  
 توکل علی الرحمن إن كنت مؤمناً یجزيك ودعني من نحوس الطوالع  
 وكل الذي قد قدر الله واقع ومالم يقدره فليس بواقع  
 (ترجمہ) ”اے دل جدائی پر ماتم نہ کر اور صبر کر۔ جو فیصلہ ہو گیا اس کو ماننے والا کوئی نہیں جب مؤمن ہے تو اللہ پر توکل کر۔ وہ اجر دے گا۔ اور زمانہ کی نحوستوں کے بارے میں مجھے اپنی حالت پہ رہنے دو۔ جس کا اللہ نے فیصلہ کر دیا وہ ہو کر رہیگا اور جس کا فیصلہ نہیں کیا وہ نہیں ہوگا۔“  
 عبدالرحمن بن یحییٰ اندلسی نے اشعار میں خود کو مخاطب کر کے کہا ہے۔

نطق مدامعاً بما فی قلبہ وعن الجواب لسانہ لا ینطق  
 فكأنه ممّا یقاسی قلبہ ونف مریض او اسیر موثق  
 وكأنما الاشجان فی احشائه لفراق اهل الود نار تحرق  
 کیف السلو وهل له من سلوة من بان عن احبابه یتفرق؟  
 (ترجمہ) ”دل میں جو تھا اس کے بارے میں آنسو بولے۔ اور زبان جواب نہ دے سکی۔ دوستوں کی جدائی کا غم اس کے پہلوؤں میں سنگتی آگ کی طرح ہے۔ دل کے کرب و الم کی وجہ سے گویا وہ



موت کے قریب مریض ہے۔ یا جکڑا ہوا قیدی ہے۔ تسلی کیسی؟ جو اپنے احباب سے جدا ہو گیا اس کیلئے تسلی ہو بھی کیا سکتی ہے؟“

### دوستوں کی جدائی برداشت نہ کرنے کے اسباب

دوستوں کی جدائی میں ہائے ہائے کرنے کا پہلا سبب تقدیر الہی پر راضی نہ ہونا ہے۔

دوسرا سبب طبیعت پر غیر مآؤف یا خلاف عادت چیز کا آنا ہے۔ پس جس نے ابتداء سے ہی اپنے نفس کو ناپسندیدہ اور خلاف عادت فیصلوں کا عادی بنا دیا ہو وہ جدائی کے وقت ہائے نہیں کرتا۔

نہ ہی افسوس کی یا غم کی شکایت کرے گا۔ الا یہ کہ جتنے غم کے اظہار کی علم اجازت دیتا ہے۔

ایک جماعت پر جدائی کا امتحان آیا۔ تو وہ بے صبری میں پرندوں کے عیب بیان کرنے میں مبتلا رہی۔ اور آثارِ قدیمہ کی تعریف کرنے لگی اور نوح علیہ السلام کے کوئے پر لعنت کا قصہ دہرایا۔

### کوئے پر لعنت کا واقعہ

ابو مرواح کہتے ہیں۔ نوح علیہ السلام کی کشتی جب جودی پہاڑ پر رکی تو حضرت نوح علیہ السلام نے کبوتر اور کوئے کو کسی زمین کا پتہ لگانے کیلئے بھیجا۔ کو ا راستے میں ایک مردار کو دیکھ کر اس کو کھانے میں مصروف ہو گیا اور کبوتر منہ میں ایک شاخ پر سرخ مٹی لیکر آیا۔

چنانچہ نوح علیہ السلام نے کبوتر کیلئے برکت کی دعا کی اور کوئے پر لعنت کی۔ اور سخت کلمات ارشاد فرمائے۔

سلیم بن منصور کہتے ہیں۔

لبنی نے پرندے خریدنے کا کہا خریدنے والا چار کوئے خرید لایا۔ لبنی دیکھتے ہی



چیخی اور روئی اور بغل میں لیکر کوڑے سے مار مار کر ان کو قتل کر دیا۔ اور پھر یہ اشعار کہے۔

لقد نادى الغراب ببين بُنى  
فطار القلب من حذر الغراب  
وقال غداً تباین دار لبني  
وتنأى بعد ودة واقتراب  
فقلت تعست ويحك من غراب  
اكل الدهر سعيك فى تباب  
لقد اولعت لا لقيت خيراً  
بتفريق المحب عن الحباب

(ترجمہ) ”کوئے نے لبتی کی جدائی کی آواز لگائی۔ تو دل کوئے

کے خوف سے ڈر گیا کو ا بولا کل تم لبتی کے در کو خیر آباد کہو گے۔ اور

محبت وطن کے بعد جدائی ہوگی۔ میں نے کہا تم تباہ ہو جاؤ تمہارا

ناس ہو ہمیشہ تمہیں اپنی کوششوں میں ناکامی ملے۔ تمہیں کبھی خیر کی

توفیق نہ ہو ہمیشہ تم نے دوستی سے دوست کو جدا کرنے کی کوشش کی

ہے۔“

ابراہیم بن علی الطرینی نے علی بن اسحاق کے یہ اشعار نقل کئے ہیں۔

غراب البین ويحك صبح بقرب  
كما قد صحت ويحك بالبعاد  
تنادى بالتفريق كل يوم  
فما لك بالتواصل فما تنادى؟  
ارانى الله ريشك عن قريب  
تمرطه البزاة بكل وادى  
كما اسخنت يوم البين عيني  
والقيت الخزانة فى فؤادى

(ترجمہ) ”جدائی کے کوئے تمہارا ناس ہو محبوب کے لمن کی خوشخبری

سناؤ۔ تمہارا ناس ہو جیسے تم یار کی جدائی کی خبر سناؤ ہو ہر دن

جدائی کی آواز لگاتے ہو تمہیں کیا ہوا ہے؟ ملاقات کی آواز کیوں

نہیں لگاتے۔ قریب ہی اللہ نے مجھے تمہارے پر دکھائے جن کو

باز ہر وادی میں فوج رہے تھے۔ جدائی کے دن جیسے تم نے میری

آنکھ گرم کی اور جدائی کا اثر میرے دل میں ڈالا۔“

عبد الکبیر بن محمد الانسی کہتے ہیں



کہ مجھے میزے ساتھی نے بتایا کہ بصرہ میں ایک گھر کے دروازے پر میرا گزر ہوا۔ جس میں ایک کوئے کی آواز بلند ہو رہی تھی۔ جس کو کوڑے مارے جا رہے تھے۔ میں گھر کے قریب ہوا تو دیکھا کہ گھر کی مالکن کے سامنے چند لڑکیاں ہیں۔

اور مالکن ان کو کوئے کے مارنے کا کہہ رہی ہے۔ میں نے کہا تو اس کوئے کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتی، تو اس نے جواب دیا کہ اسی کوئے کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

الا يا غراب البين قد طرت بالذی أحاذر من لبنی افهل انت واقع  
(ترجمہ) ”اے جدائی کے کوئے سن۔ لبتی کے بارے میں جس کا مجھے اندیشہ تھا تو اس کو لیکر اڑ گیا تو کیا اب تو کہیں اترے گا؟“

میں نے اس عورت سے کہا کہ یہ وہ کوئی نہیں ہے۔ تو وہ بولی واللہ ہمارا خیال نہیں کہ تم مجرم کے بدلے بے گناہ کو پکڑو گے۔ جب تک اس کوئے کو پکڑنے میں کامیاب نہ ہو جاؤ۔

\*\*\*



## باب (۱۸)

### ﴿دوستوں کی زیارت اور ان کی عزت کرنیکی ترغیب﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی اپنے بھائی کی زیارت کیلئے دوسری بستی کی طرف چلا تو اللہ نے راستہ میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا۔ جس نے اس سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ تو اس نے کہا کہ اس بستی میں میرا ایک بھائی ہے۔ اس کی زیارت کا ارادہ ہے۔

فرشتے نے کہا کہ کیا تجھ پر اس کا کوئی احسان ہے۔ جس کا توبدلہ دینا چاہتا ہے؟ اس نے کہا نہیں مگر اس وجہ سے جا رہا ہوں کہ میں اس سے اللہ کیلئے محبت کرتا ہوں۔ تو اس فرشتے نے کہا کہ میں تیری طرف اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ بے شک اللہ تم سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح تم اس شخص سے محبت کرتے ہو۔<sup>۱</sup> امام ابو حاتم فرماتے ہیں۔

عقل مند پر لازم ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی زیارت کا خیال رکھے اور ان کے حالات معلوم کرتا رہے کیونکہ زیارت کرنے والا اپنے اس فعل سے دو چیزیں حاصل کر لیتا ہے۔

- (۱) ایک یہ کہ اپنے ذخیرہ آخرت میں اضافہ کرتا ہے۔
- (۲) دوسرا یہ کہ اپنے بھائی کی لذت حاصل کر کے ان دونوں نعمتوں کے ساتھ لوٹتا ہے۔

بعض مشائخ عامر بن قیس کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

انہوں نے فرمایا کہ مجھے بصرہ پر چار وجوہات کی بناء پر حسرت ہے۔

۱ صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۵۶۷ بھائی سے مراد دوست وغیرہ بھی ہیں۔



- (۱) وہاں کے مؤذنوں کی آپس میں گپ شپ۔
  - (۲) وہاں کی گرمیوں کی پیاس کی لذت۔
  - (۳) وہاں میرے دوست ہیں۔
  - (۴) وہ میرا وطن ہے۔
- محمد بن سہل کہتے ہیں کہ

میں نے فریابی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وکیع بن الجراح عمرے کے احرام میں میرے پاس بیت المقدس کی طرف آئے تو انہوں نے کہا اے ابو محمد یہ میرا راستہ نہ تھا لیکن میرا دل چاہا کہ میں تمہاری زیارت کروں اور تمہارے پاس ٹھہروں۔ چنانچہ وہ میرے پاس ایک رات ٹھہرے۔

اسی طرح ابن مبارک احرام کی حالت میں بیت المقدس کی طرف آئے اور میرے ہاں تین دن ٹھہرے تو میں نے کہا اے ابو عبد الرحمن دس دن ٹھہرو تو فرمایا نہیں ضیافت تین دن تک ہوتی ہے۔

دوستوں کی ملاقات کے اعتبار سے اقسام

امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ:

لوگ زیارت کے بارے میں دو طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جن کے تعلق صحیح ہوں ان میں کسی قسم کا خلل و بغض نہ ہو جو دوست اس طرح کے ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ کثرت سے ایک دوسرے کی زیارت کریں اور خوب اکٹھے ہوں کیونکہ ایسے دوست کثرت زیارت سے اکٹھا ہٹ محسوس نہیں کرتے۔ اور ایسے دوستوں کے زیادہ اکٹھے ہونے سے انس میں اضافہ ہوتا ہے۔

دوسری قسم ان دوستوں کی ہے جن کی دوستی مستحکم نہ ہو اور آپس میں ایک دوسرے کے کام آنے میں بے تکلفی نہ ہو۔

ایسے دوستوں کیلئے کم سے کم زیارت کرنا ہی اچھا ہے کیونکہ ان میں کثرت زیارت کی وجہ سے اکٹھا ہٹ ہوتی ہے اور بار بار آنے والا شخص باعث اکٹھا ہٹ اور نہ



آنے والا دلشین ہوتا ہے۔

آپ ﷺ سے بہت سی روایات مروی ہیں جن میں کثرت زیارت سے منع کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ کبھی کبھی آیا کرو محبت بڑھے گی۔ بعض لوگوں کا بھی یہی خیال ہے اس کو انہوں نے اپنے اشعار میں ذکر کیا ہے۔  
محمد بن عبد اللہ زنجی کے اشعار:

وقد قسال النبی وکان برّاً اذا زرت الحیب فزره غبّا  
واقلل زور من تھوؤہ تزدد إلی زرتہ مقتاً وحبّا  
(ترجمہ) ”نبی ﷺ نے فرمایا ہے اور آپ ﷺ بالکل سچ فرماتے ہیں، دوست کی جب زیارت کرو تو کبھی کبھی کرو۔ جس سے محبت کرتے ہو اس کی زیارت کم کیا کرو۔ اس سے اس کے دل میں تمہاری محبت اور تمہاری طرف اشتیاق بڑھے گا۔“  
محمد بن علی کے اشعار:

إنی رأیتک لی محبّا والیّ حین اغیبت صبا  
فقعدت لا لملا لہ حدثت ولا استحدثت ذبا  
الا لبقول نینا زوروا علی الاہام غبّا  
(ترجمہ) ”میرا خیال ہے تم مجھ سے محبت کرتے ہو اور جب میں نہ ہوں تو میرے مشاق رہتے ہو، میں جو تمہاری زیارت سے دور بیٹھ گیا ہوں یہ کسی اکتاہٹ کی وجہ سے نہیں نہ کسی گناہ کی وجہ سے ہے مگر صرف حدیث نبی ﷺ کی وجہ سے وہ یہ ہے کہ کبھی کبھی زیارت کیا کرو۔“  
مجھے کریزی نے اشعار سنائے:

اقلل زیارتک الحیب تکون کا الثوب استجدہ  
إن الصدیق یملّہ ان لا یزال یراک عندہ



(ترجمہ) ”دوست کی زیارت کم کیا کرو گے تو تم نئے لباس کی طرح سمجھے جاؤ گے۔ دوست کیلئے یہ باعث اکتاہٹ ہے کہ وہ آپ کو ہمیشہ اپنے پاس دیکھے۔“  
ابو تمام کے اشعار:

وطول مقام المرء فی الحی مخلق لیدیہ جتیبہ فاغترب تصجد  
فبانی رأیت الشمس زیدت محبۃ الی الخلق اذلیست علیہم بسرمد  
(ترجمہ) ”آدمی کا کسی محلے میں زیادہ رہنا اس کے رخصتوں کو بوسیدہ کر دیتا ہے کبھی کبھی آؤ نئے سمجھے جاؤ گے کیونکہ سورج کو میں نے دیکھا کہ مخلوق اس سے زیادہ محبت کرتی ہے کیونکہ وہ ان کے پاس ہمیشہ نہیں ہوتا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔  
سب سے معزز میرا وہ ہمنشین ہے جو لوگوں کی گردنیں عبور کر کے میرے پاس آ بیٹھے۔

﴿وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾  
اس آیت کے بارے میں سعید بن بشر حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ نیک اعمال کرنے والے مومنین اپنے بھائیوں یعنی اپنے دوستوں کے حق میں شفاعت کریں گے۔  
﴿وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ﴾

اس کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ دوستوں کے دوستوں کے حق میں بھی شفاعت کریں گے۔



## باب (۱۹)

## ﴿احمق اور جاہل کی صفات کا ذکر﴾

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ صالح ہمنشین کی مثال عطر فروش کی طرح ہے کہ اگر وہ تمہیں کچھ نہ دے تو اس کے عطر کی خوشبو تو تم تک پہنچ ہی جائے گی۔ اور برے ہمنشین کی مثال لوہار کی طرح ہے اور اگر وہ تمہارے کپڑے نہیں جلانے گا تو کم از کم اس کا دھواں تو تم کو لگے گا۔

## احمق سے ملنا چھوڑ دو، ورنہ

امام ابو حاتم کہتے ہیں:

عقل مند پر لازم ہے کہ وہ احمق کی صحبت ترک کر دے اور بے وقوف کی معاشرت اختیار کرنے سے دور رہے۔ جیسا کہ اس پر لازم ہے کہ وہ عقلمند اور سمجھدار کی صحبت اختیار کرے۔ اور لیب و فطین کی معاشرت صحبت اختیار کرے کیونکہ عقلمند کی عقل میں سے تمہیں اگر کچھ نہ ملا تو اس پر اعتبار کرنے کی دولت تو تم کو مل ہی جائے گی۔ اور احمق نے اگر اپنی حماقت آپ کی طرف متعدی نہ کی تو کم از کم آپ اس کی معاشرت سے آلودہ ہو جاؤ گے۔

یسیر بن عمرو (تابعی) نے فرمایا ہے۔

احمق کو چھوڑ دو کیونکہ احمق کیلئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں کہ اسے چھوڑ دیا

جائے۔

سلمہ بن بلال کہتے ہیں۔

ایک نوجوان حضرت علی بن ابی طالب کو بہت اچھا لگتا تھا تو اس نے ایک



مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ایک تہمت زدہ شخص کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھا، تو آپ نے اسے سرزنش فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:

لَا تَصْحَبِ الْجَاهِلَ إِيَّاكَ وَإِيَّاهُ

فَكَمِ مِنْ جَاهِلٍ أَرَدَى حَلِيمًا مِّنْ آخَاهُ

يُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ إِذَا هُوَ مَا شَاءَ

وَلِلشَّيْءِ مِنَ الشَّيْءِ مَقَايِيسُ وَاشْبَاهُ

وَلِلْقَلْبِ عَلَى الْقَلْبِ دَلِيلٌ حِينَ يُلْقَاهُ

(ترجمہ) ”جاہل کی صحبت اختیار نہ کرو اپنے آپ کو اس سے بچاؤ۔

کتنے ہی جاہلوں نے بردباروں کو ردی بنا دیا۔ جب انہوں نے ان

سے بھائی بندی اختیار کی۔ ایک آدمی دوسرے آدمی پر قیاس کیا جاتا

ہے۔ جب وہ دونوں ساتھ چل رہے ہوں۔ ایک چیز کو دوسری چیز

سے ناپنے کے پیمانے اور نظائر ہیں۔ ایک دل دوسرے دل کے

بارے میں خبر دیتا ہے جب وہ ملے۔“

### احق کو اس کی صفات میں تلاش کرو

امام ابو حاتم فرماتے ہیں۔

عقل مند پر جب کسی آدمی کا معاملہ مخفی ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ حماقت کی

علامات کا اس میں معائنہ کرے حماقت کی علامات یہ ہیں۔

(۱) جواب میں جلد بازی۔

(۲) وقار کا نہ ہونا۔

(۳) کثرت سے ہنسنا

(۴) کثرت تعلقات۔

(۵) پسندیدہ لوگوں کی غیبت کرنا۔

(۶) برے لوگوں کے ساتھ اختلاط۔



احق سے جب آپ اعراض کرو گے تو وہ غمگین ہوگا اور جب توجہ کرو گے وہ اترائے گا اگر آپ اس کے ساتھ بردباری کرو گے وہ جہالت پر اتر آئے گا۔

اگر آپ اس سے جہالت سے پیش آؤ گے وہ آپ سے بردباری سے پیش آئے گا۔ اگر آپ اس سے برائی کرو گے وہ آپ سے اچھائی کرے گا اگر آپ اس سے بھلائی کرو گے وہ برائی کرے گا اگر آپ اس پر ظلم کرو گے وہ آپ سے انصاف کرے گا اگر اس پر انصاف کرو گے تو وہ ظلم کرے گا۔

محمد بن اسحاق واسطی کے یہ اشعار احمقوں کی صحیح تصویر کشی کرتے ہیں۔

لی صدیقی یرای حقوقی علیہ ناکلات و حقہ کان فرضاً  
لوقطعت الجبال طولاً إلیہ ثم من بعد طولها سرت عرضاً  
لرای ما صنعت غیر کبیر واشتہی ان ازید فی الارض ارضاً

(ترجمہ) ”میرا ایک دوست ہے جو میرے حقوق لازمہ کے

بجائے ناقلہ کا خیال رکھتا ہے۔ اگر میں پہاڑوں کو لمبائی اور

چوڑائی میں کاٹ کر اس تک پہنچوں تو میرے اس کارنامے کو بڑا

سمجھنے کے بجائے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ میں اتنی زمین اور قطع

کروں۔“

## احق ایک انگارہ ہے

سعید بن ابی ایوب کہتے ہیں۔

برے آدمی کے ساتھ نہ رہو کیونکہ وہ ایک انگارہ ہے نہ اس کی محبت سیدھی

ہوتی ہے نہ وہ وعدہ پورا کرتا ہے۔

۱۔ حماقت، اس کی تعریف، احمق اور اس کی علامات اور احمق کی بے شمار باتوں کی تفصیل جاننے کے لئے

ہماری مترجم کتاب ”حماقت اور اس کے شکار“ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ملاحظہ فرمائیں (مترجم)



مختصر ابن بلال نے یہ اشعار کہے ہیں۔  
 لن يسمع الاحمق من واعظ في رفعه الصوت وفي همم  
 لن تبلغ الأعداء من جاهل ما يبلغ الجاهل من نفسه  
 والحمق داء ماله حيلة ترجى كبعده النجم في لمسه  
 (ترجمہ) ”فہمیت کرنے والے کی اونچی آواز اور ارادے میں  
 بھی بے وقوف اس کو ہرگز نہ سنے گا۔ دشمن جاہل کو اتنا نقصان  
 نہیں پہنچاتا جتنا وہ خود کو پہنچا دیتا ہے۔ حماقت ایک بیماری ہے  
 جس کا کوئی حیلہ نہیں جس طرح ستاروں کو ہاتھ لگانے کا کوئی وسیلہ  
 نہیں۔“

### حماقت گھٹا ٹوپ اندھیرا ہے

امام ابو حاتم کہتے ہیں۔

سب سے گھٹا ٹوپ اندھیرا ”حماقت“ ہے جیسا کہ سب سے تیز روشنی عقل  
 ہے آدمی اگر کہیں احمق کی صحبت میں مبتلا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے اخلاق کو  
 لازم پکڑے۔ اور احمق کے اخلاق سے دور رہے۔ اور ساتھ ساتھ جو اللہ نے اسے  
 ہشیاری اور عقلمندی کی دولت دی ہے۔ اور دوسرے کو اللہ نے اس سے محروم رکھا ہے  
 کثرت سے اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا رہے۔

رہن سہن میں احمق اور آپ کا میدان اگر ایک ہو تو ملاقات کے وقت عقلمند  
 پر خاموشی لازم ہے کیونکہ امام اعمش کا کہنا ہے کہ احمق کے سامنے خاموشی جواب ہوتی  
 ہے۔

### احمق سے معاملہ

امام ابو حاتم کہتے ہیں۔

بعض احمق ایسے ہوتے ہیں کہ خاموشی ان کو چلنے سے نہیں روکتی۔ عقلمند کا جب



کسی ایسے احمق سے واسطہ پڑ جائے تو اسے چاہئے کہ کبھی کبھی تجاہل عارفانہ سے بھی کام لے۔ کیونکہ بعض دفعہ بردباری بندے کو جھکاتی ہے۔ جیسا کہ بعض حالات میں اس کا صحیح استعمال عقل کا محور ہے۔

محمد بن اسحاق واسطی نے اشعار کہے ہیں۔

لئن كنت محتاجاً إلى الحلم أننى إلى الجهل بعض الاحين أخرج  
ولى فرس للحلم بالحلم ملجم ولى فرس للجهل بالجهل مسرج  
فمن شاء تقويمى فبأنى مقوم ومن شاء تعويجى فبأنى معوج  
وما كنت أَرْضى الجهل خلدنا ولا أخاً ولكننى أَرْضى به حين أخرج  
فإن قال بعض الناس سماجة فقد صدقوا والذل بالحراسم

(ترجمہ) ”اگر میں بردباری کا محتاج ہوں تو بعض اوقات جہالت

کی طرف اس سے بھی زیادہ محتاج ہوتا ہوں میرے پاس بردباری کی لگام والا ایک گھوڑا ہے۔ اور جہالت کے مقابلے میں میرے پاس جہل کا کجاوہ بندھا گھوڑا ہے۔“

جو مجھے سیدھا کرنا چاہتا ہے تو میں سیدھا کرنے والا ہوں۔ اور جو مجھے ٹیڑھا کرنا چاہتا ہے تو میں ٹیڑھا کرنے والا ہوں۔ دوستی اور اخوت کے اعتبار سے میں جہالت کو پسند نہیں کرتا البتہ تنگی کے وقت میں اس کا استعمال پسند کرتا ہوں۔

لوگ اگر کہیں کہ اس میں قباحت ہے تو سچ کہتے ہیں لیکن آزاد آدمی کے لئے ذلت اس سے زیادہ فبیح ہے۔

سفیان ثوریؒ کا قول ہے۔

ابن آدم احمق ہی پیدا کیا گیا اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کو اس کی زندگی نفع نہ دیتی۔

عبداللہ بن حسن نے اپنے بیٹے سے کہا۔

اے بیٹے جاہل سے بچو اگرچہ وہ تمہارا ہمدرد کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ تم عقلمند سے بچتے ہو جب کہ وہ تمہارا دشمن ہو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جاہل کبھی غفلت میں تمہیں مشورہ



دے کر تجھ سے دھوکہ کرے اور عقلمند کی چال تجھے آجکڑے۔

## احمق کی مزید صفات

امام ابو حاتم فرماتے ہیں۔

احمق کی صفات یہ ہیں۔ جلد بازی، ہلکا پن، عاجزی، فجور، جہالت، غضب، بزدلی، ڈر، کسی کے پیچھے پڑنا، حسد، ظلم، خیانت، غفلت، نسیان، سرکشی، فحش گوئی، فخر، تکبر، عداوت، بغض۔

احمق کی حماقت کی سب سے بڑی نشانی اس کی زبان ہے۔ دل اس کا زبان کے ایک طرف ہے۔ جو دل میں آیا کہہ ڈالتا ہے۔ احمق ایک وقت میں ایسی بات کرے گا جس کے کہنے سے حبان وائل بھی عاجز ہوگا۔

اور دوسرے وقت میں ایسی بات کرے گا کہ اس سے سبزی فروش بھی عاجز نہ ہوگا۔

عقلمند پر لازم ہے کہ ایسے احمق کی صحبت اور معاشرت سے دور رہے۔ ایسے لوگ اپنے ساتھ والوں پر بھی جرات کرتے ہیں۔

قوم زطاً کو دیکھو وہ زیادہ بہادر نہیں ہوتے لیکن شیروں کے ساتھ کثرت مخالطت کی وجہ سے ان پر جبری ہوا کرتے ہیں۔

صالح بن عبدالقدوس نے اشعار کہے ہیں۔

احذر الاحمق ان تصحبه

کما رقعته من جانب

او کصدع فی زجاج فاحش

کحمار السوء ان اقضمتہ

واذا جالسه فی مجلس

واذا نهته کی یترعوی

زاد شرّاً وتمادی فی الحمق

مداری ناپ لوگ۔ سرکس والے



عَجَبًا لِلنَّاسِ فِي ارْزَاقِهِمْ ذَاكَ عَطْشَانٌ وَهَذَا قَدْ غَرِقَ

(ترجمہ) ”احق کی صحبت سے بچو۔ بے شک احمق بوسیدہ کپڑے

کی طرح ہوتا ہے جب بھی تم اسے گانٹھو گے ہو اس کو حرکت دے

گی تو بوسیدہ ہونے کی وجہ سے وہ دوسری طرف سے پھٹ جائے

گا یا احمق شیشے میں بڑے شگاف کی طرح ہے کیا تم نے کبھی شیشے

کے شگاف کو جڑتے دیکھا؟ یا وہ برے گدھے کی طرح ہے اگر تم

اسے چارہ ڈالو گے تو وہ تمہیں لات مارے گا۔ اگر بھوکا ہوگا تو

ہنہنائے گا۔

جب تم اس کی مجلس میں بیٹھو گے تو مجلس کو اس کی خرافات سے

فاسد پاؤ گے۔

جب بھی آپ اسے ڈانٹتا کہ باز آ جائے تو اس کا شر اور حماقت

زیادہ ہی ہوگی۔

لوگوں کی قسمتیں عجیب ہیں۔ وہ پیاسا ہے اور یہ پانی میں ڈوب رہا

ہے۔“

## احق کی مثال

وہب بن منبہ کا قول ہے۔

احق بوسیدہ کپڑے کی طرح ہے ایک طرف سے سلانی کرو گے تو دوسری

طرف سے پھٹ جائے گا۔ بھرے ہوئے مٹکے کی طرح نہ اسے گانٹھا جاسکتا ہے نہ اس کا

شگاف بھرا جاسکتا ہے اور نہ ہی وہ دوبارہ مٹی ہو کر کام آسکتا ہے۔

احق کی صفات یہ ہیں۔

جب آپ اس کے ساتھ بیٹھو گے تو وہ اغراض کرے گا جب آپ اس سے دور

ہوں گے تو برا بھلا کہے گا اگر کبھی آپ کو کچھ دے گا تو احسان جتلانے گا۔ اگر آپ اس کو

کچھ دو گے تو ناشکری کرے گا۔



اگر آپ سے سرگوشی کرے گا تو آپ کو متہم ٹھہرائے گا۔ اگر آپ اس سے سرگوشی کرو گے تو خیانت کرے گا۔

اگر وہ آپ سے اوپر ہوگا تو آپ کو حقیر سمجھے گا اگر آپ کے ماتحت ہوگا تو آپ پر طعن زنی کرے گا۔

### بعض لوگ بصورت انسان جانور ہوتے ہیں

عبدالعزیز بن سلیمان الابرش نے کہا۔

اعلم بأن من الرجال بهيمة في صورة الرجل السميع المبصر  
فطننا بكل مصيبة في ماله وإذا يصاب بدينه لم يشعر

(ترجمہ) ”جان لو کہ بعض لوگ دیکھنے اور سننے والے انسان کی

صورت میں جانور ہوتے ہیں مال کے بارے میں کسی مصیبت کا

سامنا ہو تو ہشیار اور اگر دین کے بارے میں کسی مصیبت کا سامنا

ہو تو پرواہ نہیں کرتے۔“

### احق کی خوش فہمیاں

امام ابو حاتم کہتے ہیں۔

احق اس گمان میں ہوتا ہے کہ وہ جانداروں میں سب سے زیادہ عقلمند ہے۔

اور حماقت اس کے علاوہ پوری دنیا میں تقسیم کی گئی ہے۔

احق دیگر لوگوں کے ہاں مبغوض ہوتا ہے۔ دنیا میں اس کا کوئی نام نہیں ہوتا۔

اس کا عمل ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ اللہ اور اس کے نیک بندوں کے ساتھ اس کا

معاملہ تعریف لائق نہیں ہوتا۔

اس کے برعکس عقلمند لوگوں کے ہاں محبوب اور دنیا میں سردار ہوتا ہے۔

اللہ اور اس کے نیک بندوں کے ہاں اس کا عمل دنیا و آخرت میں پسندیدہ

ہوتا ہے۔



## بے وقوف بمقابلہ عقلمند

عبداللہ بن سلیمان حضرت حسن کا قول نقل کرتے ہیں۔  
پیش قدمی کرنے والے بے وقوف سے پیچھے پھیر کر بھاگنے والا عقلمند میرے  
نزدیک زیادہ لائق تحسین ہے۔

عقلی ایک دیہاتی کا قول نقل کرتے ہیں۔  
عقلمند، عقلمندوں کے ساتھ تنگی والی زندگی بسر کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ  
بے وقوفوں کے ساتھ پر تعیش زندگی گزارے۔

## عقلمند کی خصلتیں

امام ابو حاتم فرماتے ہیں۔  
عقلمند کی خصلتیں یہ ہیں۔ بردباری، خاموشی، وقار، اطمینان، وفاداری،  
سختاوت، علم و حکمت، تقویٰ، انصاف پسندی، قوت مضبوط ارادہ، دانش مندی، تمیز،  
صائب الرائے، تواضع، چشم پوشی، غفو، پاکدامنی۔

آدمی کو جب عقلمند کی صحبت میسر آئے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے مضبوطی سے  
تھامے اور کسی حال میں اسے نہ چھوڑے۔

عقلمند کو چاہئے کہ ایسے شخص کی صحبت اختیار نہ کرے جس سے وہ کسی خیر  
کا استفادہ نہ کر سکے۔



## باب (۲۰)

## ﴿تجسس اور بدگمانی کی ممانعت کا بیان﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں کہ۔

آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے مسلمان بھائی کے متعلق بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی ہی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے اور فرمایا اپنے مسلمان بھائی کی جالوسی اور پوشیدہ حالات معلوم کرنے کی ٹوہ میں نہ لگے رہو اور آپس میں بغض نہ رکھو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے بن کر بھائی بھائی بن جاؤ۔

## کسی کے عمل کے بارے میں مت پوچھو

کثیر بن زیاد فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم اپنے بھائی کے اچھے برے عمل کے متعلق سوال مت کرو کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی جالوسی ہے۔

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقلمند آدمی پر واجب ہے کہ لوگوں کے عیوب چھوڑتے ہوئے اپنی سلامتی کو لازم پکڑے اور اپنے عیوب کی اصلاح کرے کیونکہ جو آدمی لوگوں کے عیوب سے اعراض کرتے ہوئے اپنے عیوب کی اصلاح کرے وہ آدمی یقیناً بہت بڑی راحت پاتا ہے اور اس کا دل مطمئن رہتا ہے کیونکہ جب وہ اپنا عیب دیکھتا ہے اور اسے وہی عیب اپنے بھائی میں نظر آئے تو وہ اس کو بہت ہلکا محسوس کرتا ہے، اور جو آدمی لوگوں کے عیوب نکالنے میں مشغول ہو جائے اور اپنے عیوب سے صرف نظر کرے اس کا دل اندھا اور بدن تھک جاتا ہے۔ یعنی کڑھنے کی تکلیف میں رہتا ہے اور پھر اسے اپنے عیوب کی اصلاح کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ آدمی کی



سب سے بڑی خرابی اور عجز یہ ہے کہ وہ لوگوں کی عیب تراشی کرتا پھرے اور اس سے بھی بڑھ کر عجز و خرابی کی بات یہ ہے کہ جو برائیاں اپنے اندر ہوں وہ لوگوں میں بھی تراشے، پس جو شخص دوسروں کو عیب لگائے تو دوسرے اس کی برائیاں کرتے ہیں۔

إذا أنت عبت الناس عابوا واكثروا عليك وابدوا منك ما كان يستور (ترجمہ) ”جب تم لوگوں کی عیب جوئی کرو گے تو وہ بھی تمہاری عیب جوئی کریں گے اور زیادہ کریں گے اور تمہارے پوشیدہ راز بھی ظاہر کریں گے۔“

وقد قال في بعض الاقوال قائل له منطق فيه كلام مجبر (ترجمہ) ”ایک کہاوٹ میں کسی کہنے والے نے یہ کہہ دیا کہ، فلاں کی گفتگو میں چرب زبانی ہے۔“

اذا ما ذكرت الناس فاترك عيوبهم فلا عيب الا دون ما منك يذكروا (ترجمہ) ”جب تم لوگوں کا تذکرہ کرو تو ان کے عیوب چھوڑ دو، کیونکہ عیب وہی ہوگا جو تمہاری طرف سے ذکر کئے جانے کے علاوہ ہو۔“

فان عبت قومًا بالذی ليس فيهم فذلك عند الله والناس اكبر (ترجمہ) ”اگر تم لوگوں پر وہ عیب لگاؤ جو ان میں نہیں، تو ایسا کرنا اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے نزدیک بڑا عیب ہے۔“

فسالهم فالكف عنهم فانهم يعيبك من عيبك اهدى وأبصر (ترجمہ) ”پس ان سے سلامتی حاصل کرو ان سے باز رہو، کیونکہ وہ لوگ اپنے عیب کو تمہاری آنکھوں سے زیادہ جانتے اور پہنچاتے ہیں۔“

### ابودلامہ کا معاملہ

حضرت سعید بن مسلمہ ایادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے



ایک آدمی پر دعویٰ کیا کہ اس کے پاس اس عورت کا گدھا ہے اور اس کو قاضی کے پاس لے کر گئی، قاضی نے عورت سے ثبوت مانگا تو اس نے ابودلامہ اور ایک دوسرے آدمی کو بطور گواہ پیش کیا تو قاضی صاحب نے فرمایا آپ کے اس گواہ کی شہادت تو قبول ہے ایک اور گواہ حاضر کرو۔ تو وہ عورت ابودلامہ کے پاس آئی اور اس کو بتایا تو اس نے قاضی کے پاس جا کر یہ اشعار کہے۔

ان الناس غطوني تغطيت عنهم وان بحثوا عني ففهم مباحث  
(ترجمہ) ”لوگوں نے میرے معاملہ میں پردہ پوشی کی تو میں نے بھی ان کی پردہ پوشی کی اگر وہ میرے متعلق تفتیش کرتے تو ان میں بھی کئی تفتیشیں ہیں۔“

وان حفر وابسرى حفرت بنازهم ليعلم يوما كيف تلک النبائث؟  
(ترجمہ) ”اور اگر وہ میرا کنواں کھودتے تو میں بھی ان کے کنویں کھودتا تاکہ اسے بھی معلوم ہو جاتا کہ وہ عیب جوئی کیسے تھیں؟“  
یہ اشعار سن کر قاضی نے عورت کی طرف متوجہ ہو کر کہا تمہارے گدھے کی قیمت کتنی تھی اس نے کہا تین سو درہم، قاضی نے کہا وہ تین سو درہم میرے مال میں سے آپ کے لئے ہوئے۔  
کریزی نے مجھے کچھ اشعار سنائے۔

اری کل انسان یری عیب غیرہ ویعمی عن العیب الذی هو فیہ  
(ترجمہ) ”میں دیکھتا ہوں کہ ہر انسان دوسرے کی برائیوں پر نظر رکھتا ہے اور اپنے عیب سے اندھا بن جاتا ہے۔“

وما خیر من تخفی علیہ عیوبہ ویبدولہ العیب الذی لأخیہ  
(ترجمہ) ”وہ کوئی بھلا نہیں جس پر اپنے عیوب مخفی رہیں اور اپنے بھائی کے عیب اس پر ظاہر ہوں۔“

قاضی نے ابودلامہ کی گواہی کو قبول نہ کیا۔



## جیسی کرنی ویسی بھرنی

حضرت ضمہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیبانی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ کتابوں میں لکھا ہوا ہے جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ اور یہ بھی ہے کہ جس گلاس سے تم دوسروں کو پلاتے ہو اسی سے تم خود بھی پیو گے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو ابتدا کرے اس پر اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔

## تجسس منافقت ہے

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تجسس (دوسروں کی ٹوہ میں رہنا) منافقت کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔ جیسا کہ حسن ظن رکھنا ایمان کے شعبوں میں سے ایک ہے۔ عقلمند آدمی وہ ہے جو اپنے مسلمان بھائیوں سے حسن ظن رکھتا ہو اور اپنے غموں اور پریشانیوں میں ہی مگن رہتا ہو جیسا کہ جاہل آدمی اپنے مسلمان بھائیوں سے بدگمانی کرتا ہے اور اپنی برائیوں پر غور نہیں کرتا۔

مَنِ اسْتَرْيَحَ الْمَسِيَّ ظَنًّا - مَنْ طَوَّلَ غَمًّا وَمَا يَرْيَحُ  
(ترجمہ) ”بدگمانی کرنے والا کبھی آرام نہیں پاتا، اس کے طویل غم سے اور اس سے دوسروں کو کبھی راحت نہیں ملتی۔“

وَقُلْ وَجْهَ يَضِيقُ الْا - وَدَوْنَهُ مَذْهَبُ فَسِيحٍ  
(ترجمہ) ”بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ایک راستہ تنگ ہو اور اس کے آگے کوئی کشادہ راستہ نہ ہو۔“

لَنْ يَهْلِكَ الْمَرَأُ مِنْ سَمَاحٍ - وَقَلَمَا يَفْلَحُ الشَّحِيحُ  
(ترجمہ) ”انسان سخاوت سے کبھی نہیں برباد ہوتا، البتہ کنجوس شخص کبھی کبھار ہی کامیاب ہوتا ہے۔“

## بدگمانی کب جائز ہے؟

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدگمانی کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ



ہے جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا اور دوسری وہ ہے جو مستحب ہے۔ چنانچہ بدگمانی کی ممنوع قسم تو وہ ہے جو اوپر ذکر کی گئی کہ غام مسلمان کی بدگمانی کی جائے۔ اور مستحب وہ ہے کہ جیسے دو آدمیوں کے درمیان دینی یا دنیاوی معاملے میں دشمنی ہو اور وہ دوسرے کے قریب سے خوف رکھتا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بدگمانی رکھے مبادا کہ وہ اس کے دھوکے سے ہلاک نہ ہو۔ اسی کے متعلق ابرش نے یہ اشعار کہے ہیں۔

وحسن الظن يحسن في امور و يمكن في عواقبه ندامه  
(ترجمہ) ”بہت سے امور میں حسن ظن اچھا ہوتا ہے، اور انجام

کار کے اعتبار سے اس میں ندامت کا امکان بھی ہوتا ہے۔“

وسوء الظن يسمج في وجوه وفيه من سماجته حزامه  
(ترجمہ) ”اور بہت سے مقامات میں بدگمانی کو برا سمجھا جاتا ہے

اور اس کے برا سمجھنے میں ہی محتاط رائے ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ توریت میں یہ بات لکھی پائی جاتی ہے کہ جس نے تجارت کی اس نے فسق کیا اور جس نے کسی کے لئے برائی کا گڑھا کھودا وہ خود اس میں جاگرا۔

توہ میں رہنا چھوڑ دیجئے

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اچھے آدمی کے لئے ضروری ہے وہ اخلاق و افعال میں بالکل لہوگوں کی برائیوں کی ٹوہ میں رہنا چھوڑ دے، کیونکہ جو دوسروں کے پوشیدہ راز اٹھانا شروع کر دے وہ اپنے پوشیدہ راز بھی کھول بیٹھتا ہے اور بسا اوقات انسان کی اپنی ہی پوشیدہ بات انسان کے لئے بڑی مصیبت کھڑی کر دیتی ہے جبکہ وہ دوسروں کی ٹوہ میں لگا ہوتا ہے اس مسلمان کو کیسے اچھا سمجھا جاسکتا ہے جو کسی دوسرے مسلمان پر ایسی عیب جوئی کرے جو اس کے اپنے اندر بھی ہو۔



اس پر مستنصر بن بلال نے اشعار کہے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے

لا تلبس من مساوی الناس ماستروا    فیہتک الناس سترًا من مساویکا  
(ترجمہ) ”لوگوں کی ان برائیوں کو مت تلاش کر جن کو انہوں نے  
چھپا رکھا ہے ورنہ لوگ بھی تمہاری چھپی برائیاں کھول دیں گے۔“

واذکر محاسن ما فیہم اذا ذکرنا    ولا تعب أحدًا عیبا بما فیہا  
(ترجمہ) ”اور لوگوں کی وہ اچھائیاں بیان کرو جو ان میں ہیں اور  
لوگوں پر وہ عیب نہ لگاؤ جو تم میں بھی ہیں۔“

☆☆☆



## باب (۲۱)

## ﴿عقلمند کے لئے حرص سے بچنے کی ترغیب﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے اور اس میں دو چیزیں جو ان ہوتی رہتی ہیں، لالچ اور حسد۔“

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں رغبت اور حرص ودلیعت فرمائی ہے تاکہ یہ ویران و برباد نہ ہو جائے اس لئے کہ یہ نیک لوگوں کی جگہ اور متقی لوگوں کے لئے کمانے کی جگہ ہے اور مومنین اس میں اپنے لئے اخروی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور صالحین اس میں اپنے لئے غلہ حاصل کرتے ہیں، لہذا اگر لوگوں کی رغبت اور طمع دنیا سے ختم ہو جائے تو یہ برباد ہو کر رہ جائے گی اور انسان اپنے فرائض ادا کرنے کے لئے کوئی مدد و معاون نہیں پائے گا چہ جائیکہ وہ اپنے لئے آخرت کی ذخیرہ اندوزی کر کے نفع اٹھائے البتہ دنیا کی حرص بہت زیادہ کرنا قابل مذمت ہے جیسا کہ علی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار میں ذکر کیا ہے۔

لیس عندی الا الرضا بقضاء اللہ فیما أحببتہ او کرہتہ

(ترجمہ) ”میرے نزدیک اللہ کے فیصلے پر راضی رہنے کے سوا

کچھ نہیں ہے چاہے وہ معاملہ مجھے پسند ہو یا ناپسند“

لو الی الامور اختار منها خیر ہالی عواقبا ما عرفته

(ترجمہ) ”اگر معاملات میرے اختیار پر ہوتے تو میں ان میں

سے وہی پسند کرتا جن کا انجام اچھا ہونا مجھے معلوم ہوتا۔“

ولوانی حرصت جہدی ان ادفع امر مقدرأ ما دفعته

(ترجمہ) ”اگر میں کسی تقدیری فیصلے کو ٹالنے میں بہت زیادہ

حریص ہوتا تو میں فیصلہ ٹال نہیں سکتا تھا۔“



فأرى أن أرد ذاك الی من عنده علم کل ما قد جهلته  
 (ترجمہ) ”لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ اس کی طرف لوٹا دوں  
 جسے ہر اس بات کا علم ہے جو مجھے نہیں معلوم۔“

لا یلحّ چھوڑ دینا سخاوت سے بہتر ہے

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس  
 سے مستغنی ہو جانا اس سخاوت سے بدرجہا بہتر ہے کہ مال خرچ کر کے سخاوت کی جائے  
 اور قناعت کا طرہ امتیاز ہونا خوب خرچ کرنے کے طرہ سے بہتر ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر چند اشعار کہے ہیں۔

قدر التَّوَكُّلِ واقع حیث یقضى وروده

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کا فیصلہ واقع ہونے والا ہے جہاں بھی اس کے

نازل ہونے کا فیصلہ ہو چکا

قد مضى فیک حکمہ وانقضی ما یریدہ

(ترجمہ) ”میرے بارے میں اس کا حکم جاری ہو چکا اور وہ جو

چاہتا تھا ہو چکا“

واخبر الحرص حرصہ لیس مما یریدہ

(ترجمہ) ”حرص کی حرص زیادہ کرنے والی (مال بڑھانے والی

چیز نہیں ہے)“

فأرد ما یکون اذ لم یکن ما یریدہ

(ترجمہ) ”اس لئے جب وہ کام نہ ہو جو تو چاہتا تھا تو جو ہو گیا اس“

کا ارادہ کر لے۔“

لا یلحّ کے نقصانات

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، دنیا میں سب سے زیادہ مستغنی آدمی



وہ ہے جو لالچ کا غلام نہ ہو، اور مسکین وہ ہے جس پر لالچ کی بیماری مسلط ہو، کیونکہ لالچ موجودہ چیزوں کو ضائع کرنے کا سبب ہے اور حرص محرومیت کا سبب ہے جیسے کہ خوف قتل کا سبب ہے طمع ایک ایسی مذموم صفت ہے کہ قیامت کے دن بھی حساب و کتاب کے وقت دیر تک جمع کئے گئے مال کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی لہذا عقلمند آدمی کے لئے مناسب ہے کہ وہ لالچ کی زیادتی سے بچے۔

ہمارے ایک ساتھی یہ شعر بہت زیادہ پڑھتے تھے۔  
 تجانب الحرص ودع عنک الحسد ففیہا الذل واتعاب الجسد  
 (ترجمہ) ”لالچ سے مکمل اجتناب کر اور خود سے حسد کو دور کر دے  
 اس لئے کہ ان دونوں میں ذلت اور جسم کی تھکاوٹ ہے۔“

لالچ بری بلا ہے

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لالچ ایسی بیماری ہے کہ جو رزق تنگ کر دیتی ہے۔ اور اس کا سب سے ہلکا نقصان یہ ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے وہ اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور اپنے آپ کو ان چیزوں کی طلب میں تھکا تارہتا ہے جن کے بارے میں وہ بھی نہ جانتا ہو کہ ان کو حاصل بھی کر پائے گا یا پہلے ہی موت آ جائے گی، اگر لالچی آدمی اپنی اس حرکت سے باز آ جائے اور اللہ پر توکل کرے تو خالق ارض و سماء اسے وہ بھی عطا فرمادیں جس کی اس نے کوشش بھی نہ کی ہو ورنہ لالچ کی صورت میں کبھی کوشش کے باوجود بھی وہ چیز نہیں ملتی۔

حضرت محمد بن عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار ہیں۔

وارض من العیش فی الدنیا بأیسرہ ولا ترومنّ ما إن رمتہ صعبا

(ترجمہ) ”تو اس دنیا میں گزاریے کے لائق زندگی پر بھی راضی

ہو جا اور ان چیزوں کی ہرگز خواہش نہ کر جن کا حصول تیرے لئے

مشکل ہے۔“

إن الغنى هو الراضی بعیشہ لا من یظل علی مافات مکتسبا



(ترجمہ) ”جو اپنی زندگی سے راضی ہے سب سے زیادہ مالدار ہے وہ آدمی نہیں جو کھوجانے والی چیزوں کی تلاش میں رہے۔“

### تقدیر کی مختصر تشریح

حضرت ابو عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگ تقدیر کے مسئلے پر بحث مباحثہ کرنے لگے پھر وہ فیصلہ کے لئے ایک عالم کے پاس گئے اور کہا کہ ہمیں تقدیر کے متعلق بتائیے لیکن مختصر انداز میں سمجھا دیجیے تاکہ عام لوگ بھی سمجھ سکیں تو اس عالم نے نہایت ہی مختصر الفاظ میں بیان کیا اور کہا عقلمند آدمی کا محروم رہنا اور جاہل کا کسی چیز کو پالینا یہ تقدیر ہے۔<sup>۱</sup>

حضرت ابوالعاصیہ رحمۃ اللہ علیہ نے چند اشعار کہے

قد شاب راسی وراس الحوص لم يشب ان الحريص على الدنيا لفي تعب  
(ترجمہ) ”میرے سر کے بال سفید ہو گئے اور لالچ کا سر بوڑھا نہ  
ہوا بیشک دنیا کا حریص ہمیشہ مشکل میں رہتا ہے۔“

مالی ارانی اذا حاولت منزلة فنلتها طمعت نفسی الی رتب  
(ترجمہ) ”مجھے کیا ہو گیا میں دیکھ رہا ہوں کہ جب میں کوئی مرتبہ  
پانے کی کوشش کروں اسے پالیتا ہوں تو میرا نفس دوسرے مرتبوں  
کی لالچ کرتا ہے۔“

۱۔ تقدیر اللہ تعالیٰ کا راز ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس تقدیر پر بات ہونے لگے تو رک جاؤ۔  
(حدیث صحیح)



## باب (۲۲)

## ﴿حسد اور بغض کی ممانعت کا بیان﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے متعلق بغض نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے قطع تعلقی کرو اور تم اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بن کر بھائی بھائی بن جاؤ۔

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عقلمند آدمی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر حال میں حسد سے اجتناب کرے کیونکہ حسد کی سب سے خسیس خصلت یہ ہے کہ اس بیماری والا آدمی اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی نہیں رہتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جو فیصلہ فرمایا ہو اس کے برخلاف ہی سوچتا رہتا ہے پھر وہ اپنے مسلمان بھائی پر کی گئی نعمت کے زوال کا متمنی رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی روح کو اس وقت تک چین نہیں ملتا جب تک اپنے بھائی سے وہ نعمت چھینے ہوئے نہیں دیکھ لیتا۔ کاش کہ تقدیر کے فیصلے حاسدین کے جلنے پر ان کی مساعدت کرتے! ایسا ہو نہیں سکا۔

حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کو عرش کے پاس دیکھا تو انہیں اس پر رشک آنے لگا تو انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا تو ان سے کہا گیا کیا میں آپ کو اس کے عمل کے متعلق نہ کچھ بتا دوں؟ فرمایا کہ یہ ایسا آدمی ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنے فضل و کرم سے عنایت فرما رکھا ہے اس پر حسد نہیں کرتا اور نہ ہی اپنے والدین پر ظلم کرتا تھا۔ تو انہوں نے پوچھا والدین پر ظلم کیسے کرے گا؟ تو بتایا گیا کہ وہ اچھے بدلے کا ان کے لئے خواہاں رہتا تھا تا آنکہ انہیں گالی نہ دی جائے اور وہ چغلی خوری نہیں کیا کرتا تھا۔

مجھے بلال انصاری نے یہ اشعار بنائے۔

عین الحسود علیک الدھر حارسة تبدی مساویک والاحسان یخفیہا



(ترجمہ) ”حسد کرنے والوں کی آنکھیں ہمیشہ تجھ پر رہیں گی،

تیری برائیاں ظاہر کریں گی اور تیری نیکیاں انہیں چھپائیں گی۔“

فاحذر حراستها واحذر تکشفها وکن علی قدر ماتو لیک تولیها

(ترجمہ) ”لہذا ان کی نگہبانی سے اور برائیوں کے کھلنے سے ڈر،

اور جتنا تجھ کو ملے اتنا ہی تو بھی دے اس مقدار پر رہ۔“

### حسد کرنے والے ہمیشہ ہوتے ہیں

حضرت کعب بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا جن کسی کے پاس بھی خوشحالی پائی جائے گی اس پر حسد کرنے والے بھی پائے

جائیں گے اور اگر صاحب ثروت کو کچھ طاقت اپنے عیوب چھپانے پر ہو تو پردہ پوشی بھی

پائی جائے گی اور ایسی بات کوئی نقصان نہیں دیتی جس کا کوئی مخاطب نہ ہو۔

مجھے علی بن محمد بسامی نے یہ اشعار سنائے۔

حسدوا الفتی اذالم ینالو واسعیه فالقوم اندادلیہ وخصوم

(ترجمہ) ”لوگ جب کسی نوجوان کی محنت کو پا نہیں سکتے تو اس

سے حسد کرتے ہیں چنانچہ کچھ لوگ اس کے مثل اور کچھ لوگ

جھگڑنے والے ہوتے ہیں۔“

کضرائر الحسناء قلن لوجھها حسدا وبغیانہ لذمیم

(ترجمہ) ”جیسے حسین عورت کی سونئیں اس کے چہرے کے لئے

حسد اور دشمنی میں کہتی ہیں کہ یہ چہرہ برا ہے۔“

وتری الیب محسدا لم یجتلب شتم الرجال وعرضه مشنوم

(ترجمہ) ”تو عقلمند شخص کو دیکھے گا کہ اس کی عزت پر کچھ اچھالے

جانے کے باوجود وہ گالیاں کھانے والے کام نہیں کرتا۔“



## میں کسی سے حسد کیوں کروں؟

تابعی جلیل حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی پر بھی دنیا کے متعلق حسد نہیں کیا، اس لئے کہ اگر وہ اہل جنت میں ہے تو میری کیا مجال کہ میں اس پر دنیا کی کسی چیز کی وجہ سے حسد کروں جبکہ وہ جنت میں جائے گا اور اگر وہ دوزخیوں میں سے ہے تو میں اس پر کیوں حسد کروں جبکہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

## حسد کی آگ کبھی نہیں بجھتی

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حسد برے لوگوں کی عادت ہے اور اس کو چھوڑ دینا اچھے لوگوں کا خاصہ ہے اور فرمایا کہ ہر جلانے والی چیز کے لئے بجھانے کا کوئی نہ کوئی نظام ضرور ہے البتہ حسد کی آگ ایسی ہے جو کبھی نہیں بجھ سکتی۔

اور حسد کی وجہ سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور یہ برائی کی اصل جڑ ہے۔ جس نے اپنے دل میں بغض کو رکھا اس کے دل میں ایسا برا پودا اگتا ہے جس کا ذائقہ نہایت ہی کڑوا ہوتا ہے جس کی نشوونما غضب سے ہوتی رہتی ہے جس کی انتہا ندامت پر ہوتی ہے۔

## حسد کی حقیقت

حسد ایک ایسی چیز کا نام ہے جس کی ابتداء دوسرے کے پاس نعمت کے زوال کی تمنا سے ہوتی ہے۔ البتہ جو اپنے مسلمان بھائی میں کوئی بھلائی کی بات دیکھے اور پھر یہ تمنا کرے کہ کاش اس جیسی بھلائی کی توفیق اس کو بھی مل جائے یا وہ بھی ایسی چیز پالنے میں کامیاب ہو جائے تو ایسا آدمی زوال نعمت کی تمنا کرنے والا شمار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی یہ حسد کے زمرے میں آتا ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔

ایک بات قابل توجہ ضرور ہے کہ حسد تو ایسی بیماری ہے کہ اس سے بہت کم ہی کوئی بچ پاتا ہے البتہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی عظمت سامنے رکھتے ہیں وہ محفوظ رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ جب بھی اپنی نعمت کسی کو عطا



کرتے ہیں تو حسد کرنے والے اس سے برے بدلے کی تمنا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت داؤد بن علی رحمۃ اللہ علیہ یہ اشعار بکثرت پڑھا کرتے تھے۔

انسی نشأت وحسادی ذو وعدد یناذالمعارج لاتنقص لہم عددًا

(ترجمہ) ”میں اس حال میں پلا بڑھا ہوں کہ مجھ سے حسد کرنے

والے بہت ہیں اے بلند یوں کے مالک، ان کی تعداد کم مت

کرنا۔“

ان یحسدونی علی ماکان من حسن فمثل خلقی فیہم جزلی حسدًا

(ترجمہ) ”اگر وہ میری کسی اچھائی پر حسد کرتے ہیں تو میری اس

صفت کے مثل ان میں حسد آتا ہے۔“

ابوجعفر منصور نے ایک مرتبہ حضرت سفیان بن معاویہ سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ

لوگ آپ کی آمد کی وجہ سے جوق در جوق مدینہ کو چلے آ رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا۔

”اے امیر المومنین۔“

ان العرانیین تلقاہا محسدة ولن تری للناس حسدًا

(ترجمہ) ”بیشک خود دار اور با عزت لوگوں کے حاسدین ہوتے

ہیں اور کمینوں کے حاسد ہرگز نہیں دیکھیں گے۔“

### حاسدین سے بچنے کا طریقہ

حسد کرنے والے سے بچنے کا موثر ترین طریقہ یہ ہے کہ اس سے حتی الوسع

دور رہا جائے اس لئے کہ جب تک اس کے قریب رہے گا اس کے حسد میں اضافہ ہوتا

رہے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے بدگمانی کرتا رہے گا جس سے اس کے حسد میں اضافہ ہی

ہوگا، عقلمند وہ ہے جو حسد کو ختم کرنے کے درپے رہے اور اس کے لئے سب سے نفع بخش

دوا حاسد سے دور رہنا ہے کیونکہ حسد کرنے والا آپ سے حسد اس لئے نہیں کرتا کہ آپ

میں کوئی برائی ہے یا آپ سے کہیں خدانخواستہ خیانت کا اظہار ہوا ہے بلکہ وہ حسد اس

لئے کر رہا ہے کہ اس کے اندر رضا بالقضاء کی متضاد صفت موجود ہے جیسا کہ شاعر عتی



نے بڑے خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے۔  
 أفكر منا ذنبی الیک فلا أری لنفسی جرما غیر أنک حاسد  
 (ترجمہ) ”میں نے بہت غور کیا کہ میں نے تیرے حق میں کیا  
 گناہ کیا ہے مگر کوئی جرم نہیں پایا سوائے اس کے کہ تو حاسد ہے۔“

### حسد کب نقصان دیتا ہے

حضرت حماد حضرت حمید سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت  
 حسن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اے ابوسعید کیا مومن آدمی بھی کبھی حسد کرتا ہے؟ انہوں  
 نے فرمایا کہ تم حضرت یعقوب علیہ السلام کے واقعے کو بھول گئے ہو؟ جب ان کے  
 بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کیا تھا البتہ یہ طریقہ کار مفید ہے کہ حسد کو  
 چھپا کر رکھو اس سے تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا البتہ جب یہ دل سے تجاوز کرتے ہوئے  
 تمہاری زبان پر آئے گا اور پھر تمہارے ہاتھ وہ کام کر گزریں گے تو پھر سخت نقصان دہ  
 ثابت ہوگا، اس کیفیت سے بچتے رہنا ضروری ہے۔

### حاسد محسود کے لئے ہدایات

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے بھائی  
 کے لئے اگر کچھ حسد دل میں محسوس کرے تو اس کو چھپانے کی کوشش کرے اور دل میں  
 جو دوسوے پیدا ہوں ان کو چھوڑ دے۔ اکثر و بیشتر حسد معاصرین یا پھر ہم پلہ لوگوں میں  
 پایا جاتا ہے کیونکہ حصہ دار سے حصہ دار ہی حسد کرتا ہے جیسے وراثت میں محروم لوگ  
 دوسرے ورثہ سے حسد کرتے ہیں، اس دنیا میں اعلیٰ مرتبہ پر جو بھی فائز ہوتا ہے اس سے  
 حسد کرنے والے بھی ضرور ہی پائے جاتے ہیں اور حسد کرنے والا ایسے ہے جیسے کوئی  
 ضدی اور جھگڑالو ہو۔ ”عقل مند آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ کسی حاسد کو کسی مصیبت میں  
 اپنا حکم بنائے کیونکہ اس صورت میں وہ اس کے خلاف نہیں فیصلہ سنائے گا اگر اس نے  
 ارادہ کیا تو وہ دوسرے کے لئے ہی ارادہ کرے گا اگر محروم کرنا چاہا تو محسود کو محروم کرے گا



اگر کچھ دیا تو دوسرے کو دے گا اگر اعراض کرے گا تو محسود سے، اگر اٹھے گا تو اٹھے گا بھی محسود کے خلاف، کیونکہ محسود کا اس کے نزدیک اگر کوئی جرم ہے تو وہ محسود کے پاس موجود نعمت ہے جس کا وہ زوال چاہتا ہے، لہذا انسان کو چاہئے کہ ان بیان کردہ باتوں میں اپنے معاصرین و ہم پلہ و پڑوسیوں اور اپنے چچا زادوں سے بچتا رہے۔

### محبت کی پہچان

ایک آدمی نے شعیب بن شبہ سے کہا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ شعیب نے کہا تم نے سچ کہا، اس آدمی نے کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا کیونکہ تو نہ تو میرا پڑوسی ہے اور نہ ہی میرا چچا زاد بھائی ہے اس لئے میں نے تیری بات کی تصدیق کی ہے۔

### حسد ایک موزی بیماری ہے

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کی سب سے بڑی عادت حسد کرنا ہے کیونکہ یہ آدمی کو افسردہ خاطر بنا دیتا ہے جس سے غم پیدا ہوتا ہے۔ یہ ایسی بیماری ہے جس کا کوئی علاج بھی نہیں ہے، حاسد آدمی جب اپنے بھائی کے پاس نعمت دیکھتا ہے تو حیرانگی سے چونک جاتا ہے اور اگر اس کی کوئی لغزش دیکھتا ہے تو خوش ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں جو چیز چھپی ہوتی ہے وہ دلیل بن کر اس کے چہرے پر واضح ہو جاتی ہے۔ میں نے زندگی میں کوئی حاسد ایسا نہیں دیکھا جس نے کسی شخص کو صحیح سلامت چھوڑ دیا ہو۔

### حسد محرومی کا سبب ہے

حسد محرومی و نحوست کا سبب ہے۔ شیطان کو ذرا دیکھئے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا تو اس کا حسد خود اس کی محرومی کا سبب بنا جس کے نتیجے میں وہ ملعون ٹھہرا جبکہ اس سے پہلے اس کا مرتبہ کتنا بلند تھا۔ دنیا میں ہر ناراض کو راضی کرنا آدمی کے لئے آسان ہے الایہ کہ حسد کرنے والے کو راضی کرنا مشکل ہے کیونکہ وہ راضی ہی



اسی صورت میں ہوگا کہ آپ اپنے پاس موجود نعمت سے ہاتھ دھو بیٹھیں جس کی وجہ سے وہ حد کر رہا ہے۔

### چار غمگین افراد

ابن عائشہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بعض حکماء کا قول ہے چار قسم کے لوگ سخت غمگین رہتے ہیں ایک وہ آدمی جو سخت مہراج ہو دوسرا وہ آدمی جو حسد کرتا ہو۔ تیسرا وہ آدمی جو ارباء کے ساتھ رہتا ہو لیکن خود ادیب نہ ہو۔ چوتھا وہ آدمی جو حکیم ہو یعنی دانائی رکھتا ہو لیکن لوگوں کو حقارت سے دیکھتا ہو۔

### حق سے دور شخص

اسی طرح لوگوں میں دین حق سے دور اور اہل دین حق کی خیر خواہی سے دور وہ جاہل ہے جس نے گمراہی بھی گمراہ لوگوں ہی سے حاصل کی ہو اور اپنی قوم کا سردار بھی بسبب فضیلت ضلال کے بنا ہو۔ دنیا کی رنگینی ہی کو ہمیشہ محبوب رکھتا ہو اور اپنی اچھی امیدوں کو قریب دیکھتا ہو اور برے عواقب پر نظر نہ کرتا ہو۔ اس کا دل ایمان پر مطمئن نہ ہوتا ہو اور دوسرا وہ آدمی جو زاہد و عبادت گزاروں کے ساتھ رہا لیکن پھر اپنی حرص و نندیدگی کی وجہ سے حقیقتاً ان سے دور ہو گیا اور پھر دھوکہ بازی کیلئے ان سے آگیا ہو۔



## باب (۲۳)

## ﴿غصہ اور جلد بازی سے اجتناب کا بیان﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ سکھا دیں جس پر عمل کر کے میں جنت میں جا سکوں لیکن عمل مختصر ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا تم غصہ مت کیا کرو۔

حضرت ابو حاتم فرماتے ہیں لوگوں میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو جلدی بازی نہ کرتا ہو اور حاضر جوابی کے اعتبار سے بہتر وہ ہے جو غصہ میں نہ آتا ہو۔ جلدی غصہ آنا آدمی کی عقل کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے سوکھی لکڑی کو آگ کھا جائے کیونکہ جب غصہ آتا ہے تو عقل زائل ہو جاتی ہے پھر جو اچھا لگے کہہ جاتا ہے اور ایسا عمل کر جاتا ہے جو اس کو معیوب بنا دیتا ہے۔

## انجیل کی ایک آیت

حضرت وہیب سے منقول ہے انجیل میں لکھا ہے اے ابن آدم جب غصہ آئے مجھے یاد کیا کر پھر جب مجھے غصہ آئے گا تو میں تجھے یاد رکھوں گا۔ جب ہلاکت ہوگی تجھے ہلاک نہیں کروں گا اور جب تجھ پر ظلم ہوا تو انتقام نہ لیا کر، کیونکہ میری نصرت تیرے لئے سب سے بہتر ہے۔

ولم أرفضاً لِّمَّ الا بشیمة ولم أرفعقلاً صَحَّ الا علی الادب  
(ترجمہ) ”میں فضیلت کو بغیر خوبی کو مکمل نہیں سمجھتا۔ اور نہ ہی کسی کو عقل کے ادب پر آئے بغیر اسے صحیح سمجھتا ہوں۔“

ولم أرفی الاعداء حین اخبرتهم عدو العقل المرء اعدی من الغضب



(ترجمہ) ”اور جب دشمنوں کو آزماتا ہوں تو ان میں غصے سے زیادہ کسی کو عقل کا دشمن نہیں پاتا۔“

### جلدی غصہ آنا بے وقوفی کی علامت ہے

حضرت ابو حاتم فرماتے ہیں کہ جلدی غصہ ہونا بے وقوفی کی علامت ہے جیسا کہ غصہ سے اجتناب کرنا عقلمندوں کی خصوصیت ہے غصہ ندامت کا ختم ہے جس چیز کو آدمی غصہ کے بعد خراب کرتا ہے غصہ سے پہلے اس کی اصلاح پر زیادہ قادر ہوتا ہے۔

### اولیاء کا غصہ

حضرت بکار بن محمد فرماتے ہیں حضرت ابن عون رحمۃ اللہ علیہ غصہ نہیں کیا کرتے تھے اگر کوئی غصہ دلاتا بطور دعا فرمایا کرتے ”اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔“

حضرت ابو سعید فرماتے ہیں حضرت عون بن عبد اللہ جب اپنے غلام پر غصہ ہوتے تو فرماتے تمہیں کس چیز نے اپنے آقا جیسا بنا دیا کہ تم میری نافرمانی کرتے ہو اور میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہوں اور جب زیادہ غصہ آتا تو اپنے غلام سے فرماتے جاؤ تم اللہ کی رضا کیلئے تمہیں میں نے آزاد کر دیا۔

حضرت ابو حاتم فرماتے ہیں اچھے آدمی کیلئے ضروری ہے کہ جب کوئی ناپسندیدہ عمل دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے کی ہوئی اپنی نافرمانیوں کو بھی یاد کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کو بھی سامنے رکھے تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا اور ایسا نہ کرے کہ غصہ میں کوئی ایسا عمل کر بیٹھے جو عقلمندوں کے لئے نامناسب ہو اور پھر برداشت کرنے اور غصہ نہ کرنے پر آخرت میں ملنے والے اجر و ثواب کو بھی مد نظر رکھے۔

مجھے انصاری نے یہ اشعار سنائے

و کظمی الغیظ اولی من محاولتی غیظ العدو با ضراری بایمانی

(ترجمہ) ”میرا اپنے غصہ کو چھپا لینا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ

میں دشمن پر غصہ کر کے اپنے ایمان کا نقصان کروں۔“



لاخیر فنی الامر تردینی مغبتہ۔ یوم الحساب اذا مانص میزانی  
(ترجمہ) ”ایسے کام میں کوئی خیر نہیں جو مجھے یوم حساب میں برباد  
کر دے جب وہ میرے نامہ اعمال میں ہو۔“

### غصہ کو پی جانا غصہ کرنا نہیں کہلائے گا

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر غصہ میں سوائے اس کے مذمت  
کی خصلت نہ ہوتی کہ تمام حکماء کا اجماع ہے کہ غصہ والے آدمی کی کوئی رائے نہیں ہوتی،  
تو ہر حیلہ سے اس سے جدائی اختیار کر لی جاتی۔ غصہ والے کو کوئی بھی معذور نہیں سمجھتا  
اگرچہ طلاق اور عتاق (غلام آزاد کرنا) ہی کا معاملہ کیوں نہ ہو البتہ بعض فقہاء نے طلاق  
اور عتاق میں سکران (نشہ کی حالت) کو معذور سمجھا ہے۔ لوگوں کی فطرت میں غصہ و  
بردباری دونوں پائی جاتی ہیں، چنانچہ جس کو غصہ آئے اور پھر حلم کو غالب رکھتے ہوئے  
غصہ پی جائے تو یہ مذموم نہیں جب تک کہ وہ غصہ کی وجہ سے کسی ناپسندیدہ حرکت کا  
ارتکاب نہ کرے ایسی صورت میں اس سے جدائی اختیار کرنا ہی بہتر ہے۔ حضرت عطاء  
عبدالملک بن مروان سے نقل کرتے ہیں جب تک آدمی غصہ نہ ہو حلیم نہیں بن سکتا اور  
بردباری غصہ میں ہی پہچانی جاتی ہے۔



## باب (۲۴)

## ﴿لوگوں سے لالچ اور امید رکھنے کی ممانعت﴾

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے آکر آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جسے کر کے میں اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاؤں اور لوگوں میں بھی محبوب بن جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ کے محبوب بن جاؤ گے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مستغنی ہو جاؤ۔ لوگوں میں بھی محبوب بن جاؤ گے۔

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عقلمند آدمی کیلئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے احوال میں لالچ نہ کرے بلکہ مکمل طور پر دوسرے لوگوں سے بے نیاز ہو جائے کیونکہ یہ بات پہلے بھی کہی جا چکی ہے کہ جب آدمی لالچ کرتا ہے تو چیز کے موجود ہونے کی صورت میں بھی فقیر ہی ہوتا ہے تو جس چیز کے متعلق تردد ہو کہ ملے گی یا نہیں ملے گی۔ اس کے متعلق لالچ رکھنے میں تو اس سے بڑھ کر محتاج ہوگا۔

کسی نے خوب کہا ہے کہ

لأجعلن سبيل اليأس لى سبلا ماعشت منك ودارالهم اوطانا  
(میں تجھ سے بے نیازی کو اپنا شعار بناؤں گا جب تک میں زندہ ہوں اور غم کو اپنا وطن بناؤں گا۔)

والنصبر اجعلنه غرماً انال به فى الناس قربا وعند الله رضوانا  
(ترجمہ) ”اور صبر کو لازم رکھ کر اس کے ذریعے لوگوں میں قرب اور اللہ تعالیٰ کے ہاں خوشنودی حاصل کروں گا۔“

فالنفس قاعة والارض واسعة والدار جامعة مثنى ووحدا  
(ترجمہ) ”نفس قاعت پسند اور زمین وسیع ہے اور گھر کھلا کشادہ



ہے دو ہوں یا ایک.....“

## استغناء مالدارِی اور لالچ فقر ہے

حضرت سعد بن عمارہ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا لوگوں سے مستغنی ہو جاؤ یہ سب سے بڑھ کر مالدارِی کا شعار ہے اور لالچ سے بچتے رہنا اس سے بڑھ کر کوئی چیز فقیروں کے لئے والی نہیں۔

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سب سے بڑی اور اچھی صفت یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے مال میں لالچ کرنا چھوڑ دے کیونکہ لالچ کرنے والا آدمی کبھی بھی مالدار نہیں ہو سکتا اور جو شخص لالچ چھوڑ دے اس سے بڑھ کر کوئی اچھی چیز نہیں پاتا۔ لہذا خوشخبری ہے اس آدمی کیلئے جس نے تقویٰ اختیار کیا اور لالچ نہ کیا۔

چنانچہ جو آدمی شرافت کے اعلیٰ درجے پر رہنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ جو اس کے پاس نہیں اس طرف میلان بھی نہ رکھے کیونکہ لالچ فقر میں جھونک دیتا ہے جیسا کہ بے نیازی آدمی کو غنی بنا دیتی ہے تو جس شخص نے لالچ کیا وہ ذلیل و خوار ہو گیا اور جس نے قناعت اختیار کی وہ غنی ہو گیا۔

مجھے علی بن محمد بسامی نے یہ اشعار سنائے۔

فكنت لى أملاً دهرًا طال به فغيرته صروف الدهر أطوارا

(ترجمہ) ”ایک عرصہ تک میں ایک امید کا طالب رہا پھر زمانے

کے حوادث نے اسے تبدیل کر دیا“

صرفت باليأس عنه النفس فانصرفت فلما أبالي أقام الدهر أوسار

(ترجمہ) ”میں نے اپنے نفس کو اس سے ناامیدی کے ساتھ

پھیرا، تو وہ پھر گیا۔ اب مجھے پرواہ نہیں کہ زمانہ چلے یا رک

جائے۔“



## ابوالاسود الدہلی کا طرز

حضرت محمد بن ہانی طائی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوالاسود الدہلی نے اپنے پڑوسی کو پیغام بھیجا کہ مجھے کچھ ادھار رقم چاہئے۔ اس پڑوسی نے حیلے بہانے کر کے ٹال دیا اور ادھار رقم نہ دی جبکہ ابوالاسود اس سے بہت اچھا گمان رکھتے تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا تو انہوں نے اس کے متعلق یہ اشعار کہے۔

لا تشعرون النفس يأساً، فانما يعيش بجد عاجز وجليد  
(ترجمہ) ”اے نفس مایوسی محسوس مت کرنا اس لئے کہ عاجز اور طاقتور دونوں محنت سے جیتے ہیں۔“

لا تطمعن في مال جار لقربه فكل قريب لا ينال بعيد  
(ترجمہ) ”اور پڑوسی کے مال میں اس کے قریب کی وجہ سے ہرگز طمع نہ کرنا کیونکہ ہر قریب شخص دور ہے ہاتھ نہیں آتا۔“

وفوض الى الله الامور فانما يسرّوح بارزاق العباد حدود  
(ترجمہ) ”اور معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے کیونکہ بندوں کا رزق ان کا نصیب لئے پھرتا ہے۔“

حضرت مردوی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن سہاک رحمۃ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی سے امید لگا کر رکھنا۔ ایک رسی کی مانند ہے جو تیرے دل میں باندھ دی جائے۔ جس سے تیرے پاؤں بھی بندھ جائیں گے پس تو اپنے دل سے امید ختم کر ڈال تا کہ تیرے پاؤں بھی آزاد ہو جائیں۔

## لا لچ ایک گرہ ہے

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی کے مال میں طمع رکھنا، دل میں لگی ہوئی ایک گرہ کی طرح ہے جس کے دوسرے ہوں ایک سرپاؤں میں ہو، اور دوسرا



سرا زباناں پر ہو لہذا جب تک یہ گرہ دل میں پڑی رہے گی تب تک پاؤں اور زبان دونوں چیزیں بندھی رہیں گی۔ جب یہ لالچ کی گرہ دل سے نکال دی جائے تو زبان اور پاؤں دونوں آزاد ہو جاتے ہیں پھر انسان اپنی مرضی سے جو کوشش چاہتا ہے کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے۔

عقل مند شخص وہ ہے جو اپنے دوستوں سے لالچ نہ رکھے کیونکہ یہ ذلت کا سبب ہے اور دشمنوں سے بالکل ناامید رہے، یہی نجات کی کنجی ہے اور ناامیدی رکھنا دوسروں کے مال سے سکون و اطمینان حاصل کرنے کی اصل ہے، جیسا کہ لالچ رکھنا قلق و اضطراب کی اصل ہے۔ کتنے ہی لالچی ہیں جو ذلیل و خوار ہوتے ہیں اور پھر مطلوب بھی حاصل نہیں کر پاتے اور کتنے ہی مستغنی ہیں جو سکون و راحت پاتے ہیں اور اپنی امیدوں کو بھی پالیتے ہیں۔

### لوگوں سے امید نہ رکھنا عزت ہے

معاویہ بن عمار سے مروی ہے کہ ابو جعفر کا قول ہے کہ لوگوں کے ہاتھ (ملکیت) میں موجود مال سے ناامیدی رکھنا عزت ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا تم نے حاتم طائی کا یہ شعر نہیں سنا۔

إذا ما عزمتم اليأس الفيتة الغنى إذا عرفته النفس والطمع الفقر

(ترجمہ) ”جب تم ناامیدی (دوسرے سے کوئی امید نہ رکھنا) کا

عزم کر لو گے تو اسے مال داری پاؤ گے جب کہ نفس اس کو پہچان

لے۔ اور لالچ فقر ہے۔“

اور پھر حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اشعار کہے۔

يا ايها المتعب بذل السؤال وطالب الحاجات من ذي النوال

(ترجمہ) ”اے سوال کی ذلت سے تھک جانے والے اور اپنی

ضرورتوں کو عطا کرنے والوں سے مانگنے والے“

لا تحسن الموت موت البلى فانما الموت سوال الرجال



(ترجمہ) ”تو یہ گمان نہ کر کہ موت صرف بوسیدہ ہڈیوں کی صورت میں ہے حالانکہ موت مردوں کا مانگنا ہے۔“

کلاہما موت ولکن ذال اعظم من ذاک لذل السوال

(ترجمہ) ”یہ دونوں موت ہی ہیں لیکن مانگنے کی موت مانگنے کی ذلت کی وجہ سے زیادہ بڑی ہے۔“

بڑے مصائب

حضرت ابو حاتم فرماتے ہیں بڑے مصائب میں سے نا اہل قسم کے جانشین اور لوگوں سے سوال کرنا ہیں پھر لوگوں سے مانگنے کا تہیہ کر لینا آدھا بڑھاپا ہے۔ پھر سوچو اس آدمی کا کیا حال ہوگا جو ہر وقت لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلاتا پھرتا ہے، جس کو عزت نفس مانع ہو اس کے لئے یہ دنیا نہایت ہی ذلیل چیز ہے اور آدمی اس وقت تک نابغہ روزگار نہیں بن سکتا جب تک مال کے معاملے میں لوگوں سے بالکل مستغنی نہ ہو جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کی زیادتیوں سے بھی صرف نظر کرتا ہو، دوستوں سے سوال کرنا اکتاہٹ میں ڈال دیتا ہے۔

### سوال کرنا عطاء سے زیادہ بھاری ہے

حضرت عبداللہ بن سلیمان سے منقول ہے حضرت اٹم بن صفی نے فرمایا لوگوں سے سوال کرنا (اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو) زیادہ گراں ہے دینے سے اگرچہ زیادہ دیا جائے۔

حضرت ابو حاتم فرماتے ہیں عقلمند شخص کیلئے مناسب نہیں کہ ایسے آدمی کے سامنے سوال کی ذلت کا سامنا کرے جو اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہو اور سوال کو رد کرتا ہو۔ چنانچہ ایسے آدمی کے سامنے سوال کرنا کہاں سے روا ہوگا جو رد کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل کرتا ہو۔ اور اس کے مرتبہ کی عزت نہ کرتا ہو؟ ملاقات میں سب سے زیادہ سخت و شدید موت ہے لیکن اس سے بھی زیادہ سخت بغیر مانگنے لوگوں کی طرف محتاج ہونا ہے



مگر اس سے بھی زیادہ سخت سوال کرنا ہے۔ کیونکہ اگر مانگنا ضرورت پوری ہونے کے ساتھ ملا ہوا ہو تب بھی ذلت سے خالی نہیں اور اگر مانگنے سے ضرورت بھی پوری نہ ہو سکے تو اس میں دو ذلتیں ہیں، مانگنے کی ذلت اور منع کئے جانے کی ذلت۔  
امام اعظم حضرت معمر بن سوید سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا کسی آدمی کا اپنے مسلمان بھائی سے ضرورت کے لئے سوال کرنا اسے آزمائش میں ڈالنا ہے۔ اگر اس نے عنایت کر دی تو وہ اس کے علاوہ تعریف کرے گا جو اسے دیا ہے اور اگر منع کر دیا تو اس کے علاوہ مذمت کرے گا جو اس کو نہیں دیا۔

### عقل مند مانگتا نہیں

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگوں سے مانگنے میں ذلت کی خصلت کے سوا کچھ نہ ہوتا تب بھی عقل مند شخص کو اگر کوئی امر سوال کرنے پر مجبور کر دیتا تو وہ ریت پھانکتا اور گھٹلیاں چوس لیتا مگر لوگوں سے سوال نہ کرتا، البتہ جس پر یہ نوبت آ جائے کہ اسے لوگوں سے مانگنا پڑے تو وہ ایسے لوگوں سے سوال کرے جن کے متعلق جانتا ہو کہ وہ اس کی ضرورت پوری کر دیں گے تو اس میں کوئی حرج نہیں جس طرح بغیر مانگنے کسی کے دینے میں کوئی حرج نہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے استغناء مانگے اس کو اللہ مستغنی کر دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق قوی رکھے اللہ تعالیٰ اس کو فقیر نہیں کرتے جیسا کہ جو شخص لوگوں سے تقویت چاہتا ہے ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

ہشام بن یوسف کہتے ہیں کہ ابو معاویہ (جو کعب بن مالک کی اولاد میں سے تھے) کہتے ہیں کہ تم نے مجھے دیکھا ہے کہ میں کنوئیں سے ڈول بھر کر صبح و شام اپنے پیٹ پر رکھ کر محنت کرتا (اور کماتا ہوں) میں نے عرض کیا کہ آپ بہت محنت کرتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے لوگوں کے ہاتھوں اور پتھروں سے دراہم مانگے تو پتھروں سے مانگنا زیادہ آسان لگا۔ (یعنی کنوئیں کے پتھر اور پھرتا لاہوں میں بھرنا۔ اسے پتھروں سے مانگنے سے تعبیر کیا)



## باب (۲۵)

## ﴿مانگنے کی کراہیت اور اس سے بچنے کا بیان﴾

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے کوئی ایک رسی لیکر جنگل میں جائے اور لکڑیاں جمع کر کے گٹھڑی لائے اور فروخت کر دے یہ اس کیلئے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کر کے مانگے پھر لوگ اس کو چاہیں تو دے دیں یا منع کر دیں۔“

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عقلمند آدمی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے تمام احوال میں لوگوں سے سوال کرنے سے پرہیز کرے اور لوگوں سے تعرض کرنا ترک کر دے کیونکہ لوگوں سے سوال کرنا خود آدمی کو ذلیل بنا دیتا اور اسے اس کے مرتبہ سے گرا دیتا ہے، لوگوں سے سوال نہ کرنے کا عزم انسان کو عزت دار بنا دیتا ہے اور اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ بن طریف فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ ایک آدمی سے ضرورت پڑی میرے دل سے خود داری نے اس شخص سے ضرورت پوری کروانے کے خیال کو نکال پھینکا لہذا میری خود داری میرے دل میں لوٹ آئی۔

علی بن جم کہتے ہیں کہ

ہی النفس ما حملتها تحمل وللدھر ایام تجنور وتعذر  
(ترجمہ) ”یہ نفس ہے اسے جس چیز کا خوگر بناؤ گے اسی کا قتل کرے گا اور زمانے کے ایام ظلم بھی کرتے اور انصاف بھی کرتے ہیں۔“

وعاقبة الصبر الجمیل جمیلہ وافضل اخلاق الرجال التفضل  
(ترجمہ) ”اچھے صبر کا انجام بھی اچھا ہے اور لوگوں کے بہترین اخلاق کرم نوازی ہیں۔“



فلا عار ان زالت عن الحر نعمة ولكن عاراً ان يزول التحمل  
(ترجمہ) ”اگر آزاد شخص سے نعمت زائل ہو جائے تو کوئی عار نہیں  
لیکن حسن اخلاق کا ختم ہو جانا عار ہے۔“

## مانگنے کی ذلت

امام شعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو آدمی  
لوگوں سے سوال کر کے مانگتا ہوتا کہ مالدار بن جائے تو وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص آگ کا  
انکارہ لقمہ بنا کر نگلنا چاہے پس جو چاہے کہ کم کرے جو چاہے زیادہ کرے (اگر آگ کا  
لقمہ نگلنا ہے)

حضرت قتادہ مطرف بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت حکیم بن قیس  
نے اپنے والد کی وصیت نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ ”اے بیٹا لوگوں سے سوال کرنے  
سے بچتے رہنا کیونکہ یہ کسب کا آخری درجہ ہے۔ حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے  
ہیں کہ عقلمند شخص لوگوں سے سوال نہیں کرتا کہ لوگ اس کو رد کر دیں۔ اور نہ ہی چٹ کر  
مانگتا ہے کہ محروم کر دیا جائے بلکہ وہ عزت و شرف کی زندگی کو اختیار کر کے رہتا ہے۔  
جو کام ہو گزرے اس کے درپے نہیں رہتا بلکہ آنے والے وقت کیلئے بہتر سوچتا ہے  
کیونکہ کسی ضرورت کا پورا نہ کرنا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ نااہل لوگوں سے سوال کیا  
جائے۔ کیونکہ جو مستحق نہ ہوتے ہوئے بھی سوال کرے اس کا مرتبہ دو درجے کم ہو جاتا  
ہے اور جس سے سوال کیا جائے وہ بلند ہو جاتا ہے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ نے اپنے بھتیجے سے ایک مرتبہ فرمایا بیٹا تمہیں مجھ  
سے جس چیز کی ضرورت ہو وہ ایک رقعہ میں لکھ کر مجھے بھیج دیا کرو کیونکہ میں آپ کا چہرہ  
سوال کی ذلت سے ہمیشہ محفوظ ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔



## باب (۲۶)

## ﴿قناعت اختیار کرنے کی ترغیب﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مجھے کندھے سے پکڑ کر فرمایا ”تو دنیا میں ایسے ہو جا جیسے کوئی اجنبی ہو یا راستہ عبور کرنے والا ہو۔“ حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اجنبی یا مسافر بن کر رہنے کا حکم دیا ہے یہ ایسا ہے کہ گویا آپ ﷺ نے ان کو اس دنیا میں قناعت کی زندگی گزارنے کا حکم دیا ہو یہ اس لئے ہے کہ اجنبی اور مسافر دوسری جگہ پر مالدارى اور مستقل رہنا نہیں چاہتے بلکہ وہ تھوڑے بہت گزارے کے بقدر ہی سامان کرتے ہیں۔

حضرت عتبہ بن سالم الائم سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جو آدمی ختم ہونے والی چیز کی پروا نہ کرے وہ اپنے آپ کو استراحت دیتا ہے اور جو تھوڑے پر راضی رہے اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہتی ہیں۔ مجھے ابن زنجی بغدادی نے یہ اشعار سنائے۔

اقول للنفس صبرا عندنا بة ففسر يومك موصول بيسر عند

(ترجمہ) ”جب میں مصیبت کے وقت اپنے نفس کو تسلی کے لئے

کہتا ہوں کہ تیری آج کی مشکل کل کی آسانی سے ٹلی ہوئی ہے۔“

ماسرني أن نفسي غير قانعة وان اذاق هذا الخلق تحت يدي

(ترجمہ) ”مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ میرا نفس قناعت پسند

نہیں اور یہ کہ میرے ہاتھ میں اس ساری مخلوق کا رزق ہو۔“

حضرت قاسم بن عبد الرحمن اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا چار چیزوں کا معاملہ طے ہو چکا ہے۔ (۱) پیدائش (۲)



اخلاق (۳) رزق (۴) موت۔ اور ان میں سے کوئی چیز دوسری سے زیادہ حاصل ہونے والی نہیں۔

### قناعت اللہ کی عنایت ہے

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی عنایات میں سے اپنے بندوں پر ایک بڑی عنایت قناعت پسندی ہے اور رضا بالقضاء اور خدا کی تقسیم پر اعتماد سے بڑھ کر کوئی چیز آدمی کو راحت بخشنے والی نہیں۔ اگر قناعت میں اس کے سوا کوئی اچھی خصلت نہ ہوتی کہ اس میں آرام اور زیادہ رزق کے حصول کے لئے بری جگہوں میں داخل نہ ہونا مضر ہے تو بھی عقلمند کے لئے ضروری ہوتا کہ وہ کسی بھی حال میں قناعت کو نہ چھوڑے۔

محمد بن حمید اکاف کا قول ہے۔

تقنع بالكفاف تعش رخيا ولا تبغ الفضول من الكفاف  
ففي خبز القفار بغير آدم وفي ماء الفرات غنى وكاف

(ترجمہ) ”گزارے کی مقدار پر قناعت کر مزے سے جیئے گا اور

گزارے کی مقدار سے زیادہ کی طلب نہ کر کیونکہ بغیر سالن کے

سکھی روٹی اور فرات کے پانی میں مالداری اور گزارہ ہے۔“

حضرت محمد بن المنکدر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ قناعت پسندی ایسا مال ہے جو کبھی بھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔

رایت الغنی والفقير حظین قسما فاحرم مختال وذوالعی کاسب

(ترجمہ) ”میں نے دیکھا کہ مالدار اور فقیر تقسیم کے دو حصے ہیں

لہذا ترکیب کرنے والا محروم رہتا اور مخمر والا کما جاتا ہے۔“

هذا ملح دائب غیر رابح وهذا مریح رابح غیر دائب

(ترجمہ) ”یہ خوب محنت کرنے والا ہے جسے نفع نہیں ملا اور یہ

آرام کرنے والا نفع اٹھانے والا ہے جو محنت نہیں کرتا۔“



## قناعت سخاوت سے بہتر ہے

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قناعت کی مروت اختیار کرنا عطا کرنے کی مروت سے بہتر ہے۔ حضرت ابو حاتم فرماتے ہیں قناعت دل میں ہوتی ہے جس کا دل غنی ہو اس کے ہاتھ بھی غنی ہو جائیں گے۔ جس کا دل فقیر ہو اس کو مال داری سے کوئی فائدہ نہیں مل سکتا۔ جو قناعت پسند ہوگا وہ بھی مضطرب نہ ہوگا بلکہ اس کی زندگی پر سکون ہوگی اور جو قناعت پسند نہیں ہوگا اس کے ہاتھ سے جانے والی چیزوں کی کوئی نہایت نہیں ہوگی۔ ملنا اور محروم رہ جانا یہ دونوں حالتیں لوگوں میں جاری رہتی ہیں۔

حضرت ابن الدینی فرماتے ہیں ضرورت میں صبر کرنا اور فاقہ میں سوال نہ کرنا اور مستغنی رہنا عطا کرنے سے زیادہ اچھا ہے۔

ابن عائشہ کے اشعار ہیں۔

غنی النفس یغنی النفس حتی یعفھا    وان مسہا حتی بہا یضر الفقر  
(ترجمہ) ”نفس کا غنی ہونا انسان کو غنی کر دیتا ہے حتیٰ کہ اسے سوال

سے بچاتا ہے اگرچہ اسے ضرورت ہو اور فقر نقصان دہ ہو۔“

وما شدۃ فاصبر لہا ان لقیثھا    بدائمۃ الا سیتبعھا یبسر

(ترجمہ) ”اگر تم پر کوئی مصیبت آئے تو ہمیشہ صبر سے کام لو کیونکہ

اس کے بعد آسانی ہی آتی ہے۔“

محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سفیان بن عیینہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان کے ہاں فضل بن ربیع رحمہ اللہ کا تذکرہ ہوا اور ان جیسے دوسرے نام بھی ذکر کئے گئے تو حضرت نے یہ اشعار کہے۔

کم من قوی قوی فی قلبہ    مہذب الرای عنہ الرزق منحرف

(ترجمہ) ”کتنے ہی طاقتور ایسے ہیں جو احوال کے اعتبار سے قوت

والے بہترین رائے کے مالک ہیں ان سے رزق دور ہے۔“

ومن ضعیف ضعیف العقل مختلط    کانه من خلیج البحر یغترف



(ترجمہ) ”اور کتنے ہی کمزور لوگ جو عقل کے کمزور اور غلط ہیں وہ

ایسے ہیں گویا سمندر کی نہر سے چلو بھرتے ہوں۔“

## قناعت کے برخلاف چلنے والے کی مثال

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس آدمی کا نفس قناعت پسندی پر راضی نہ ہو اور پھر اس کے ساتھ ساتھ کچھ مال و متاع لوگوں کے پاس دیکھ کر حسد بھی کرتا ہو تو یہ قناعت اور سخاوت نہیں بلکہ یہ عاجزی و محرومی کی علامت ہے ایسے آدمی کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو بوجھ ہلکا ہونے کی صورت میں تو اونچی جگہوں پر چڑھ جاتا ہو، اور جب مالک کو دوسرے طاقتور اور زیادہ اٹھانے والے گدھے کو ترجیح دیتا دیکھ کر رنجیدہ ہو جاتا ہو۔

پس قناعت پسندی سے آدمی کا دل اور جسم دونوں پرسکون رہتے ہیں اور برا آدمی دل اور جسم دونوں اعتبار سے اضطراب میں رہتا ہے، اچھا آدمی نفسیاتی اعتبار سے زیادہ صبر والا اور کمینہ آدمی جسمانی اعتبار سے زیادہ صبر والا ہوتا ہے۔

خلیل بن احمد نے مجھے یہ اشعار سنائے۔

ان لم یکن لک لحم کفاک خل و زیت ان لایکن ذا و هذا فکسرة و بیت

(ترجمہ) ”اگر تیرے کھانے کو گوشت نہ ہو تو تیرے لئے سر کہ اور

روغن کافی ہے اور اگر یہ بھی نہ ہوں تو روٹی کا ٹکڑا اور گھر کافی ہے۔“

تظل فیہ و تاوی حتی یجنک موت هذا لعمری کفاف فلا یفرک لیتا

(ترجمہ) ”جس میں تو رہے ٹھکانہ بنائے حتیٰ کہ تیری موت کا

وقت آجائے میری عمر کی قسم یہ گزارے کی مقدار ہے تجھے ”کاش“

دھوکہ میں نہ ڈالے۔“

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”فَلْنُحِیْثَہٗ

حَیْوۃً طَیْبَۃً“ کے بارے میں منقول ہے کہ اس سے مراد قناعت کی زندگی ہے۔

(سورۃ النحل آیت نمبر ۹۷)



## باب (۲۷)

## ﴿توکل اختیار کرنے کی ترغیب﴾

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام تقدیری معاملات کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پانچ سو سال پہلے مقرر فرمادیا۔

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عقلمند آدمی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ پر توکل اختیار کرے جس نے تمام مخلوق کے رزق کی کفالت اپنے ذمہ لے رکھی ہے کیونکہ توکل ہی ایمان کا نظام ہے اور توحید سے قریب تر ہے اور یہ فقر کو دور کر کے راحت پہنچانے کا سبب ہے جس کسی نے بھی اللہ تعالیٰ پر صحیح دل سے توکل کیا اس کو اپنے ہاتھ میں موجود مال سے زیادہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو کسی انسان کا محتاج نہیں بناتے اور اس کو ایسی جگہوں سے رزق عنایت فرماتے ہیں جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

منصور بن محمد کریزی نے مجھے یہ اشعار سنائے۔  
 توکل علی الرحمن فی کل حاجة اردت، فان اللہ ینقضى ويقدر  
 (ترجمہ) ”تو اپنی ہر ضرورت میں اللہ تعالیٰ پر توکل کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے فیصلہ کرنے والا اور قدرت رکھنے والا“  
 متى ما يرد ذو العرش امراً بعده ینصه وما لتبعد ما یتخیر  
 (ترجمہ) ”جب عرش والا اپنے بندے سے کسی امر کا ارادہ کر لیتا ہے وہ اسے پہنچتا ہے اور بندے کو اختیار نہیں ہوتا۔“  
 وقد یهلك الانسان من وجه امنه ینسجو باذن اللہ من حیث ینحذر  
 (ترجمہ) ”اور کبھی انسان محفوظ سمجھے جانے والے راستے سے



ہلاک ہو جاتا ہے اور کبھی جہاں سے ڈرتا ہے اللہ کے حکم سے

نجات پا جاتا ہے۔“

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے رزق آدمی کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت تلاش کرتی ہے۔

وانشد محمد العمی نے یہ شعر کہا ہے کہ

سل الحاجات من سید لیس له ستر ولا حاجب  
يعطى عطایاہ اذا شاء ہا من غیر توقیع الی کاتب  
(ترجمہ) ”اس آقا سے حاجات مانگ جس کا کوئی دربان یا پردہ  
اور آڑ نہیں۔“

وہ جب چاہتا ہے عطا یا دیتا ہے بغیر کسی کاتب کے لکھوائے  
ہوئے۔“

رزق مقرر ہے بندہ حرام چاہے تو حلال چاہے تو حلال ہو کر ملتا ہے

ریاح قیسی سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے انسانوں کے رزق پر  
مقرر ہیں وہ ان کے مراتب کے اعتبار سے رزق لئے پھرتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا جو بندہ اپنی توجہ اور ارادے کو ایک بنا لیتا ہے  
تو ہم آسمان و زمینوں اور انسانوں کو اس کے رزق کا ضامن بنا دیتے ہیں۔ اور جو بندہ اپنا  
رزق طلب کرتا ہے تو وہ جہاں سے حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اسے وہیں سے عطا کر  
دیتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنی کمائی کو انصاف سے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے  
رزق کو پاک کر دیتے ہیں اگر حرام کی طرف بڑھتا ہے تو وہ اس کی خواہشات سے پکڑ کر  
اس کی انتہا تک لے جاتے ہیں جہاں اس کی خواہش سے بڑھ کر کچھ نہیں پھر اس کے  
اور ساری دنیا کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں لہذا وہ شخص اپنا حلال و حرام اس درجہ سے  
اوپر حاصل نہیں کر پاتا جو اس کے لئے لکھ دیا گیا ہے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص جانتا ہے کہ وہ رزق سے فارغ ہو چکا ہے اور



وہ بزرگ و برتر جو اپنے بندوں پر ان کی ضرورت کے وقت اور کمائی کی محنت کرنے کے وقت بندوں کو ان کا پورا رزق دینے کا وعدہ پورا کرنے والا ہے، اور اس نے اس چیز کی ذمہ داری لی ہے جو اہل حزم کا کام نہیں سوائے یہ کہ ضمیر کی صحت اس کے گرد پلیٹ دی جائے۔ چنانچہ اگرچہ اہل حزم رزق کی خاطر محنت نہ کریں ان کا رزق انہیں ایسی جگہ سے ملے جہاں سے ان کا گمان تک نہ ہوگا۔

فصیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی رزق کے حصول کا اہتمام نہیں کیا۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس سبب کو جانے جس کے ذریعے ایک عاجز شخص بھی اپنی ضرورت پوری کر لیتا ہے اور یہ وہی سبب ہے جو سمجھدار شخص اور ہر اسے ملنے والے رزق کے درمیان حائل ہے۔

اس لئے عقلمند شخص کو اس کام یا چیز کے لئے پریشان نہیں ہونا چاہئے جو وہ چاہتا ہو مگر وہ چیز اسے ملنے والی یا وہ کام ہونے والا نہ ہو۔ اور نہ ہی ایسی چیز کے لئے جسے وہ چاہتا نہیں مگر وہ یقیناً ہونے والی ہو۔ اس دنیا میں جو ہونے والا ہے یا جو اسے ملنے والا ہے وہ بغیر مشقت کے اسے مل جائے گا اور جو مصیبت اس پر آنے والی ہے اسے یہ قوت سے دور کرنے کے بعد بھی دور نہیں کر سکے گا اور جو چیز نہیں ملنے والی اسے باوجود کوشش کے نہیں پاسکے گا جس طرح جو چیز ملنے والی ہے وہ کوشش نہ کرنے کے باوجود مل کے رہتی ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ینال الغنی من لیس یسعی الی الغنی      ویحرم من یسعی لہ ویلداوم

وما العجز یحرمہ ولا الحرص جالب      وما ہوا لا حظوۃ ومقاسم

(ترجمہ) ”مالداری کو وہ شخص پالیتا ہے جو اس کی کوشش نہیں کرتا

اور مسلسل کوشش کرنے والا محروم رہ جاتا ہے۔ رزق سے نہ تو عاجز

محروم کرتا ہے اور نہ ہی حرص کھینچ لاتی ہے رزق تو حصہ اور تقسیم کے



سوا کچھ نہیں ہے۔“  
عقی کے اشعار ہیں

ورزق الخلق مقسوم علیہم مقادیر بقدرہا الجلیل  
فلا ذومال یرزقہ بعقل ولا بمال تقسم العقول  
(ترجمہ) ”مخلوق کا رزق ان پر تقسیم ہوتا ہے یہ مقرر شدہ ہیں  
جنہیں جلیل (جل جلالہ) طے کرتا ہے چنانچہ کسی مال دار کو عقل کی  
وجہ سے مال ملا ہوتا ہے اور نہ ہی عقلیں مال کی وجہ سے تقسیم ہوتی  
ہیں۔“

### مسلمانوں کا توکل

اسحاق بن موی انصاری کہتے ہیں کہ میں نے یمن بحرانی کو جو کوئی چیز ذخیرہ  
نہیں کیا کرتا تھا کہتے ہوئے سنا کہ  
میں ایک سنسان جگہ پر ایک راہب کے پاس سے گزرا میں بھوکا تھا تو میں  
نے اسے کہا۔ اے راہب کیا آپ کے پاس کچھ زائد کھانا ہے؟ تو اس نے مجھے ایک  
زنبیل (تھیلے) کی طرف اشارہ کیا تو میں نے اسے دیکھا تو اس میں روٹی کے کچھ ٹکڑے  
تھے چنانچہ میں نے کچھ کھائے اور باقی تھیلا اسے واپس کر دیا تو اس نے کہا کہ یہ باقی  
روٹیاں راستے کے توشے کے لئے رکھ لو۔ تو میں نے کہا کہ وہ ذات جس نے مجھے ایسی  
جگہ پر کھلایا ہے جب کہ اس جگہ میرا کوئی جاننے والا نہ تھا تو وہ مجھے اس وقت بھی کھلائے  
گا جب مجھے بھوک لگی ہو اور میرے پاس کوئی چیز نہ ہو۔

### توکل کیا ہے؟

ابوحاتم کہتے ہیں توکل دل کو اس سے لگی ہوئی چیزوں سے کاٹنے کا اور مخلوق کو  
چھوڑ دینے اور محتاجی میں اسے احوال بدلنے والی ذات کی طرف مبذول کرنے کا نام  
ہے۔



کبھی کبھار کوئی شخص دنیا میں خوشحال ہوتا ہے لیکن اپنے توکل میں بڑا ہی سچا متوکل ہوتا ہے جبکہ اس کے نزدیک عدم اور وجود کی کوئی الگ حیثیت نہیں ہوتی دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا (بلکہ برابر ہوتے ہیں) وہ موجود ہونے پر شکر کرتا ہے عدم کی صورت میں راضی رہتا ہے۔ اور کبھی کبھار کوئی شخص دنیا میں کسی تدبیر کا مالک نہیں ہوتا اور اس وقت بھی متوکل نہیں ہوتا جبکہ اس کے نزدیک وجود عدم سے زیادہ پسند ہوتا ہے۔ لہذا وہ عدم کی صورت میں اپنی حالت سے راضی نہیں ہوتا اور نہ ہی وجود (رزق موجود ہونے) کی صورت میں شکر کرتا ہے۔

کریزی نے مجھے یہ اعشار سنائے۔

فلو كانت الدنيا تنال بفضلة وفضل عقول نلت اعلیٰ المراتب  
ولكنما الارزاق حظ وقسمة بملك مليک لا بحيلة طالب

(ترجمہ) ”اگر دنیا (کا مال و دولت وغیرہ) ذہانت اور فاضل عقل

سے ملتا ہوتا تو میں اعلیٰ مراتب پالیتا لیکن رزق (اور عطاء) مجھے

اور تقسیم ہیں بادشاہ (جل جلالہ) کی مرضی سے ہیں طلب گار کی

تدبیر سے نہیں۔“

خدا پر رزق نہ دینے کی تہمت نہ لگاؤ

نافع بن خالد کہتے ہیں کہ ہم رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں گئے اور

ان کے سامنے اسباب رزق کے بارے میں بات کی ہم بہت باتیں کرتے رہے وہ

خاموش تھیں۔ جب ہم باتوں سے فارغ ہو چکے تو فرمانے لگیں کہ۔ اس شخص کے لئے

ناکامی اور ربوائی ہے جو اس (اللہ تعالیٰ) سے محبت کا دعویٰ کرے اور اپنے رزق کے

بارے میں اسے تہمت بھی لگائے۔



## باب (۲۸)

## ﴿مصائب پر رضا اور اس پر صبر کا بیان﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا پھر اسے لکھنے کا حکم دیا چنانچہ قیامت تک جتنے کام ہوئے ہیں وہ قلم نے لکھ دیئے۔“ ۱۔

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاقل کو یہ یقین رکھنا لازم ہے کہ تمام اشیاء کی تقدیر لکھی جا چکی ہے بعض وہ چیزیں ہیں جو لاحالہ ہوتی ہیں اور بعض نہیں ہوتی چنانچہ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی تکوین اور مرضی میں کوئی دخل حاصل نہیں ہے اس لئے وقت جب آدمی کو مشکل حالات کی طرف لے جائے تو وہ دو کاموں کے لئے اپنی ہمت کس لے۔ (۱) ایک مصائب پر صبر (۲) دوسرے اللہ کے فیصلے پر رضا مندی، تاکہ یہ اپنے کام کا پورا اجر حاصل کرے کیونکہ کتنی ہی سخت مصیبتیں ہوتی ہیں جن کا زائل کرنا پورے عالم کے لئے دشوار ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک ساعت سے کم وقت میں کشادگی اور سہولت پیدا کر دیتے ہیں۔ محمد بن اسحاق بن حبیب الواسطی کے اشعار ہیں۔

کم من امر قد تضایقت به فأتانى الله منه بالفرج  
ولبعد مؤيس قربه قدر الله فعاد بالهجر  
فله الحمد على ذي سرمدنا مناضاء الصبح يوما وبلج  
وكذاك رب قنادر يصلح الأمر الذى فيه عوج  
وله الحمد على آلائه يستديم السر منه والفلج

(ترجمہ) ”میں کتنی ہی مصیبتوں میں پھنسا پھر اللہ نے مجھے ان

سے رہائی عطا کی۔ ناامید بندے کے قریب اللہ کی تقدیر ہے جس

۱۔ ابویعلیٰ۔ الاسماء والصفات للبیہقی ص ۲۷۱، مسند احمد (۵/۳۱۷) من حدیث عبادہ



کی وجہ سے وہ صاف راستے پر لوٹ آتا ہے۔ چنانچہ تمام تعریف اس ذات کے لئے ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ جس نے دن کی صبح روشن اور چمکدار بنائی۔ اسی طرح اللہ قادر پروردگار ہے۔ جو ٹیڑھے معاملے کو سدھارتے ہیں اور تمام تعریف اللہ کی ان نعمتوں پر ہے جن کی وجہ سے ہمیشہ سہولت اور کامیابی رہتی ہے۔“

### تقدیر پر ایمان کیا ہے؟

حجاج ازدی کہتے ہیں کہ ”ہم نے سلمان سے پوچھا کہ تقدیر پر ایمان کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ بندے کو یہ یقین ہو کہ جو مصیبت اسے پہنچنے والی ہے وہ اس سے چوک نہیں سکتی اور جو مصیبت اسے نہیں پہنچی اس سے بچنا اس کے لئے مقدر تھا۔ اُبرش کا شعر ہے۔

هون على نفسك من سعيها      فليس ما قدر مردود  
وارض بحكم الله في خلقه      كل قضاء الله محمود  
(ترجمہ) ”اپنی جان پر محنت کو ہلکا کر دے کیونکہ جو مقدر ہے وہ پلٹ کر جانے والا نہیں اور اللہ کی مخلوق میں اس کے فیصلے سے راضی رہ اس لئے کہ اللہ کا ہر فیصلہ قابل تعریف ہے۔“

### عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا ایمان

مفسر کہتے ہیں جب حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا مکہ میں محاصرہ کیا تو پتھر دیوار کو نقصان پہنچانے لگے تو ان سے کہا گیا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی پتھر آپ کو آ کر لگے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں اشعار پڑھے:

هون عليك فان الامور      بكف الا اله مقاديرها  
فليس بآتيك منهها      ولا قاصر عنك مامورها  
(ترجمہ) ”تم مطمئن رہو، بلاشبہ تمام امور رب کے قبضے میں ہیں



چنانچہ رکی ہوئی چیز تم پر نہیں آسکتی اور جس کا آنا مقدر ہے اسے

کوئی روکنے والا نہیں۔“

مسعر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص سمندر میں سفر کر رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی اور کسی طرح وہ ایک جزیرے میں پہنچ گیا وہ اس بے آباد جزیرے میں تین دن ٹھہرا رہا نہ کچھ کھایا نہ پیا چنانچہ زندگی سے مایوس ہو کر یہ شعر پڑھنے لگا۔

اذا شاب الغراب فأتيت اهلى وصار القار كاللبن الحليب

(ترجمہ) ”جب کو بوڑھا ہوگا تو میں اپنے گھر والوں سے ملوں گا

اور خوشی دوھے ہوئے دودھ کی طرح ہوگی۔“

اس کے جواب میں کسی نے یہ شعر کہا:

عسى الكرب الذى امسيت فيه يكون وراءه فرج قريب

(ترجمہ) ”وہ غم جس میں تم مبتلا ہو قریب ہے کہ اس غم کے بعد

فراخی آجائے۔“

چنانچہ اس نے دیکھا کہ سمندر میں کشتی آ رہی ہے اس نے کشتی والوں کو کپڑے سے اشارہ کیا تو وہ آگئے اور اس کو سوار کر لیا اور وہ ان کے ساتھ خیریت و سلامتی کے ساتھ اپنے گھر پہنچ گیا۔

محمد بن عثمان علی کہتے ہیں جب شریک نے اعمش کی یہ حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم قریش کے ساتھ درست رہو جب تک وہ تمہارے لئے درست رہیں اور جب قریش تمہارے مخالف ہو جائیں تو تم اپنی تلواروں کو اپنے کندھوں پر رکھ لینا (یعنی لڑنے کو مت نکلنا) اور ان کے لئے ہمیشہ بہتر رہنا اگر تم نے اس طرح نہ کیا پھر تم بربے اور بد بخت ہو جاؤ گے۔

چنانچہ یہ حدیث جب مہدی نے سنی تو اس نے شریک کو ایک آدمی بھیج کر بلوایا اور کہا کہ یہ حدیث تو نے بیان کی ہے؟ شریک نے جواب دیا کہ ہاں، میں نے بیان کی ہے۔ مہدی نے پوچھا کہ تم نے کس سے روایت کی۔ شریک نے جواب دیا کہ اعمش



سے روایت کی۔ مہدی نے کہا کہ اس کا برا ہو، اگر مجھے اس کی قبر کا پتہ لگ جائے تو میں اسے آگ میں جلاتا، شریک نے کہا اگر اعمش اپنی روایت میں سچے ہوں تو پھر؟ تو مہدی نے شریک کو کہا ”اے زندیق میں تجھے ضرور قتل کرونگا۔ شریک کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ ”زندیق تو وہ ہے جو شراب پیئے اور ناحق قتل کرے۔“ مہدی نے پھر کہا کہ اللہ کی قسم میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔“ شریک کہتے ہیں میں نے جواباً کہا ”کیا اللہ کافی نہیں؟ پھر شریک وہاں سے نکل آئے راستے میں فضل بن ربیع سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ کیا کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں آپ چلے جائیں؟ شریک نے پوچھا کیوں؟ فضل نے جواب دیا کہ مہدی آپ کے قتل کا حکم دے چکا ہے۔ شریک کہتے ہیں کہ میں پہاڑوں کی طرف نکل آیا۔ پھر میں ایک دن یہ معلوم کرنے نکلا کہ مہدی کا کیا حال ہوا؟ میں نے دیکھا کہ بغداد سے ایک ملاح آیا ہوا تھا اس کی بصرہ کے ملاح سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کیا خبر ہے؟ بغداد کے ملاح نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین کا انتقال ہو گیا۔ شریک کہتے ہیں کہ میں نے ملاح سے کہا کہ میرے قریب ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ قریب آ گیا۔ منصور کریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مجھے اشعار سنائے۔

تجرى المقادير ان عسرا وان يسرا      وللمقادير اسباب وابواب  
ما اشتد عسر ولا انسدت مذاهب      الا تفتح من مسروره باب  
(ترجمہ) ”تقدیر میں کبھی سختی اور کبھی آسانی ہوتی ہے اور تقدیر کے اسباب ہیں اور نکلنے کے دروازے ہیں کبھی سختی آئے تو ایسا نہیں ہوتا کہ اس سے نکلنے کے راستے بند ہوں بلکہ خوشی اور مسرت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔“

عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ میں نے حسین رحمہ اللہ سے پوچھا اے ابوسعید یہ مصائب مخلوق پر کہاں سے آتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے رضا میں کمی کی وجہ سے عبدالواحد کہتے ہیں کہ میں نے پھر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ سے رضا میں کمی کس وجہ سے ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی معرفت میں کمی کی وجہ سے۔“



## صبر کرنا لازمی ہے

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاقل جب سلوک میں ابتدا کرنے والا ہو تو اس پر مصائب میں صبر کرنا لازمی ہے۔ جب وہ صبر کا عادی ہوگا۔ اب اس کی ترقی درجہ صبر سے درجہ رضا کی جانب ہوگی اگر صبر نہ کر سکے تو تکلف صبر کرے اس لئے کہ یہ رضا کا پہلا درجہ ہے اور لوگوں سے تکالیف پہنچنے پر صبر کرنا کرم و شرف کی علامت ہے اس لئے کہ یہ خیر کا بیج اور طاعات کی اصل ہے۔

## صبر پر اللہ تعالیٰ کی مدد

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل کتاب میں سے ایک شخص ”جو مسلمان ہو گیا تھا“ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ ”اے داؤد مصیبت پر صبر کر تجھے میری طرف سے مدد پہنچے گی، عبد اللہ بن احوص کے اشعار ہیں۔

صبر اجمیلا علی ماناب من حدث والصبر ینفع احیانا اذا صبروا  
الصبر افضل شئی تستعین به علی الزمان اذا مامسک الضرر  
(ترجمہ) ”مصائب پر بہتر طریقے سے صبر کر اور صبر ہمیشہ نفع دیتا ہے  
صبر کے ساتھ مدد طلب کرنا افضل چیز ہے ان مصائب پر جو تجھے  
پہنچیں۔“

## رضا محبت کی اصل ہے

عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میرے اعمال میں سب سے آگے رضا ہو اور مجھے رضا کے مقابلے میں کوئی اور بلند مرتبہ معلوم نہیں اور رضا محبت کی جڑ ہے۔

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صبر تمام اچھے امور کی جڑ ہے اور عقل کی بنیاد اور محافظ ہے اور صبر خیر کا بیج اور اس کی تدبیر ہے جس کے پاس کوئی چارہ اور حیلہ نہ ہو۔



## صبر کے درجات

صبر کا پہلا درجہ اہتمام ہے دوسرا تقيظ و بيداری تيسرا ثابت قدم رہنا، چوتھا بتکلف صبر کرنا، پانچواں صبر اور چھٹا درجہ رضا کا ہے کہ اللہ کے فيصلے پر رضا مندی ہو اور یہ صبر کا آخری درجہ ہے۔

## صبر کے بعد آسانی ہے

ميمون بن مهران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر انسان نے صبر کے ذریعے ہی خیر سے حصہ پایا ہے۔ چاہے وہ نبی ہو یا کوئی اور ہو۔ ”مختصر بن بلال انصاری کے اشعار ہیں:

(ترجمہ) ”کوئی بھی سخت دن ایسا نہیں (اگرچہ اس میں آنے والی مصیبت شدید ہو) جس کے بعد آسانی نہ آجاتی ہو اگر آدمی پر کسی دن ضرورت کا پورا کرنا مشکل ہو اور ضرورت اسے جکڑ لے تو اسے صبر کی چابی سے کھولے۔“

## صبر کی اقسام

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صبر کی تین قسمیں ہیں۔ معاصی اور گناہوں سے صبر کرنا اور رکنا، طاعات پر صبر اور مصائب اور شدائد میں صبر کرنا اور برداشت کرنا۔ ان میں سب سے افضل صبر معاصی پر صبر کرنا ہے۔ چنانچہ عقل مند شخص احوال کا جائزہ لیکر صبر کرتا اور ثابت قدم رہتا ہے اور ان مراتب کا لحاظ رکھتا ہے جنہیں ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تنگی اور آسانی میں اللہ جل جلالہ کی رضا حاصل کر لیتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل و احسان سے اس درجے تک پہنچا دے۔ عبد اللہ بن احوص کے اشعار ہیں:

تعز بحسن الصبر عن کل ہالک ففی الصبر سلاۃ الہموم اللوازم  
(ترجمہ) ”تو ہر مصیبت میں بہترین صبر سے تسلی حاصل کر کیونکہ



صبر میں تمام دکھوں سے تسلی ہے جب تو صبر اور تقویٰ سے تسلی نہیں پاتا تو تجھے چوپایوں کی طرح تسلی ملے گی اور وہی شخص اپنے نفس سے شہوتوں کو دور کر سکتا ہے جو عزم کا پختہ ہے۔“

ثابت بنانی حضرت معاذہ زوجہ صلہ بن اُشیم سے نقل کرتے ہیں حضرت معاذہ فرماتی ہیں کہ جب عورتیں ان کے پاس ان کے شوہر اور بیٹے کی موت کی خبر پر تعزیت کے لئے آئیں تو معاذہ نے ان سے کہا اگر تم اس عزت کی مبارک دینے آئی ہو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائی ہے تو ٹھیک وزنہ واپس چلی جاؤ۔“

### خبر پہلے مل چکی ہے

حضرت ثابت فرماتے ہیں کہ صلہ ایک دن کھانا کھا رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر ان سے کہا کہ آپ کے بھائی کا انتقال ہو گیا تو صلہ نے کہا کہ یہ چھوڑ مجھے موت کی خبر مل چکی ہے تو بیٹھ اور کھانا کھا۔ اس شخص نے کہا کہ مجھ سے پہلے تو آپ کو یہ خبر کسی نے نہیں پہنچائی؟ صلہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(ترجمہ) ”بلاشبہ آپ کو موت آئے گی اور ان کو بھی موت آئے گی۔“ (سورہ الزمر: ۳۰)

### ایک تعزیتی خط

ابن عاصم کہتے ہیں کہ کسی حکیم نے اپنے بھائی سے ان کے بیٹے ”محمد“ کی موت پر تعزیت میں یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

اصبر لكل مصيبة وتجلد واعلم بان المرء غير مغلد  
واذا ذكرت محمد او مصابه فاذكر مصابك بالنبي محمد

(ترجمہ) ”ہر مصیبت پر تم صبر اور مضبوطی سے کام لو اور جان لو کہ کوئی

ہمیشہ رہنے والا نہیں اور جب تم اپنے بیٹے محمد اور اس کی مصیبت یاد کرو تو اس کے ساتھ نبی محمد ﷺ کی مصیبت کو یاد کر لینا۔“



## حضرت امام احمد بن حنبل کا صبر

اسحاق بن احمد القطان کہتے ہیں کہ بغداد میں میرا ایک پڑوسی تھا جسے ہم طیبیہ القراء کہتے تھے وہ نیک لوگوں کے پاس حاضر ہوتا اور ان کی دیکھ بھال اور علاج معالجہ کرتا تھا۔ اس نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ میں ایک دن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا وہ غم زدہ اور رنجیدہ بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا اے ابو عبد اللہ آپ کو کیا ہوا؟ انہوں نے فرمایا خیریت ہے۔ میں نے پھر پوچھا کہ بات کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا مجھے آزمائش میں ڈالا گیا حتیٰ کہ مجھے پینا گیا پھر لوگوں نے میرا علاج کیا جس سے میں ٹھیک ہوا لیکن میری ریڑھ کی ہڈی میں ایک جگہ شدید درد ہے، وہاں مجھے سخت مار پڑی تھی۔ طیبیہ القراء نے کہا مجھے وہ جگہ دکھائیے امام رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جگہ دکھائی تو میں نے وہاں صرف مار کا اثر دیکھا۔ پھر میں نے کہا کہ میں ماہر تو نہیں لیکن اس کا میں پتہ کرونگا۔ اس کے بعد میں جیلر کے پاس آیا، میرے اور ان کے درمیان اچھی جان پہچان تھی۔ میں نے جیلر سے کہا کہ میں کسی ضرورت سے جیل میں داخل ہو سکتا ہوں۔ اس نے کہا جانیے چنانچہ میں داخل ہوا تو میرے گرد نو جوان جمع ہو گئے۔ میرے پاس چند دراہم تھے میں نے وہ ان کو تقسیم کر دیئے اور میں ان سے گفتگو کرنے لگا تا کہ وہ مجھ سے مانوس ہو جائیں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا تم میں سے اب تک زیادہ مار کس کو پڑی ہے؟ وہ اپنی اپنی پٹائی پر فخر کرنے لگے۔ پھر انہوں نے اپنے میں سے ایک پر اتفاق کیا کہ اسے زیادہ مار پڑی ہے اور یہ بہت زیادہ برداشت کرنے والا اور صابر شخص ہے۔ تو میں نے اس سے کہا کہ میں آپ سے ایک سوال کرونگا؟ اس نے کہا کیجئے؟ میں نے کہا کہ ایک بوڑھا ضعیف شخص جیل میں تھا اس کا حال تمہارے حال کی طرح نہیں تھا اسے بھوک کی حالت میں کوڑے مارے گئے تا کہ وہ مر جائے مگر وہ مرا نہیں۔ پھر ان لوگوں نے اس کا علاج کیا جس سے وہ شفاء یاب ہو گیا۔ البتہ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں ایک جگہ درد ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ اس پر وہ شخص ہنسا تو میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا اس کا جس شخص نے علاج کیا تھا وہ جولاہا ہے



میں نے پوچھا اس نے علاج کس طرح کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اس نے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں مردہ گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹے بغیر چھوڑ دیا۔ میں نے پوچھا اب کیا ترکیب ہے؟ تو اس نے بتایا کہ ریڑھ کی ہڈی کے حصے کو کھول کر گوشت کے ٹکڑے کو نکال کر پھینک دیا جائے۔ ورنہ یہ ٹکڑا دل تک پہنچ کر اسے مار دے گا۔ طیب القراء کہتے ہیں کہ میں جیل سے نکلا اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ وہ پہلی حالت پر تھے۔ میں نے ان کو جیل کا قصہ سنایا تو انہوں نے پوچھا کہ آپریشن کون کرے گا؟ میں نے کہا کہ میں ”انہوں نے پھر پوچھا کیا تم کر سکتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر وہ کھڑے ہو کر گھر میں داخل ہوئے پھر دوبارہ گھر سے نکلے تو ان کے ہاتھ میں دو موڑھے اور کندھے پر رومال تھا۔ انہوں نے ایک موڑھا مجھے دیا اور دوسرے پر خود بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں اللہ سے خیر طلب کرتا ہوں۔“ میں نے رومال ان کی پیٹھ سے ہٹایا اور کہا کہ مجھے درد کی جگہ دکھائیے۔ انہوں نے فرمایا آپ اپنی انگلی رکھتے جائیے میں درد کی جگہ آپ کو بتا دوں گا۔ میں نے انگلی رکھ کر پوچھا یہاں درد ہے۔ انہوں نے فرمایا ”وہاں“ میں اللہ سے عافیت مانگتا ہوں۔ اس طرح پوچھتے ہوئے میں نے درد کی جگہ جان لی۔ پھر وہاں آکے جراثیم رکھا اور جگہ چیرنے لگا۔ اس کی درد کی وجہ سے امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمانے لگے اے اللہ معصم کی مغفرت فرما۔“ یہاں تک کہ وہ جگہ چیر کر میں نے مردہ گوشت کا ٹکڑا نکال کر پھینک دیا اور پٹی باندھ دی اور وہ یہی کہتے رہے ”اے اللہ معصم کی مغفرت فرما۔“ پھر جب سکون محسوس ہوا تو فرمانے لگے گویا پہلے میں معلق تھا اب نیچے اتر آیا ہوں۔

میں نے پوچھا اے ابو عبد اللہ جب لوگوں پر ظلم ہوتا ہے تو وہ ظالم کے لئے بددعا کرتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ معصم کے لئے دعا کر رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں نے تمہاری بات پر غور کیا تھا لیکن وہ رسول اللہ ﷺ کا چچا زاد (رشتہ دار) ہے اس لئے مجھے یہ بات پسند نہیں آئی کہ میں قیامت میں اس حال میں آؤں کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار میں جھگڑا ہو اس لئے میں نے اسے معاف کر دیا۔ (سبحان اللہ)



## باب (۲۹)

## ﴿زیادتی و ظلم کرنے والے کو معاف کرنے کی ترغیب﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کہ میرے کچھ رشتے دار ہیں میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں وہ مجھ سے توڑتے ہیں اور میرے ساتھ برا معاملہ کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں مگر میں ان سے درگزر کرتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بات ایسی ہی ہے جیسی تو نے کہی تو یہ ان کے لئے جہنم کی آگ ہے اور تمہارا حسن سلوک جاری رہا تو اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار ہوگا۔

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاقل پر واجب ہے کہ لوگوں کو معاف کرنے اور بدلہ نہ لینے پر اپنے نفس کو مجبور کرے اس لئے کہ انتقام کی تسکین کا ذریعہ احسان کرنے سے بہتر کوئی اور نہیں اور برائی کو پالنا، اسے پروان چڑھانے سے زیادہ کوئی سبب اس جیسی برائی کرنے سے بڑا نہیں۔

منصور بن محمد کریمی کے اشعار میں:

سألزم نفسي الصفح عن كل مذنب وإن كثرت منه إلى الجرائم  
فما الناس إلا واحد من ثلاثه شريف، و مشروف، و مثل مقادام  
فأما الذي فوقى فأعرف فضله و اتبع فيه الحق والحق لازم  
وأما الذي دوني فإن قال صنت عن اجابته عرضي و ان لام لائم  
وأما الذي مثلي فإن زل أو هفا تفضلت ان الحلم للفضل حاكم

(ترجمہ) ”میں ہر برائی کرنے والے کی معافی کو اپنے اوپر لازم

کروں گا اگرچہ اس کی برائیاں میری طرف زیادہ ہو جائیں۔



لوگ تین قسم کے ہیں معزز اور بلند مرتبہ، یا جسے عزت والا بنایا گیا اور تیسرا جو عزت اور مرتبے میں آپ کا ہمسرہ ہے چنانچہ جو مجھ سے بلند ہے میں اس کے فضل کو پہچانتا ہوں اور اس میں حق کی اتباع کرتا ہوں کیونکہ حق قابل اتباع ہے اور جو لوگ فضل اور مرتبے میں مجھ سے نیچے ہیں اگر وہ کوئی بری بات کہیں تو میں ان کے جواب دینے سے اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہوں اگرچہ ملامت کرنے والا ملامت کرتا رہے اور وہ شخص جو مرتبے میں میرے برابر ہے اگر وہ کوئی لغزش یا بکواس کرے تو درگزر کی وجہ سے میں اس سے بڑھ جاتا ہوں کیونکہ بردباری فضیلت کا فیصلہ کرنے والی ہے۔“

### اللہ تعالیٰ کے تین محبوب بندے

یونس بن میسرہ بن جلیس فرماتے ہیں کہ تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ بہت محبت فرماتے ہیں ایک وہ شخص جو اپنے بھائی یا دوست کو نقصان یا برائی پہنچنے کو ناپسند کرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے والا شخص ہے۔ دوسرا وہ شخص جو لوگوں میں رفعت و مرتبے والا ہے پھر وہ اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے یہ اللہ کی عظمت کو جاننے والا ہے اور اس کے عذاب سے خوف کرتا ہے۔ ”تیسرا وہ شخص جو برائی کے جواب میں فوراً معاف کر دیتا ہے۔“ ان جیسے لوگوں کی ہی وجہ سے دنیا قائم ہے۔

### ذکر خیر چاہتے ہو تو بردبار بنو

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اجر عظیم کو چاہے اور خالص محبت کا طالب ہو اور اپنے ذکر خیر کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ زیادتی اور برائی کو برداشت کرے اور اپنی خواہش کے خلاف کڑوا گھونٹ پئے، اس طریقے کے مطابق جو ہم نے بیان کیا یعنی قطع رحمی کے بدلے صلہ رحمی، کسی کے نہ دینے کے باوجود اسے عطا کرنا۔ اور ظلم کے جواب میں بردباری سے کام لینا اور معاف کر دینا اس لئے کہ یہ اہل دین اور



اہل دنیا کے بہترین اخلاق میں سے ہے۔

## دو اچھی عادتیں

داؤد بن زبرقان کہتے ہیں کہ ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں دو عادتیں ہوں وہ صاحب فضیلت و نجابت ہے ایک یہ کہ لوگوں کے اموال سے اپنے آپ کو پاک رکھے دوسری یہ کہ لوگوں پر ظلم و زیادتی نہ کرتے۔

## اللہ کی محبوب باتیں

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین چیزوں کو نہایت محبوب رکھتے ہیں۔

- (۱) قدرت کے باوجود معاف کرنا۔
- (۲) کوشش میں میانہ روی رکھنا۔
- (۳) عبادت میں نرمی اور جو کوئی دنیا میں کسی پر نرمی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نرمی کرے گا۔

## حجاج کی عبد الملک کو نصیحت

ابن عائشہ کہتے ہیں کہ حجاج نے خلیفہ عبد الملک کو خط لکھا کہ بلاشبہ آپ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے بہت زیادہ محتاج ہیں جب آپ اللہ سے مدد اور قوت طلب کریں تو لوگوں سے درگزر کیا کیجئے اس سے آپ کو عزت و طاقت نصیب ہوگی اور اسی کی طرف آپ کو لوٹنا ہے۔

## عقلمند درگزر سے کام لیتا ہے

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاقل ناگواری آنے کے وقت تمام لوگوں سے درگزر کرنے کو لازم کرے، اپنے ان گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی کی امید کرتے ہوئے، جو اس نے پہلے کئے تھے اس لئے کہ درگزر کرنے والا اجر و ثواب حاصل کرنے



کے لئے درگزر اور معاف کرتا ہے اور انتقام لینے والا انتقام کے بعد جلد نادم ہو جاتا ہے کیونکہ بسا اوقات آدمی اپنے محبوب بھائی یا دوست کی لغزشوں اور ناگواریوں کو لمبے زمانے تک برداشت کرتا رہتا ہے۔

### دوست کی ستر لغزشیں معاف کرو

فصیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم اپنے بھائی کی ستر تک لغزشیں برداشت کیا کرو۔ پوچھا گیا ”اے ابو علی یہ کس طرح؟ فرمایا وہ شخص جسے تم نے اللہ کیلئے بھائی بنایا وہ ستر لغزشیں نہیں کریگا۔

علی بن محمد البسامی کے اشعار ہیں۔

اذا لم تجاوز عن اخ لك عشرة      فليست غذا من عثرتي متجاوزا  
و كيف يرجيك البعيد لنفعه      اذا كان عن مولاك يرك عاجزا  
(ترجمہ) ”جب تو نے اپنے بھائی کی غلطی سے درگزر نہیں کیا تو  
کل تو میری خطا سے درگزر نہیں کرے گا تو کس طرح غیر شخص  
سے نفع کی امید رکھے گا جب کہ تو اپنے دوست سے بھی بھلائی  
نہیں کرتا۔“

### امام شععی کی برداشت

اس ابجر کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ امام شععی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن آرہے تھے کہ ان کی قوم کے دو شخص ایک چھوٹی دیوار کے پیچھے کھڑے باتیں کر رہے تھے امام شععی سننے لگے تو وہ دونوں امام شععی کی برائی کرنے کے ساتھ گالیاں بھی دے رہے تھے۔ جب کافی دیر ہوئی تو امام شععی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ شعر فرمایا:

هنيئاً مريئاً غير داء مخامر      العزة من اعتراضنا ما استحلت

(ترجمہ) ”خوب رہتے پیچھے برائی کرو بغیر کسی نشے والی بیماری

کے، کیونکہ ہماری ناموس میں سے کوئی عزت تمہارے لئے حلال



نہیں ہے۔“  
 فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو ایسا دوست چاہے کہ اس میں کوئی عیب نہ ہو تو وہ شخص بلا دوست کے رہے گا۔

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدلے میں سخاوت کرنے والا شخص کینے سے بری ہے اور لوگوں میں مرتبے کے اعتبار سے وہ بلند ہے جو ظلم کا جواب بردباری سے دیتا ہے اور برائی کرنے والے کے ساتھ احسان کرنا ہی کرم ہے اور رہا احسان کا بدلہ احسان سے دینا اخلاق میں برابر ہی ہے اور یہ عمل تو بہا اوقات جو مائے بھی کرتے ہیں درگزر کرنا اور برائی ترک کرنا قابل تعریف عادت ہے۔ جس سے نفس کو راحت اور دل کو آرام ملتا ہے اس لئے سمجھدار شخص اپنا وقت جانوروں جیسے اخلاق میں برباد نہ کرے کہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے لگے اور جو شخص برائی کا بدلہ برائی سے دے وہ خود برا ہے اگرچہ اس نے ابتداء نہ کی ہو۔

### ہلال بن علاء کا طرز

ہلال بن الغلاء الباہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بین بریں سے زیادہ عرصے سے اپنے نفس پر لازم کر رکھا ہے کہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دوں گا اور یہ اشعار پڑھے:

(ترجمہ) ”جب میں نے معاف کیا اور کسی سے کینہ نہ رکھا تو میں

نے دشمنیوں سے اپنے دل کو راحت دی۔ میں نے اپنے دشمن کو

دیکھ کر چھوڑ دیا تاکہ اس کی باتوں کے شر کو خود سے دور کروں اور

دشمن کے لئے میں نے اخلاق ظاہر کئے گویا میرا دل محبتوں سے

بھر گیا۔“

### حضرت لقمان کی نصیحت

زید بن اسلم کہتے ہیں کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ وہ شخص جھوٹا ہے



جس نے یہ کہا ہے کہ شر کو شر دور کرتا ہے اگر یہ سچا ہے تو آگ کے ساتھ آگ جلائے اور دیکھے کہ ایک آگ دوسری کو بجھاتی ہے؟ بلکہ خیر شر کو دور کرتی ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھاتا ہے۔

### حضرت لقمان کا حکمت بھرا کلام

حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سے پوچھا اے بیٹے کون سی چیز کم ہے؟ کون سی چیز زیادہ ہے؟ کوئی چیز سب سے میٹھی ہے؟ اور کون سی چیز ٹھنڈی ہے؟ مانوس کون سی شے ہے؟ اور کیا چیز قابل نفرت ہے؟ کون سی شے انتہائی قریب ہے؟ اور کون سی چیز نہایت دور ہے؟ پھر حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی بتایا کہ سب سے کم یقین ہے اور سب سے زیادہ شک ہے اور میٹھی چیز ”اللہ تعالیٰ“ کی رحمت ہے جس کی وجہ سے بندے آپس میں محبت کرتے ہیں اور ٹھنڈی شے اللہ کا اپنے بندوں کو معاف کرنا ہے اور بندوں کا آپس میں ایک دوسرے کو معاف کرنا ہے اور مانوس شے تیرا محبوب ہے جب اس کے پاس جانے کا ایک ہی دروازہ ہو اور وہ بند ہو جائے اور قابل وحشت و نفرت شے وہ جسم ہے جو مر جائے اور یہ سب سے زیادہ قابل وحشت ہے، سب سے قریب آخرت ہے جو دنیا سے قریب ہے اور بعید شے ”دنیا“ ہے جو آخرت سے دور ہے۔“

### عقل مند برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتا

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاقل شخص برائی کے وقت احسان کرتا ہے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتا۔

کہاوت ہے کہ جسے برائی کے وقت غصہ نہ آئے اس نے نعمت کا شکر ادا نہیں کیا، اس کا مطلب (واللہ اعلم) میرے نزدیک یہ ہے کہ غصہ ایسا ہو جس کی وجہ سے گناہ اور انتقام سرزد نہ ہو، گویا اسے برائی کا محل معلوم ہے جس طرح کہ وہ نعمت کی جگہ جانتا ہے اور کہنے کی طاقت بہت بری ہے جب وہ قوت پکڑ لے اور جس نے سماعت سننے سے برائی کی وہ جواب



دینے سے بھی برائی کرتا ہے اور جس نے کسی سے برائی کا کام کیا اس نے برائی کی خود اپنے نفس کے ساتھ ابتدا کی اس لئے کہ شرابتدا میں تھوڑا ہوتا ہے پھر وہ بڑھ جاتا ہے۔

### اکرام کرنے والوں کا اکرام اور توہین کرنے والے کی توہین

سعید بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن عبید اللہ سے سنا وہ اپنے بیٹے کو فرما رہے تھے ”اے بیٹے اکرام کرنے والوں کی عزت کرا اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اور ذلیل کرنے والوں کو ذلیل کرا اگرچہ وہ قریشی ہی کیوں نہ ہو۔

ابوہاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جو اسماعیل بن عبید اللہ نے بات بیان کی ہے اگر عقلمند آدمی اس کو جہل کے ساتھ تمام احوال میں عمل میں لائے تو کوئی حرج نہیں لیکن وہ شخص جو جہالت کی حد سے اوپر اور عقل کی حد سے نیچے ہو اس کی شرارتوں پر بعض اوقات چشم پوشی کرنا قابل تعریف ہے تاکہ اس میں زیادتی نہ ہو اور آدمی کا تلخی اور سختی پر صبر کرنا غصے کی وجہ سے انتقام لینے سے بہتر ہے اس لئے کہ کڑوی بات پتھر سے زیادہ سخت اور سوئی چھوٹنے اور ایلوے سے زیادہ کڑوی اور بری ہے۔ کسی کے اشعار ہیں۔

لقد أسمع القول الذي كاد كلما تذكريه النفس قلبي تصدع

(ترجمہ) ”بلاشبہ میں نے وہ بات سنی جو نفس نے مجھے یاد دلانی

تو میرا دل ٹکڑے ہو گیا۔ جو مجھ سے بشارت سے ملا میں نے بھی

اس کے لئے خوشی ظاہر کی گویا میں اس کی بات سن کر خوش ہوں

اور یہ کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ میں نے دیکھا کہ برائی

چھوڑنا برائی کو ختم کر دیتا ہے۔“

### نبی کریم ﷺ کو ہدایت ایزدی

ابو عمر واس آیت ”خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ“ (ترجمہ) ”درگزر کر اور نیکی کا

حکم دے۔“ سورہ اعراف (۱۹۹) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کو لوگوں کے

برے اخلاق سے درگزر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔



## باب (۳۰)

## ﴿شریف اور رذیل کی صفت کا بیان﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ کہ لوگوں میں سب زیادہ کون معزز ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ مکرم و معزز وہ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں لوگوں نے عرض کیا ہم اس کے بارے میں سوال نہیں کر رہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر تم عرب قبائل کے بارے میں مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو اسلام سے پہلے اچھے لوگ تھے وہ اسلام میں بھی اچھے لوگ ہوں گے جب کہ وہ دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔

## سب سے معزز شخص متقی ہے

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے معزز شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا شخص ہے اور وہ شریف اور متقی ہوتا ہے۔ تقویٰ کہتے ہیں احکام کو ماننے اور اس پر چلنے کا پختہ راہہ کرنا اور حرام اور ممنوعات سے بچنے کا عزم کرنا چنانچہ جس نے یہ عزم کیا وہ متقی ہے اور اس کا مستحق ہے کہ اسے معزز اور کریم کہا جائے اور جو ان چیزوں پر پورا نہیں اترتا اور ان میں کمی کرتا ہے اس کی عزت و اکرام میں اتنا ہی نقصان ہوگا۔

## کریم شخص کی تین عادتیں

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین عادتیں کریم شخص میں ہی جمع ہو سکتی ہیں۔ غائب شخص کو اچھے الفاظ سے یاد کرنا، غلطی کا احتمال رہنا اور غم اور ملال کا کم ہونا۔



## کریم و معزز شخص کی صفات

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کریم و معزز شخص نہ تو کینہ ور ہوتا ہے اور نہ حاسد۔ نہ کسی کی مصیبت پر خوش ہونے والا نہ ظالم، نہ غافل، نہ کھیل میں لگنے والا اور نہ کھلے عام گناہ کرنے والا۔ اسی طرح وہ فخر کرنے والا نہیں ہوتا نہ جھوٹا، نہ رنجیدہ، نہ تعلق توڑنے والا اور نہ دوستوں کو ایذا دینے والا۔ نہ امانت ضائع کرنے والا اور نہ محبت میں اعراض کرنے والا، کریم شخص ناامید شخص کو عطا کرتا ہے اور ہوشیار رہتا ہے اور قدرت کے باوجود درگزر کرتا ہے اور قطع رحمی کے بدلے رشتہ جوڑتا ہے۔

## کریم شخص سے ملنے سے کرم زندہ ہوتا ہے

ابراہیم بن شکہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کے لئے موت و حیات ہے کریم اشخاص کے تعلق سے کرم زندہ ہوتا ہے اور رذیلوں کی معاشرت سے کینگی زندہ ہوتی ہے۔ مجھے کریمی نے اشعار سنائے۔

وما بال قوم لئام ليس عندهم عهد، وليس لهم دين اذا ائتمنوا  
ان يسمعوا رية طاروا بها فرحاً مناء، وما سمعوا من صالح دفنوا  
صم اذا سمعوا خيراً ذكروا به وان ذكروا بسوء عندهم اذنوا

(ترجمہ) ”رذیل لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ عہد کی پاسداری نہیں کرتے۔ اگر اور اگر انہیں ائمن بنایا جائے تو دین کا لحاظ نہیں کرتے۔ اگر ہمارے بارے میں کوئی شک و عیب کی بات سنتے ہیں تو اس کی طرف دوز پڑتے ہیں اور اگر اچھی بات سنتے ہیں تو دوبار دیتے ہیں۔ جب میرا ذکر خیر ہوتا ہے تو بھرے بن جاتے ہیں اور ان کے پاس میرا برائی سے ذکر ہو تو کان لگا کر سنتے ہیں۔“

## کریم اور کینے میں فرق

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معزز و کریم سے جب رحم طلب کیا جائے



تو وہ نرم پڑ جاتا ہے اور کمینے سے نرمی برتی جائے تو سخت ہو جاتا ہے کریم و شریف شخص شرفاء کو عزت دیتا ہے اور رذیلوں کی اہانت نہیں کرتا۔ نہ عاقل شخص کو ایذا دیتا ہے اور نہ بے وقوف سے مزاح کرتا ہے نہ برے اور فاجر شخص سے تعلق رکھتا ہے اور اپنے مال پر اپنے بھائیوں کو ترجیح دیتا ہے اور جب اپنے بھائی کی کسی خواہش سے واقف ہوتا ہے تو اس خواہش کو پورا کرتا ہے اور جب اس کی محبت پہنچتا ہے تو دشمنی کی پریشانی کو نظر انداز کر دیتا ہے اور جب کسی سے بھائی چارہ اختیار کرتا ہے تو اس سے کسی بھی وجہ سے بھائی چارہ توڑتا نہیں ہے۔

### معزز اور کمینے کی مثال

امام شعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکرم و معزز لوگ محبت میں تیزی دکھاتے ہیں اور دشمنی میں سست ہوتے ہیں بالکل چاندی کے کٹورے کی طرح کہ وہ ٹوٹنے میں دیر کرتا ہے اور جڑنے میں جلد جڑ جاتا ہے اور رذیل شخص محبت میں سست اور دشمنی میں جلدی کرتے ہیں بالکل مٹی کے کٹورے کی طرح کہ وہ جلد ٹوٹ جاتا ہے اور مشکل سے جڑتا ہے۔

### کریم شخص کی عادات

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کریم شخص وہ ہے کہ جو شخص اسے عطا کرے ان کا شکر گزار ہو اور جو منع کرے اسے معذور سمجھے جو تعلق توڑے اس سے تعلق بنائے اور جو اس سے تعلق جوڑے اس کا اکرام کرے اور فضیلت دے اور جو سوال کرے اسے عطا کرے اور جو سوال نہ کرے اسے بھی دے اور کریم شخص جب کسی کو کمزور خیال کرتا ہے تو اس پر رحم کرتا ہے اور جب اسے کوئی کمزور سمجھتا ہے تو اس کے نزدیک موت کمزوری سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے اور رذیل شخص کی عادات ان کے برخلاف ہوتی ہیں جو ہم نے بیان کیں۔

### حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ

ابو یحییٰ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ادھم کریم اور شریف النفس انسان تھے لوگوں



سے ان کے اخلاق کے ساتھ ملتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے اور بسا اوقات وہ اپنے ساتھیوں کے لئے بھنا ہوا گوشت اور حلوہ بناتے اور بسا اوقات تنہائی اختیار کرتے تو ان کے ساتھی ان کو ڈھونڈتے رہتے۔ ابو عیسیٰ کہتے ہیں کہ وہ دو قسم کا رویہ اختیار کرتے اور جب اکیلے ہوتے تو کھانے میں صرف آنا استعمال کرتے۔

### کرم و شرافت سب سے بہترین ذخیرہ ہے

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل تجارب (تجربہ کار) اور دین میں فضیلت رکھنے والوں اور خوبصورتی میں رغبت رکھنے والوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بہترین چیز جس کے ذریعے آدمی دنیا میں بے نیاز ہو اور آخرت کے لئے اس کا ذخیرہ کرے ”کرم اور شرافت“ ہے۔ اور شرفاء سے تعلق ہے اس لئے کہ کرم کا ذکر اچھا کیا جاتا ہے اور اس کا مرتبہ بلند رہتا ہے اور یہ طبیعت اللہ نے تمام انسانوں میں رکھی ہے چنانچہ لوگوں میں بعض ایسے ہیں جن میں اپنے باپ سے زیادہ شرافت ہوتی ہے کبھی مالک اپنے غلام سے زیادہ کرم اور کبھی غلام اپنے مالک سے زیادہ شرافت والا ہوتا ہے۔

### بداخلاق شخص تو بہ نہیں کرتا

احمد بن ابی العواری بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ ہر ایک شخص کے لئے توبہ ہے مگر بداخلاق توبہ نہیں کرتا حتیٰ کہ اپنے شرکی وجہ سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کرم شخص دنیا میں قابل تعریف ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا عمل مقبول ہوتا ہے اس سے قریب اور دور والے سب محبت کرتے ہیں اور اس سے ناراض اور راضی انسان سب الفت رکھتے ہیں۔ دشمن اور رذیل اس سے دور رہتے ہیں اور عقلمند اور شریف کی مصاحبت اختیار کرتے ہیں اور میں نے سوائے فقر کے کوئی چیز نہیں دیکھی جو شریف کی شرافت میں عیب لگائے چاہے یہ فقر دل میں ہو یا اشیاء اور مال میں ہو۔

حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بڑوں کی مجلس اختیار کرو اور دانشوروں سے تعلق رکھو اور سوال علماء سے کرو۔



## باب (۳۱)

## ﴿چغل خوروں کی بات قبول کرنے پر تنبیہ﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ ایک شخص چغلی کھاتا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔  
ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام لوگوں پر لازم ہے کہ ایسے اسباب سے بچیں جن سے آپس میں دشمنی اور بغض پیدا ہو اور ایسی کوشش نہ کریں جو اختلاف اور افتراق کا ذریعہ بن جائے عقلمندان سے دور رہتا ہے اور چغل خور کی کسی بات کو قبول نہ کیا جائے یہ جاننے کی وجہ سے کہ وہ انجام کے اعتبار سے گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے۔

## حضرت سلیمان علیہ السلام کی نصیحت

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ ”بیٹا چغل خوری سے بچو کیونکہ یہ تلوار سے زیادہ تیز ہے۔“  
مجھے کریزی نے اشعار سنائے۔

من نَمَّ في الناس لم تؤمن عقاربه      على الصديق، ولم تؤمن أفاعبه  
كالسيل بالليل، لا يدري به أحد      من أين جاء ولا من أين يأتيه  
فالويل للعهد منه كيف ينقضه      والويل للود منه كيف يفنيه  
(ترجمہ) ”جو لوگوں میں چغل خوری کرتا ہے تو اس شخص کے بچھوؤں اور سانپوں جیسے ڈنگ سے دوست بھی محفوظ نہیں رہتا وہ رات کے سیلاب کی طرح ہے کہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ سیلاب کہاں سے آیا اور کس طرف سے آئے گا۔ اس کے عہد و وعدے



کے لئے ہلاکت ہے وہ اسے کیسے توڑتا ہے اور اس کی محبت کا  
ستیاناس ہو کہ وہ کیسے اسے ختم کرتا ہے۔“

### بعض صفات پر آخرت میں اکرام

عمر بن مینون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے  
رب کے پاس تیزی سے پہنچے تو انہوں نے ایک شخص کو عرش کے نیچے دیکھا تو ان کو اس  
شخص کے مرنے پر رشک آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کا نام پوچھا  
تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہیں اس کے تین عمل بتا دیتا ہوں۔ (۱) یہ لوگوں کے اموال کی  
وجہ سے ان سے حسد نہیں کرتا تھا۔ (۲) والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا۔ (۳) نہ ہی  
چغلی خوری کرتا تھا۔

### ایک دیہاتی عورت کی نصیحت

تھی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دیہاتی عورت کو کہتے سنا جو اپنے بیٹے کو  
وصیت کر رہی تھی اس نے کہا بیٹے تم راز کی حفاظت کرنا اور چغلی خوری سے بچنا کیونکہ یہ  
محبت ختم کر کے دشمنی ابھارتی ہے۔

### چغل خور پر اعتماد نہ کریں

پھر کسی شخص کے متعلق اگر چغل خوری کا علم ہو تو اس کی مجلس سے بچا جائے اور  
اس کی محبت پر اعتماد نہ کیا جائے بلکہ اس سے تعلق منقطع کر دیا جائے۔

### ابن ہمام اور ایک چغل خور

علی بن محمد مدائنی فرماتے ہیں کہ کسی چغل خور نے عبداللہ بن ہمام سلویٰ کی  
چغلی زیاد کو لگائی۔ زیاد نے ان کو بلایا اور ان سے کہا کہ اے ابن ہمام تم میری مذمت اور  
برائی کرتے ہو؟ عبداللہ بن ہمام نے کہا کہ اللہ آپ کو خیر و بھلائی دے میں نے ایسا  
بالکل نہیں کیا اور نہ ہی آپ مذمت کے لائق ہیں۔ زیاد نے کہا کہ مجھے اس شخص نے بتایا



ہے یہ کہہ کر اس نے اس شخص کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ ابن ہمام نے تھوڑی دیر گردن جھکائی پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر اشعار پڑھے۔

وَأَنْتَ امْرُؤٌ: إِمَّا أَنْتُمْ تَكْ خَالِيَا فَخَنْتَ، وَإِمَّا قُلْتَ قَوْلًا بِلَا عِلْمٍ

فَأَنْتَ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي كَانَ بَيْنَنَا بِمَنْزِلَةِ بَيْنِ الْخِيَانَةِ وَالْإِثْمِ

(ترجمہ) ”تم ایسے شخص ہو کہ اگر تمہیں امین بنایا جائے تو تم

خیانت کرو گے یا بے بنیاد اور جھوٹی بات کرو گے۔ چنانچہ تمہارا

مقام اس معاملے میں جو ہمارے درمیان ہے خیانت اور گناہ کا

مقام ہے۔“

زیادہ کو عبداللہ بن ہمام کا جواب پسند آیا چنانچہ اس نے ان کا اکرام کیا اور چغلی

کھانے والے کی بات قبول نہیں کی اور اسے دور کر دیا۔

### چغل خور کسی طرح قابل اعتماد نہیں

تجین بن ثنی کہتے ہیں کہ کسی نے لیث بن سعد کی شکایت مصر کے حاکم سے کر

دی چنانچہ حاکم نے ان کو بلا کر کہا اے ابو حارث (لیث کی کنیت ہے) اس شخص نے آپ

کی طرف سے یہ باتیں پہنچائی ہیں لیث نے جواب دیا اے امیر اس سے پوچھیے کیا وہ

باتیں جو آپ کو اس نے پہنچائیں ہیں اس پر ہم نے اس کو امین بنایا تھا کہ اس میں اس

نے ہمارے ساتھ خیانت کی تو خائن کی بات قبول کرنا آپ کے مناسب نہیں یا اس نے

جھوٹ بولا تو جھوٹے کی بات آپ قبول نہ کریں امیر نے کہا اے ابو حارث آپ نے

سچ کہا۔

### حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کا ارشاد

ابراہیم بن ابوعملہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا ”اے ام درداء ایک شخص نے عبد الملک

بن مروان کے سامنے آپ کی شکایت اور برائی کی ہے ام درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا



اگر ہم پر ایسا عیب لگایا گیا ہے جو ہمارے اندر نہیں تو کسی ایسی بات سے جو ہمارے اندر نہیں ہماری صفائی بھی ہو جائے گی۔

### چغل خور زیادہ بات بیان کرتا ہے

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاقل پر لازم ہے کہ وہ چغل خور کی باتوں سے چشم پوشی کرے اور ان باتوں کو بھلائی کی طرف پھیر دے اور ایسا رویہ اختیار نہ کرے جو عاقل کے لئے مناسب نہیں اور ایسے غور و فکر سے بچے جو عقل پر عیب لگائے۔ اس لئے کہ چغل خور جسے بات پہنچاتا ہے اسے کہنے والے سے زیادہ بات پہنچانا مقصود ہوتا ہے کیونکہ جسے چغلی پہنچائی گئی اس کے لئے براہ راست اس بات کو سننا مشکل ہے۔ اور چغل خور اس بات کو اپنے سامنے سن چکا ہوتا ہے۔

### حسن بن سہل کی مامون سے درخواست

عباس بن میمون کہتے ہیں کہ مامون نے حسن بن سہل جو اس کے وزیر تھے ان کو جب وزارت سے رخصت کیا جب وہ رخصت ہونے لگے تو مامون نے حسن سے پوچھا کیا تمہاری کوئی ضرورت ہے انہوں نے کہا جی ہاں امیر المومنین۔ آپ میری حفاظت اپنے دل کی ان باتوں سے کریں جن کا ادراک آپ ہی کر سکتے ہیں اور ہمارا معاملہ کثیر عزمہ کے اس شعر کی طرح ہے۔ شعر

و کونی علی الواشین لداء شعبة کما أن للواشی الد مغوب  
(ترجمہ) ”تم چغل خوروں پر سخت فتنہ بن جاؤ جس طرح چغلی

کھانے والا سخت فتنہ پرور ہوتا ہے۔“

### چغل خور سب سے بڑا جادوگر

یحییٰ بن ابی کثیر کہتے ہیں کہ چغلی کھانے والا شخص ایک گھڑی میں وہ کام کر جاتا ہے جو کام جادوگر ایک ماہ میں نہیں کر سکتا۔



## ایک چغل خور غلام کا قصہ

حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو غلام بیچا اور یہ کہا کہ میں اس کی چغل خوری سے بری ہوں اس نے اس شرط پر خرید لیا پھر وہ غلام اپنی مالکین کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کا شوہر آپ سے محبت نہیں کرتا وہ دوسرا نکاح کر بیوا ہا ہے کیا آپ چاہتی ہیں کہ وہ آپ پر مہر بان ہو جائے؟ مالکین نے کہا ہاں۔ چنانچہ غلام نے عورت سے کہا کہ تم استرا لو اور اپنے شوہر کی داڑھی کے گلے کی طرف بال اور بغل کے کچھ بال کاٹ لو۔ پھر غلام اپنے مالک کے پاس آیا اور کہا کہ تمہاری بیوی باغی ہو کر دوسرے سے مل گئی ہے اور وہ تمہیں قتل کر دے گی کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہ بات ظاہر ہو جائے؟ تو مالک نے کہا کہ ہاں تو غلام نے اسے کہا کہ آپ رات کو نیند کا بہانہ کر کے لیٹ جائیں چنانچہ مالک ویسے ہی لیٹ گیا اتنے میں عورت استرا لے کر آئی تو مالک نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا اور عورت کے اولیاء نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا۔

ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اور اس جیسی مثالیں چغلی کا نتیجہ ہیں اس

لئے کہ

- (۱) چغلی پردہ دری کرتی ہے۔
- (۲) رازوں کو ظاہر کر دیتی ہے۔
- (۳) دشمنی پیدا کرتی ہے۔
- (۴) محبت دور کر کے عداوت کو جگاتی ہے۔
- (۵) لوگوں کو ٹکڑے کر کے کینے کو ابھارتی ہے۔
- (۶) آپس میں کنارہ کشی کو بڑھاتی ہے۔

چنانچہ جس شخص تک کسی نے کوئی چغلی پہنچائی ہو تو اس پر لازم ہے کہ چغل خور پر ناراضگی کا اظہار کرے اور وہ معذرت کر لے تو اس کا عذر قبول کرے اور زیادہ ناراضگی سے احتراز کرے اور اس سے بچنے کی وجہ سے نفس کو شکر پر آمادہ کرنے اور نقصان پر صبر کرے اور برائی اور گناہ پر ندامت ہو۔



## حضرت معاویہ اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کسی بات پر ناراض ہو گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ آپ چند اشعار سنئے۔ جن میں میں نے آپ پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے انہوں نے فرمایا سنائیے۔

لعمرك ما أدري، و انى لأوجل على أينما تعدوا المنية أول  
و انى على أشياء منك ترينى كثيرا لذو صفح على ذاك مجمل  
اذا انت لم تنصف اخاك وجدته على طرف الهجران لو كان يعقل

(ترجمہ) ”آپ کی قسم مجھے معلوم نہیں اور میں اس پر غم زدہ ہوں

کہ ہم میں سے کس کو موت پہلے آئے گی اور آپ کی جانب سے

چند چیزوں نے مجھے شک میں مبتلا کر دیا ہے اور میں اس کی وجہ

سے اعراض کرتا ہوں۔ جب تو نے اپنے بھائی سے انصاف نہ کیا

اگر وہ عقل رکھتا تو اسے آپ کنارہ کش پاتے۔“

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر آپ میرے بعد شاعر بن گئے

اس کے بعد حضرت معن بن اوس رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے

ان سے پوچھا کیا آپ نے ہمارے بعد کوئی چیز بنائی انہوں نے فرمایا جی ہاں پھر وہی

اوپر کے اشعار پڑھنے لگے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے یہ اشعار عبداللہ بن

زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی سنائے ہیں کیا آپ کا مقصد بھی یہی ہے۔ حضرت معن رضی

اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں معانی مرتب کرتا ہوں اور وہ اسے اشعار میں ڈھالتے ہیں اور

اس کی اور میری مرضعہ (دودھ پلانے والی) ایک ہے اس لئے بسا اوقات ایک بات وہ

کہتے ہیں پھر میں اسے کہتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے۔

حسین بن اسحاق الاصفہانی فرماتے ہیں کہ علی بن حجر السدی نے اپنے کسی

دوست کو یہ اشعار لکھے۔

أحسن السي عتابك غير أنى أجلك عن عتاب فى كتاب



و نحن اذا التقينا قبل موت شفیت غلیل صدري من عتابي  
وان سبقت بنا ایدی المنایا فکم من عاقب تحت التراب  
(ترجمہ) ”میں آپ کے عتاب کا مشتاق ہوں مگر آپ کے عتاب  
میں تاخیر کی وجہ سے میں نے خط لکھا اور ہم جب موت سے پہلے  
میں گے تو میں اپنے غصے کو اپنی ناراضگی اور عتاب سے صاف کر  
دوں گا اور اگر موت کے ہاتھوں نے ہماری جانب سبقت کی تو  
کتنے ہی عتاب کرنے والے مٹی کے نیچے ہیں۔“

### دوستوں کی لغزش اور کوتاہی کو معاف کیجئے

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقلمند پر لازم ہے کہ اپنے ساتھی کی لغزش پر  
سرزنش اور خفگی سے کوتاہی نہ کرے اس لئے کہ جس پر خفگی نہ کی جائے وہ غلطی نہیں  
چھوڑتا اور خفگی کے سبب کو دور کرنے والا غلطی نہیں کرتا وہ ایسا ہی ہے کہ جس کی مغفرت  
ہوئی تو اسے عذاب نہیں دیا جائے گا اور خفگی کا اظہار دل میں کینہ چھپانے سے بہتر ہے  
اور بعض عتاب درگزر کرنے سے زیادہ نافع ہوتے ہیں۔ محمد بن اسحاق واسطی نے مجھے  
اشعار سنائے۔

اذا ما امرؤ ساء تک منه خلیقة فکاتمته، فالو هن فی ذاک ترکب  
لعلک لو عاتبته، ثم لمتہ۔ السیرک، حتی لم تکن تتعجب  
(ترجمہ) ”جب تجھے کسی کی عادت بری لگی اور تو نے اسے چھپایا  
تو کمزوری اس شخص پر سوار رہے گی اگر تو نے ناراضگی کا اظہار  
کر کے اسے ملامت کی تو وہ درست ہو کر تجھے خوش کر دے گا پھر  
خفگی اور ناراضگی کی تجھے ضرورت نہ رہے گی۔“

### ڈانٹ ڈپٹ زیادہ مت کیجئے

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقلمند شخص عتاب و خفگی میں زیادتی نہ کرے



کیونکہ اس سے یہ خوف ہے کہ اس نے جس کام پر ناراضگی یا خفگی کا اظہار کیا ہے وہ شخص اسے دوبارہ کرے گا اس لئے کہ جس کی ہر غلطی پر سرزنش کی جائے وہ رنج ہو کر بغض رکھنے لگتا ہے اور کثرت سے سرزنش کرنا سوء ادب ہے جس طرح سرزنش کو بالکل ترک کرنا بے ادبی ہے اور سرزنش کی زیادتی محبت کو ختم اور دشمنی پیدا کرتی ہے۔  
مجھے محمد بن ابوعلی الصید اوی نے اشعار سنائے۔

اذا كنت فى كل الأمور معاتباً خلیلک لم تلق الذی لاتعاتبه  
فعش واحداً، أوصل أحاک فانه مقارف ذنب مرةً ومجانبه  
(ترجمہ) ”جب تم ہر معاملے پر خفگی اختیار کرو گے تو تمہیں ایسا  
دوست نہیں ملے گا جس میں خفگی کی کوئی بات نہ ہو اب یا تنہا رہو یا  
ایسا دوست بناؤ جو کبھی غلطی نہ کرے گا اور کبھی نہیں کرے گا جب تو  
نے تنکے والا پانی نہیں پیا تو تو پیاسا رہے گا اور کون سے لوگ ہیں  
جو بالکل صاف ہوں۔“

### حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سرزنش عتاب میں کثرت مت کرو کیونکہ یہ  
دشمنی اور بغض پیدا کرتا ہے اور اس کی کثرت سوء ادب ہے۔



## باب (۳۲)

## ﴿معذرت کرنیوالے کا عذر قبول کرنے کی فضیلت﴾

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی سے معذرت کی اور اس نے قبول نہ کی تو اس پر گناہ ٹیکس لینے والے کے گناہ کی طرح ہے۔  
ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقلمند شخص پر واجب ہے کہ جب اس کا بھائی کسی کوتاہی کا عذر پیش کرے تو وہ عذر قبول کر لے اور ایسا خیال کرے کہ اس نے کچھ نہیں کیا کیونکہ جس نے کسی کا عذر قبول نہ کیا تو مجھے خوف ہے کہ وہ حوض کوثر پر رسول اللہ ﷺ سے نہ مل سکے گا اور جس شخص سے کوئی زیادتی ہو جائے تو اپنے اس بھائی سے اس کو معذرت کرنا واجب ہے۔ مجھے محمد بن عبد اللہ بن زحیٰ بغدادی نے اشعار سنائے۔

اذا اعتذر الصديق إليك يوماً      من التقصير عذر أخ مقرر  
فصنه عن جفائك، واعف عنه      فان الصفح شيمة كل حر  
(ترجمہ) ”جب آپ کا دوست کسی دن عذر پیش کرے اور اپنی کوتاہی کا اقرار کرے تو اس کی کوتاہی نظر انداز کر کے اسے معاف کر دو اس لئے کہ درگزر کرنا ہر آزاد مرد کی عادت ہے۔“

## خلیفہ سلیمان اور خالد بن عبد اللہ

ابن عائشہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک خالد بن عبد اللہ پر غصہ ہوئے تو خالد بن عبد اللہ نے آکر کہا اے امیر المومنین قدرت حفاظت کو ختم کر دیتی ہے اور آپ کا مرتبہ سزا دینے سے بلند ہے اگر آپ معاف کریں تو آپ اس کے لائق ہیں اور



اگر آپ سزا دیں تو میں اسی قابل ہوں چنانچہ سلیمان بن عبد الملک نے اس کو معاف کر دیا۔

### عذر پیش کرنے کا ایک طریقہ

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص معذرت کو پسند نہیں کرتا تو آدمی پر لازم ہے کہ اس کے سامنے کسی حیلے سے عذر پیش نہ کرے بلکہ صاف صاف بات کرے اور بار بار عذر پیش نہ کرے کیونکہ یہ تہمت کا سبب ہے اور تمام احوال میں تقلیل عذر بہتر ہے اس لئے کہ اعذار عام طور پر جھوٹے ہوتے ہیں اور جو شخص اپنی غلطی کا اعتراف کرے وہ معافی کا مستحق ہے اس لئے کہ عذر زنی سے پیش کرنا غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے اور صاحب عذر جب حق پر ہو تو وہ اپنے قول و فعل میں تواضع و نرمی اختیار کرتا ہے۔ مجھے کر بڑی نے اشعار سنائے۔

وانی وان اظہرت لی منک جفوةً      والزمونی ذنبا وان کنت معرما  
لراضی لنفسی مارضیت لہابہ      اراک بہا منی اسر وارحما  
(ترجمہ) ”اگر میں نے جرم کیا اور آپ سے اپنی بد اخلاقی کو ظاہر کیا اور آپ نے مجھ پر گناہ لازم کر دیا تو میرا نفس اس سے راضی ہے جس سے آپ خوش ہیں اور اظہار کرنے کی وجہ سے میں نے آپ کو معاف کرنے اور رحم کرنے والا دیکھا ہے۔“

### جو عذر پیش کرے اسے قبول کر لو

عبد اللہ بن ضیق فرماتے ہیں کہ کہاوت ہے کہ جو کسی کو آپ کے خلاف اکسائے اس سے درگزر کرو اور جو عذر پیش کرے اس کا عذر قبول کر لو۔

### غلط بات دیکھ کر عذر سمجھو

ابو قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تجھے اپنے بھائی کی ناپسندیدہ عادت کا علم ہو جائے تو اس کے لئے عذر تلاش کر، اگر تجھے عذر نہ ملے تو یہ خیال کر کہ ہو سکتا ہے



کہ اس کے پاس عذر ہو جس کا مجھے علم نہیں ہے۔

### چھپ کر گناہ کرنے والے کا گناہ علی الاعلان نہ بتائیں

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقلمند شخص کے لئے واجب ہے کہ جس شخص نے علانیہ گناہ نہیں کیا ہو کسی کے سامنے اس کا اعلان نہ کرے کیونکہ صاحب عذر دو حال سے خالی نہیں وہ اپنے عذر میں سچا ہوگا یا جھوٹا ہوگا اگر سچا ہے تو معافی کا حقدار ہے اس لئے کہ لوگوں میں سب سے برا وہ ہے جو غلطی نہ بتائے اور لغزشوں کو نہ چھپائے اور اگر صاحب عذر جھوٹا ہے تو آدمی پر لازم ہے جب اس کا جھوٹ اور عذر میں تواضع معلوم ہو تو پچھلی برائی پر اسے سزا نہ دے بلکہ اس کے تواضع کا شکر گزار ہو جس کے ساتھ اس نے عذر بیان کیا ہے۔ اور صاحب عذر کا تواضع اختیار کرنا عیب نہیں ہے۔

ابرش کا شعر ہے۔

ہبنی أسأت، کما زعمت فأین عاطفة الاخوة؟

اوان أسأت، کما أسأت فأین فضلك والمروة؟

(ترجمہ) ”جیسا کہ تیرا گمان ہے کہ میں نے برائی کی ہے تو تو

مجھے بخش دے پس کہاں گئی بھائیوں کی مہربانی؟ یا اگر میں نے

حقیقتہً برائی کی تو تو نے بھی کی ہے تو تمہارا فضل اور مروت کیا

ہوئی؟“

### ابودلف کو عبد اللہ بن طاہر کا خط

حمید بن سنان خالدی کہتے ہیں کہ ابودلف کے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ میں ایک دن ابودلف کے پاس گیا اس کے سامنے خط رکھا تھا اور وہ ہنس رہے تھے ابودلف نے کہا کہ یہ عبد اللہ بن طاہر کا خط ہے اس میں اشعار ہیں میں چاہتا ہوں کہ تمہیں سناؤں اور یہ اشعار اس وجہ سے ہیں کہ میں نے اسے مشورہ دینے میں تاخیر کی اور اس کی جانب یہ اشعار لکھے۔



اری و دکم کالورد لیس بدائم ولاخیر فیمن لایدوم له عہد  
وودی بکم کالاس حسناً وبہجۃ له نصرة بقی اذا فنی الورد  
(ترجمہ) ”میں نے آپ کی محبت کو دیکھا کہ وہ گلاب کی طرح ہمیشہ  
رہنے والی نہیں اور اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے جس کا عہد پکانہ ہو  
اور میری محبت آپ کے ساتھ اس درخت کی طرح حسن اور رونق  
میں ہے اس کی تازگی باقی رہے گی جب کہ گلاب فنا ہو جائے گا۔“  
پھر عبداللہ بن ظاہر نے مجھے یہ اشعار لکھ بھیجے ہیں۔

شہت و دی الورد، فہو مشا کلی و ہل زہر الاوسیدھا الورد  
وشہت منک الود بالاس فی البقا ولم تخلف التشبیہ فیک ولم تعد  
فودک کالاس المریز مذاقہ و لیس له فی الریح قبل ولا بعد  
(ترجمہ) ”تو نے میری محبت کو گلاب سے تشبیہ دی تو وہ میرے  
مناسب ہے اس لئے کہ ہر پھول کا سردار گلاب ہے اور تو نے اپنی  
محبت اس درخت سے باقی رہنے میں تشبیہ دی اور تشبیہ نہ تیرے  
خلاف ہے اور نہ تشبیہ نے تجھ سے تجاوز کیا چنانچہ تمہاری محبت  
کا ذائقہ اس درخت کی طرح پختہ ہے لیکن اس کے لئے کوئی خوشبو  
نہیں نہ پہلے اور نہ ہی بعد میں ہے۔“

### ابوالاسود دکنی اور ان کا دوست

عیسیٰ بن عمر کہتے ہیں کہ ابوالاسود الدولی کا ایک دوست تھا ایک دن ابوالاسود  
نے اس میں ناپسندیدہ بات دیکھی تو ابوالاسود نے یہ اشعار کہے۔

رایست امراً لکن ابلہ اتانی فقال اتخذنی خلیلا  
فخاللته ثم صافیه فألفیتہ غیر مستعتب  
فلم ینقص الودمنہ فتیلا ولا ذاکر اللہ الا قلیلا  
فراجعتہ ثم عاتبتہ الست حقیقا بتودیعة



عتاباً رفیقاً و قولاً جمیلاً و اتبع ذلک ہجراً طویلاً

(ترجمہ) ”میں نے ایک شخص دیکھا میں احمق اور کمزور رائے والا

نہیں ہوں وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا مجھے دوست بناؤ میں نے

اس سے دوستی کی پھر خالص دوستی کی اس سے محبت میں ایک

دھماگے برابر کی نہیں ہوئی پھر میں اسے اچھی عادت کی طرف لایا

اور بری عادت پر ہلکی سرزنش کی اور اچھی بات کہی پھر میں نے اس

سے محبت کی بغیر ناراضگی کے اس حال میں کہ میں اللہ کا ذکر کم کرتا

تھا کیا میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ میں جدا ہوں اور اسے

ہمیشہ کے لئے چھوڑ دوں۔“

### معذرت کرنا قابل تعریف عمل ہے

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معذرت کرنا غموں کو ختم کر دیتا ہے اور اس

سے کینہ اور دشمنی دور ہو جاتی ہے اور معذرت میں کمی سے بڑی برائیوں اور گناہوں میں

ملوث ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اور معذرت کی کثرت تہمت اور بری رائے کا سبب ہے اور

معذرت قابل تعریف عادت ہے جس کی وجہ سے عجب اور تکبر ختم ہوتا ہے اس لئے عاقل

ہر لغزش کے وقت معذرت کو لازم رکھے۔

### ابن عتبہ اور ابن زائدہ کا واقعہ

عطا بن مصعب فرماتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عتبہ بن سعید، معن بن زائدہ

کے پاس یمن آئے اور ان کے درمیان عداوت تھی جب معن نے ان کو دیکھا تو کہا اے

عبدالرحمن کس وجہ سے میرے پاس آئے ہو اور کس خیر کی مجھ سے امید ہے؟ عبدالرحمن

بن عتبہ نے جواب دیا اللہ امیر کا بھلا کرے آپ میری بات سننے میں آپ کو دو شعر

سناؤں گا جو نصیب نے عبدالعزیز بن مروان کے بارے میں کہے تھے۔ انہوں نے

پوچھا وہ کیا ہیں؟ چنانچہ عبدالرحمن نے اشعار پڑھے۔



لو كان فوق الأرض حي فعاله كفعلك أو للفعـل منك مقارب  
 لقلت له هذا، ولكن تعذرت سواك على المستعـيين المذاهب  
 (ترجمہ) ”اگر زمین کے اوپر کسی زندہ شخص کا فعل آپ کے فعل اور  
 کام کی طرح ہے یا اس کے قریب ہے تو میں اس کے لئے یہ کہتا  
 لیکن راستوں نے تیرے سوا ناراض ہونے والوں پر عذر کیا۔“  
 یہ سن کر معن نے ان سے کہا کہ آپ یہیں مقیم ہو جائیں۔ میں گزرے ہوئے  
 کاموں کا تجھ سے مواخذہ نہیں کروں گا اور نہ موجودہ پر ڈانٹوں گا۔

### ابن سماک کو بہترین جواب

ابن سماک، محمد بن سلیمان یا حماد بن موسیٰ (جوان کا کاتب تھا) سے اعراض  
 کرنے لگے اس نے پوچھا کیا بات ہے کہ آپ مجھ سے اعراض کر رہے ہیں؟ ابن  
 سماک نے کہا کہ مجھے آپ کی طرف سے ایک ناپسندیدہ بات پہنچی ہے۔ انہوں نے کہا  
 کہ اس وقت مجھے پرواہ نہیں ابن سماک نے پوچھا کیوں تو اس نے جواب دیا اگر وہ  
 بات گناہ ہے تو آپ نے معاف کر دی ہوگی اور اگر وہ جھوٹ ہے تو آپ نے قبول نہیں  
 کی ہوگی۔ اس طرح دونوں میں پھر سے محبت پیدا ہو گئی۔



## باب (۳۳)

## ﴿راز چھپانا ضروری ہے..... اس کی اہمیت کا بیان﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔  
 ”ضروریات پوری کرنے کے لئے راز چھپا کر مدد چاہو اس لئے کہ ہر نعمت پر  
 کوئی نہ کوئی حسد کرنے والا ہوتا ہے۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس حدیث کی اسناد حسن اور طریق غریب ہے۔ لہذا جو  
 شخص اہل عقل کے طریقے پر چلے اس پر لازم ہے کہ کوئی راز کی بات کسی معتمد وغیر معتمد  
 کے سامنے ظاہر نہ کرے کیونکہ گردش دوران اپنا کام دکھاتی ہے چنانچہ راز فاش ہونے کی  
 صورت میں وفا جفا میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ۔  
 مجھے اس شخص پر تعجب ہے جسے اپنے بھائی کی آنکھ میں پڑا تنکا تو نظر آ جاتا ہے  
 مگر اپنی آنکھ میں پڑا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اور وہ شخص جو کہ دوسرے کے کینے کو تو خوب  
 محسوس کرتا ہے لیکن اپنے دل میں کینے کو گھر کرنے دیتا ہے۔ میں جب کسی چیز پر حقیقتاً  
 نادم نہیں ہوا تو پھر مصنوعی ندامت پر خود کو ملامت کیونکر کروں۔ اور مجھے اس پر بھی تعجب  
 ہے کہ اپنا راز کسی پر عیاں کروں اور پھر اس کے فاش کرنے پر اس شخص کو ملامت کروں۔  
 اس کو ملامت کیسے کروں جبکہ میں خود اس راز سے تنگ تھا۔

مجھے علی بن محمد بسامی نے یہ اشعار سنائے۔

تبیح بسرک ضیقاً بہ      و تبغی لسرک من یکتہم  
 و کتمانک السر ممن تخاف بہ      و من لا تخافنہ احزم  
 اذا ذاع سرک من مخبر      فانت و ان لمتہ ألوم



(ترجمہ) ”تم اپنے راز سے تنگ ہو کر ایسے آدمی کے متلاشی ہو جو

اس کو چھپالے، راز چھپانے کے معاملے میں خواہ کسی شخص سے

تمہیں خوف ہو یا نہ ہو بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے جب

تمہارے راز کی اطلاع پانے والا شخص اسے بیان کر دے تو اسے

برا کہتے ہوئے ملامت کے زیادہ حقدار تم ہو۔“

مجھے عبدالعزیز بن سلیمان نے یہ اشعار سنائے۔

إذا اضاق صدر المرء عن بعض سره فآلقاه في صدرى فصدرى أضيى

ومن لامنى فنى ان اضيع سره وضعه قبلى فذو السر احرق

(ترجمہ) ”جس کا سینہ اپنا راز چھپانے سے عاجز ہو جائے اور وہ

اپنا راز میرے سینے کے حوالے کر دے تو میرا سینہ تو زیادہ تنگ ہے

اور پھر وہ مجھے راز ضائع کرنے پر ملامت کرے جبکہ وہ خود مجھ سے

پہلے اسے ضائع کر چکا ہے تو اس سے بڑا بے وقوف کوئی نہیں۔“

مدائنی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ

لوگوں میں سب سے زیادہ صبر کرنے والا شخص وہ ہے جو اپنے دوست پر اپنا

راز اس خوف سے ظاہر ہونے نہ دے کہ مبادا کبھی آپس میں رنجش ہو جائے تو کہیں وہ

اس کو فاش نہ کر دے۔

مجھے بغدادی نے یہ اشعار سنائے۔

صن السر بالکتمان ير ضیک غبه فقد يظهر المرء المضیع فیندم

فلا تلجنن سرا الى غیر حرزه فيظهر حرز السوء ما کنت تکتتم

(ترجمہ) ”راز کو چھپا کر محفوظ کر دو تمہاری خوشی اسی میں مضمر ہے

اس لئے یہ اس کو ظاہر کر کے ضائع کرنے والا شخص شرمندگی اٹھاتا

ہے اپنے راز کا ٹھکانہ کبھی کسی غیر محفوظ جگہ کو نہ بنانا ورنہ ایسی بری

حفاظت تمہاری کوشش پر پانی پھیر کر اسے فاش کر دے گی۔“



محمد بن اسحاق واسطی نے مجھے یہ اشعار سنائے۔

اذا المرء لم يحفظ سريرة نفسه وكان لسرا أخ غير كنوم  
فبعداله من ذي أخ ومؤدة وليس على ودله بمقيم  
(ترجمہ) ”جب کوئی شخص اپنا راز بھی محفوظ نہ رکھ سکے اور اپنے  
بھائی کا راز چھپانے والا بھی نہ ہو تو اس کی بھائی بندی اور محبت  
کہاں گئی وہ اس محبت پر کیوں کر قائم رہ سکتا ہے۔“

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے راز کی حفاظت اسے چھپا کر کر لی تو  
اس کی تدبیر کامل ہو گئی اور کامیابی اس کی دسترس میں آگئی اور وہ عیب اور تکلیف اٹھانے  
سے محفوظ ہو گیا اگرچہ ان معاملات میں جن پر اسے قدرت حاصل ہے کچھ غلطی کر جائے  
یا کامیابی کے حصول میں کچھ کمی ہو۔

محتاج شخص اپنے راز کو ایک طرف میں محفوظ کر لیتا ہے اور ہر کس و ناکس سے  
اس کو چھپاتا ہے لیکن اگر وہ کسی مجبوری کا شکار ہو کر اس راز کو راز رکھنے سے عاجز ہو  
جائے تو پھر عقل مند آدمی اس راز کو صرف اپنے مخلص اور خیر خواہ کے حوالے کرتا ہے  
کیونکہ راز ایک امانت ہے اور اس کا فاش کرنا خیانت ہے۔ امانت دار کا دل اس راز  
کے لئے طرف کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ طرف بسا اوقات تنگ ہو جاتے ہیں لیکن کچھ  
ظروف وسعت والے بھی ہوتے ہیں جو امانت رکھے گئے رازوں کو اپنی وسعتوں میں  
سمولیتے ہیں۔

مجھے کریمی نے یہ اشعار سنائے۔

اجعل لسرك من فؤادك منزلا لا يستطيع له اللسان دخولا  
ان اللسان اذا استطاع الى الذي كتم الفؤاد من الشئون و صبولا  
الفيت سرك في الصديق وغيره من ذى العداوة فاشيا مبذولا  
(ترجمہ) ”اپنے راز کے لئے اپنے دل میں ایک ایسا گھر بناؤ جس  
میں زبان داخل نہ ہو سکے کیونکہ اگر ان احوال تک زبان کی رسائی



ہوگئی جنہیں تم نے دل میں بسایا ہوا ہے تو تم دوست کیا دشمن کیا  
سب کو راز فاش کرنے اور اسے ضائع کرنے والا پاؤ گے۔“  
مجھے منصر بن بلال انصاری نے یہ اشعار سنائے۔

ساکتھم سری واکتھم سرہ ولاغر نی انی علیہ کریم  
حلیم فیفشی، اوجھول یذیعہ وما الناس الا جاہل وحلیم  
(ترجمہ) ”ویسے تو میں اپنا اور اس کا راز پردہ خفائیں رکھوں گا لیکن  
مجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے کہ میں اس کے حق میں شریف  
الطبع واقع ہوں گا برد بار شخص بھی راز فاش کر سکتا ہے اور جاہل بھی  
اس کو پھیلا دیتا ہے، لوگوں کی دو ہی قسمیں ہیں جاہل اور برد بار۔“  
ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ  
کہاوت ہے کہ عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے دوست سے بھی ڈرے۔  
ہمارے بعض دوستوں نے یہ اشعار سنائے:

لعمرك كتمان الفتى سرا مانوى اعف وادنى للرشاد واکرم  
واجمل فى بث الحديث مقالة واحسن فى الاخلاق دوما واحزم  
(ترجمہ) ”تیری عمر کی قسم شریف آدمی کا راز کو محفوظ رکھنا اس کے  
لئے زیادہ پاکدامنی، زیادہ راہ راست پر رہنے اور زیادہ شرافت کا  
ذریعہ ہے۔ اور اس کے متعلق اچھی بات باقی رہنے، اس کے حسن  
اخلاق کو دوام بخشے اور زیادہ احتیاط کے پہلوؤں کو شامل ہے۔“  
ابو حاتم کہتے ہیں کہ رازوں کو آزاد چھوڑ دینا عاجز و بے بس ہونا ہے۔ یہ  
ضروری نہیں کہ اگر ایک چیز دوست سے چھپائی جائے تو بالآخر اسے دوست کے سامنے  
ظاہر کر دیا جائے اہل عقل کو غور کرتے ہوئے تجربہ کو کافی سمجھنا چاہئے۔

جس کے پاس کوئی بات امانت رکھی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے مخفی رکھے  
اس لئے کہ راز کہتے ہی اس کو ہیں کہ جسے چھپایا جائے۔ لہذا عقلمند کے لئے ضروری ہے



کہ وہ اپنے سینہ کو دوسروں کے لئے کشادہ رکھے تاکہ راز افشا نہ ہو۔  
اعمش کہتے ہیں کہ کسی کا سینہ اس کے راز کے لئے تنگ پڑ جاتا ہے حتیٰ کہ وہ  
اسے بیان کر دیتا ہے اور جسے بتاتا ہے اسے یہ کہتا بھی ہے کہ یہ بات کسی اور کو مت  
بتانا۔

حسین بن عبداللہ کہتا ہے۔

لا یکنم السرا لمن له شرف والسر عند کرام الناس مکتوم  
السر عندی فی بیت له غلق ضلت مفاتیحه والباب مختوم

(ترجمہ) ”راز کو تو وہی شخص چھپا سکتا ہے جو صاحب شرافت ہو

اور شرفاء کے ہاں راز چھپانے کی ہی چیز ہے۔ میرا راز ایسے گھر

میں ہوتا ہے جس میں تالا پڑا ہو اور چابیاں گم ہو گئی ہوں اور

دروازے پر مہر ”سیل“ لگی ہوئی ہو۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ

کامیابی ”احتیاط“ سے ہوتی ہے اور احتیاط کے لئے رائے کو گردش میں لانا  
پڑتا ہے، رائے کی مضبوطی رازوں کے محفوظ کرنے سے ہوتی ہے اور جو شخص اپنے راز  
چھپانے میں کامیاب ہو جائے تو بھلائی اس کے قبضے میں ہو جاتی ہے اور جس نے  
لوگوں کو اپنے رازوں سے باخبر کر دیا تو وہ ان کے سامنے کمزور پڑ جائے گا اور لوگ وہ  
راز فاش کر دیں گے اور جو شخص راز نہ چھپا سکا وہ پشیمان اور نادم ہوگا اور ندامت جس کا  
مقدر ہوگی وہ کم عقل ہوگا اور جو اس کیفیت پر برقرار رہا وہ جہالت کی طرف لوٹے گا۔  
لہذا راز فاش کرنے کے نتیجے میں جو ندامت اور افسوس اسے اٹھانا پڑے گا اس سے بہتر  
ہے کہ راز کی حفاظت کر لی جائے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

خشیت لسانی ان یكون خوونا فاودعته قلبی فکان امینا  
فقلت لیخفی دون شخصی وناظری ایا حرکاتی کن فی سکوناً



(ترجمہ) ”جب مجھے اپنی زبان کے خیانت کرنے کا خوف ہوا تو میں نے اس (زبان) کو دل کے پاس امانت رکھ دیا کیونکہ دل تو امین ہے ہی۔ پھر میں نے مطمئن ہو کر کہا کہ دل تو مجھ سے اور مجھے دیکھنے والے شخص سے بھی چھپاتا ہے۔ اے میری حرکت۔ پرسکون ہو جاؤ۔“

### مشورے کی سنت کی حقیقت

ابن شبرمہ حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ سورہ آل عمران کی آیت ”وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ“ (آیت نمبر ۱۵۹) میں مشورہ کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے کے محتاج نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ آپ ﷺ کے بعد یہ سنت (امت محمدیہ ﷺ میں) جاری رہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ جس شخص سے مشورہ مانگا جائے وہ امین ہے لیکن ضابطہ کے مطابق (دنیاوی احکام کے اعتبار سے) وہ ضامن نہیں ہوگا۔ مشورہ لینے والا غلطی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور رائے قائم کرنے میں باختیار ہوتا ہے۔ (یعنی مشورہ دینے والے کے مشورے کا پابند نہیں ہوتا)

وہ عقلمند جو عقلمندوں کے طریقہ پر چلے، اس کے لئے لازم ہے کہ وہ جان رکھے کہ مشورہ کرنے سے راز افشاء ہوتا ہے لہذا مشورے کے لئے سمجھ دار، خیر خواہ اور محبت و دینداری کے اوصاف کے حامل شخص کا انتخاب کرے اور جب مشورہ دیا جائے تو یہ ایک بڑی نعمت ہے اس نعمت کا حق یہ ہے کہ اس مشورہ پر عمل کیا جائے اور نعمت کا حق ادا کیا جائے اور مشورہ اگر مذکورہ اوصاف کے حامل سے کیا جائے گا تو (انشاء اللہ) برکت سے خالی نہ ہوگا۔

ابن عائشہ سے منقول ہے کہ حسن نے فرمایا کہ جب کسی قوم پر کڑا وقت آیا اور انہوں نے آپس میں (درپیش مشکلات کے حل کے لئے) مشورہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو صحیح ترین حل کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔



مجھے کریمی نے یہ اشعار سنائے۔

دبر اذا مارمت امر ابفكرة لتعلم ما نأتی وما تتجنب

وشاور نقی الرأی عند التباسه لکی یضح الأمه الذی هو اصبوب

(ترجمہ) ”جب تم کچھ کرنا چاہو تو بہت غور و فکر کر کے شروع کرو

تاکہ تم خوب سمجھ لو کہ تم کیا کرنے جا رہے ہو اور کس چیز سے تمہیں

بچنا چاہئے۔ اور اس کام میں الجھنیں دور کرنے کے لئے درست

سمت اختیار کرنے کے لئے کسی مخلص صاحب رائے شخص سے

مشورہ کرلو۔“

وہب بن منہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ تورات میں چار کلمات لکھے

ہیں۔

۱۔ جو مشورہ نہیں کرتا وہ نادم ہوگا۔

۲۔ جو بے نیازی اختیار کرے گا مالدار ہو جائے گا۔

۳۔ فقر و فاقہ سرخ موت ہے۔

۴۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند اور محبت کرنے والے شخص کے مشورے سے زیادہ

کوئی چیز انسیت والی نہیں اور اس کے مشورے کی مخالفت سے زیادہ کوئی چیز وشتناک

نہیں۔ اس لئے کہ مشورہ اور غور و فکر، برکت کے دروازے اور رحمت کی کنجیاں ہیں۔

جس شخص سے مشورہ کیا جائے اسے چاہئے کہ وہ خیر خواہی کے ساتھ مشورہ

دے اور رائے خوب چھان پھنگ کر دے اور حق بات بتائے۔ راہ راست پر چلے اور مشورہ

طلب کرنے والے کو اپنے جیسا سمجھے، خیانت کا مرکب نہ ہو اور خلوص کا برتاؤ کرے۔

اور اس طرح کا ہو جائے جیسا کہ علی بن محمد بسامی کے ان اشعار میں بیان کیا

گیا ہے۔

ومن الرجال اذا زکت احلامهم من یستشار اذا استشیر فیطرق



حتى يحول بكل واد قلبه - فيرى و يعرف مايقول و ينطق  
ان الحلیم اذا تفكر لم يكد - يخفى عليه من الامور الاوفق

(ترجمہ) ”لوگوں میں ایسے بھی ہیں کہ جب ان کی عقلیں ستمی ہو جاتی ہیں تو جب ان سے مشورہ لیا جاتا ہے تو وہ سوچنے کے لئے سر کو جھکا دیتے ہیں حتیٰ کہ ان کا دل ہر جولان گاہ میں گردش کرتا

ہے پھر اس کی نظر اور سمجھ وہاں تک پہنچ جاتی ہے جو اس کو زبان سے کہنا چاہئے۔ بردبار انسان جب غور و فکر سے کام لیتا ہے تو اس پر بہترین آراء مخفی نہیں رہتیں۔“

حضرت حسن کہتے ہیں کہ سمجھدار شخص سے مشورہ لینے والا شرمندہ نہیں ہوتا۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص پر لازم ہے کہ جب وہ ایسے لوگوں میں شامل ہو جن سے مشورہ لیا جا رہا ہو تو وہ یہ سمجھے کہ یہ وہ آخری شخص ہے جو مشورہ دے رہا ہے چنانچہ ایسا مشورہ بہت سوچ سمجھ کر ہوگا اور غلطیوں سے پاک اور بہت محفوظ ہوگا۔

جو شخص مشورہ لینا چاہے تو وہ یہ احتیاط ضرور کرے کہ کسی عاجز و بے کس شخص سے مشورہ نہ لے، جس طرح کوئی چست ہوشیار شخص کسی ست آدمی سے مدد طلب نہیں کرتا۔

مشورہ عین ہدایت ہے جو شخص مشورہ کرتا ہے وہ رہنمائی کو نہیں کھوتا اور جو شخص مشورہ کرنا ترک کر دیتا ہے وہ گمراہی کو نہیں کھوتا۔ اور جو شخص کسی سمجھدار سے مشورہ کرتا ہے کبھی نادم نہیں ہوتا۔

ابن ابی الحسین کہتے ہیں کہ کہاوت مشہور ہے کہ مشورے کے نتیجے میں کوئی شخص تباہ و برباد نہیں ہوا اور الگ تھلک رہنے والا شخص کبھی نیک بخت نہیں ہوا۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو اس کی اچھی عادت میں یہ بات ہوتی ہے کہ وہ کسی خیر خواہ عقلمند اور صاحب رائے سے مشورہ کرتا ہے اور اس کی پیروی کرتا ہے۔ اسے چاہئے کہ مشورہ کے وقت سچ کو مانے اور باطل موقوف



پڑٹ جانے کے بجائے حق کو تسلیم کرے۔  
 قابل قدر رائے اگرچہ کسی معمولی شخص کی جانب سے ہو حقارت کی نظر سے نہ  
 دیکھے اس لئے کہ قیمتی موتی کو یہ بات کم قیمت نہیں کرتی کہ اس کے حصول میں خواص کو  
 خطرات کم جھیلنے پڑے تھے۔ پھر استخارہ کر کے اس مشورے پر عمل کرے۔

مجھے بغدادی نے یہ اشعار سنائے:

اطع الحليم اذا الحليم عصاكا ان الحليم اذا عصاكا هداكا  
 واذا استشارك من تود فقل له اطع الحليم اذا الحليم نهاكا  
 ولن ابيت لتأتين خلافه اربا يحوطك اويكون هلاكا  
 واعلم بانك لن تسود ولن تری سبل الرشاد اذا اطعت هواكا

(ترجمہ) ”کوئی بردبار شخص جب تمہاری بات کی مخالفت کرے تو

تم اس کی اطاعت کرو اس لئے کہ وہ صاحبِ حلم جب تمہارے

ناموافق ہوگا تو اس میں بھی تمہارے لئے رہنمائی ہوگی اور جس

سے تمہیں محبت ہے اگر وہ تم سے مشورہ لے تو تم اس سے یوں کہو

کہ ”بردار کی اطاعت و فرمانبرداری کرو جب وہ تمہیں کسی امر سے

روکے اور اگر تم انکار کرو گے تو اس کے برعکس کوئی ایسا کام کر بیٹھو

گے جو تمہارا گھیراؤ کر لے گا۔ یا ہلاکت کا سبب ہوگا اور جان لو کہ

جب تم اپنی خواہشات نفسانیہ کے تابع ہو جاؤ گے تو نہ تمہیں سرداری

مل سکے گی اور نہ تم راہِ راست کو دیکھ سکو گے۔“

ابن المقفع کہتے ہیں کہ کسریٰ کے ایک وزیر کا قول ہے کہ تین قسم کے لوگوں  
 کی رائے قابلِ اعتبار نہیں تم ان سے مشورہ نہیں لینا۔

(۱) تنگ ظرف انسان

(۲) پیشاب روکنے والا

(۳) بدکلامی کرنے والی عورت کے شوہر سے۔



## باب (۳۴)

## ﴿مسلمانوں سے خیر خواہی کرنے کی ترغیب﴾

حضرت نسیم دازی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔  
 ”دین خیر خواہی کا نام ہے۔ پوچھا گیا کس کے لئے؟ فرمایا اللہ کے لئے۔  
 اس کے رسول ﷺ کے لئے مسلمان حکمرانوں کے لئے۔ اور عام مسلمانوں کے لئے۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لئے  
 اپنے اوپر خیر خواہی کو لازم سمجھے۔ ان سے خیانت کا دل میں خیال نہ لائے۔ اور نہ ہی قولاً  
 فعلاً ان سے خیانت کرے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ جب کسی سے بیعت لیتے تو نماز اور  
 زکوٰۃ کے ساتھ اسے مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کی بھی تلقین فرماتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا دھوکہ نہ دو۔ یہ کینوں کی خصلت ہے اپنے  
 بھائی کے لئے خیر خواہی کو خالص کرو۔ وہ اچھی ہو یا بظاہر ناپسندیدہ لگے۔ جہاں وہ رہے  
 اسی کے ساتھ رہو۔

کریزی نے کہا۔

قل للنصح الذى أهدي نصيحتته	سرا إلينا وسامته التكليف
النصح ليس له حدٌ فتعرفه	والنصح متوحشٌ منه ومالوفٌ
حتى اذا صرحت غنا عواقبه	كانت لنا عظةٌ منه وتعيّف
لو كان للنصح حدٌ يستبان به	مانا لتا حُسرةٌ منه وتلهيف
لكن له سُبُلٌ شتى مخالفةٌ	بعضٌ لبعضٍ فمجهولٌ ومعروف
والناس غاوٍ ودُورٌ شديدٌ ومحتلط	والنصح ممضى ومردودٌ وموقوف



(ترجمہ) ”کہو، تنہائی میں نصیحت کرنے والے کو جسے تکالیف نے پکڑ لیا ہے کہ نصیحت کی کوئی تعریف نہیں ہے جس کے ذریعے سے تم اسے پہچان سکو۔ بعض نصیحتوں سے وحشت آتی ہے اور بعض ماؤف ہوتی ہیں۔ نصیحت کے نتائج جب ظاہر ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ بعض نصیحتوں میں بھلائی اور بعض میں ڈانٹ اور سختی ہوتی ہے۔ اگر نصیحت کی کوئی تعریف ہوتی جس سے وہ پہچانی جاتی تو ہمیں اس سے حسرت اور افسوس نہ ہوتا۔ لیکن نصیحت کے ایک دوسرے سے مخالف مختلف راستے ہیں۔ بعض معلوم امور بعض نامعلوم۔ لوگ بھٹکے ہوئے، ہدایت یافتہ اور ملے جلے ہیں اس طرح نصیحت بھی مقبول، مردود، اور موقوف ہوتی ہے۔“

### خیر خواہی کرنے والا اچھا دوست ہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ بہترین دوست وہ ہے جو زیادہ سے زیادہ خیر خواہی کا سوچے۔ جیسا کہ بہترین عمل وہ ہے جو انجام اور اخلاص کے اعتبار سے اچھا ہو اور خیر خواہی کا وار بعض رکھنے والے کے سلام سے بہتر ہے۔ اور لازم ہے کہ عاقل اپنی ذات کی نمائش کئے بغیر خیر خواہی کو ہر عام و خاص کے لئے عام رکھے۔ اور ضروری نہیں ہے کہ نصیحت کرنے والا نصیحت کا اس شخص سے زیادہ حقدار ہو جس کو نصیحت کی جارہی ہے۔

### حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت

عبدالرحمن بن قاسم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ آئے تو ان سے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ملے اور کہا ”میں تمہیں ایک مشورہ دیتا ہوں تم اسے قبول کرلو۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ۔ ”دو“ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام پر برقرار رکھو۔ وہ آپ کے فرمانبردار رہیں گے کیونکہ اہل شام نے ان کو چکھا تو شیریں پایا۔ وہ بیس سال تک ان پر حکمران رہے ہیں



اور اس عرصہ میں نہ تو انہوں نے ان کو مال میں قابل سرزنش پایا اور نہ ہی آبرو میں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ واللہ اگر وہ مجھ سے ایک بستی کی بھی حکمرانی مانگیں تو میں انہیں وہ بھی نہ دوں۔ اس پر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میرا خیال ہے کہ وہ عنقریب بہت سی بستیوں اور زمینوں پر حکمران ہوں گے۔

### مومن دوسرے مومن کا خیر خواہ ہوتا ہے

حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن کا حصہ ہے۔ اور اسی طرح ایک مومن دوسرے مومن کے لئے آئینہ ہے۔ اگر اس میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتا ہے تو اس کو صحیح کرتا ہے اور خلوت اور جلوت میں اس کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ علی بن محمد بسامی نے کہا۔

امنت علی السرا مراً غیر حازم      ولكنہ فی النصح غیر مریب  
فذا ع بہ فی الناس حتی کأنما      بعلیاً ناراً أو قدت بشقوب  
مما کل ذی لب بمؤتیک نصحه      وما کل مؤت نصحه بلیب  
ولکن اذا ما استجمعا عند واحد      فحق لہ من طاعة بتطیب

(ترجمہ) ”میں نے اپنی خلوتوں کا امین ایسے شخص کو بنایا ہے جو

اگرچہ مضبوط نہیں ہے۔ لیکن اس کی خیر خواہی میں کوئی شک نہیں۔

خیر خواہی کے ساتھ لوگوں میں وہ ایسے مشہور ہوا جیسا کہ اس پر

شمعیں جل رہی ہوں۔ لازمی نہیں ہے کہ ہر عقلمند تجھے نصیحت

کرنے والا ہو اور نہ ہی ہر نصیحت کرائے والا عقلمند ہو سکتا ہے۔ البتہ

اگر ایہ دونوں خصلتیں کسی میں جمع ہو جائیں تو پھر اس کا حق یہ ہے

کہ اسے اطاعت میں سے وافر حصہ دیا جائے۔“

### دو ظالم شخص

بعض حکماء کا قول ہے کہ دو شخص ظالم ہیں ایک وہ جس کو نصیحت کی جائے اور



وہ اسے گناہ سمجھے۔ اور دوسرا وہ شخص جو تنگ مکان میں کشادہ جگہ ملنے پر چار زانوں ہو کر بیٹھ جائے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ تہمت نصیحت کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ نصیحت اس کے لئے ہے جو اسے قبول کرے۔ جیسا کہ دنیا اسی کے لئے ہے جو اسے چھوڑ دے اور آخرت اسی کے لئے جو اسے طلب کرے۔ ہر خیر خواہ پر محنت اور کوشش لازم ہے اگر نصیحت کرنے والا اپنی طبیعت پر بھاری لگنے والی نصیحت خود قبول نہ کرے تو جو وہ رائے دے گا تو اس پر اس کی کوئی مدح سرائی نہ کرے گا۔ بہرے سے مشورہ کرنا اس نصیحت کرنے والے سے بہتر ہے۔ جس سے لوگ اعراض کرتے ہوں۔ ناشکرے کو نصیحت کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو بنجر زمین میں بیج ضائع کرے نصیحت سے اعراض کرنے والا اکثر وہ شخص ہوتا ہے جس کو اپنی رائے پر ناز ہوتا ہے۔

ابرش نے کہا

اذا نصحت لذي عجب لترشده فلم يطعك فلا تنصح له ابدا  
فان ذا العجب لا يعطيك طاعته ولا يجيب الى ارشاده احدا  
وما عليك وان غاو غوى حقياً ان لم يكن لك قُربى اويكن ولدا

(ترجمہ) ”جب تم بھلائی کے ارادے سے خود پسند شخص کو نصیحت

کرو گے۔ تو وہ تمہاری نہ مانے گا۔ پس تم اس کو کبھی نصیحت نہ

کرو۔ کیونکہ خود پسند شخص تمہاری کبھی بھی فرمانبرداری نہیں کرے گا

اور جب وہ کسی کو بھلائی کا حکم دے گا تو اس کی بھی کوئی نہ مانے

گا۔ لہذا آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگرچہ بھٹکنے والا کئی زمانوں

تک بھٹکا رہے اگر وہ تیرا رشتہ دار اور بیٹا نہ ہو۔“

نصیحت تنہائی میں کرنی چاہئے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ خیر خواہی عام مسلمانوں پر لازم ہے لیکن اس کو تنہائی میں کرنا چاہئے کیونکہ جو اپنے بھائی کو تنہائی میں نصیحت کرے گا تو وہ اس کے لئے باعث



زینت ہوگا اور جو لوگوں کے سامنے کرے گا تو وہ اس کے لئے باعث عار ہوگا تو اپنی محنت کو ایسے کام میں لگانا جو مسلمانوں کے لئے باعث زینت ہو۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کو اپنے کام میں لگایا جائے جو کہ اس کے لئے باعث عار ہو۔

علی بن مدینی کہتے ہیں کہ سفیان نے مسعر کو کہا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہیں کوئی تمہارے عیوب بتلانے والا شخص ہو تو انہوں نے کہا اگر کوئی آکر مجھے میرے عیوب کی وجہ سے ڈائے تو ”نہیں“ اور اگر کوئی مجھے نصیحت کرنے آئے تو پھر صحیح ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پہلے اگر کوئی شخص اپنے بھائی میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتا تو اسے تنہائی میں حکم کرتا اور تنہائی میں ہی روکتا تھا اور اس کو پردہ پوشی اور برے کام سے روکنے دونوں کا اجر ملتا۔ لیکن آج کل اگر کوئی شخص دوسرے میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتا ہے تو اس کو غصہ دلاتا ہے۔ اور اس کی پردہ دری کرتا ہے۔

### نصیحت کرنے کا انداز

سفیان کہتے ہیں کہ طلحہ جبار بن وائل کے پاس آئے ان کے پاس کچھ لوگ تھے تو طلحہ ان سے سرگوشی کر کے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد عبد الجبار نے لوگوں سے کہا تم جانتے ہو کہ انہوں نے مجھ سے کیا سرگوشی کی وہ میرے کان میں یہ کہہ کر گئے ہیں کہ تم کل نماز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔

### نصیحت الفت پیدا کرتی ہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ نصیحت جب ایسے طریقے سے کی جائے۔ جیسا ہم نے بیان کیا تو وہ الفت پیدا کرتی ہے اور اخوت کا حق ادا کرتی ہے۔ وہ نصیحت کرنے والا جو کسی کی زینت چاہتا ہو اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ تنہائی میں نصیحت کرتا ہے اور وہ نصیحت کرنے والا جو دوسرے کو عار دلانا چاہتا ہو اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے نصیحت کرتا ہے۔ عاقل کو چاہئے کہ وہ دشمنوں کو تنہائی اور لوگوں کے سامنے نصیحت کرنے میں ہوشیار رہے۔



ابن زنجی بغدادی نے کہا

فَكَمٍ مِنْ عَدُوٍّ مُعْلَنٍ لَكَ نَصِيحَةٌ    عَلَانِيَةً وَالْغَشُّ تَحْتَ الْأَصَالِعِ  
وَكَمٍ مِنْ صَدِيقٍ مُرْشِدٍ قَدْ عَصَتْهُ    فَكُنْتَ لَهُ فِي الرُّشْدِ غَيْرَ مَطَاوِعِ  
وَمَا الْأَمْرُ إِلَّا بِالْعَوَاقِبِ أَنْهَا    سَيِّدٌ وَعَلَيْهَا كُلُّ سِرِّ وَذَائِعِ

(ترجمہ) ”کتنے ہی دشمن جو مجھے لوگوں کے سامنے نصیحت کرتے

ہیں اور فریب ان کی پسلیوں میں ہوتا ہے۔ اور کتنے ہی بھلائی کا

سوچنے والے دوست تو نے ان کی نافرمانی کی۔ اور تم نے بھلائی

میں ان کی نہ مانی۔ معاملات میں انجام کار ہی دیکھا جاتا ہے۔

انجام کار میں ہی ہر راز اور مشہور بات ظاہر ہوتی ہے۔“

ربیع بن خثیم نے یہ وصیت لکھی۔

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

یہ ربیع بن خثیم کی وصیت ہے وہ اس پر گواہ ہے اور گواہی میں اللہ ہی کافی ہے

وہی اپنے نیک بندوں کو بہتر بدلہ دینے والا ہے، میں اللہ سے اس حیثیت سے کہ وہ

میرا رب ہے راضی ہوا، اور محمد ﷺ سے اس حیثیت سے کہ وہ اللہ کے نبی ﷺ ہیں

اور اسلام سے اس حیثیت سے کہ وہ میرا دین ہے۔

عبادت گزاروں میں سے جس نے میری اطاعت کی وہ اللہ کی عبادت کرے

اسی کی حمد و ثنا کرے اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرے۔



## باب (۳۵)

## ﴿خطاب بن معلیٰ کی اپنے بیٹے کو وصیت﴾

خطاب بن معلیٰ نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے اللہ سے ڈرو اور اس کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرو جو جن کاموں کو اس نے حرام کیا ہے ان سے بچو۔ اس کی سنت اور اس کے احکام کی اتباع کرو یہاں تک کہ تیرے عیوب درست ہو جائیں اور تیری آنکھ ٹھنڈی ہو جائے بے شک اللہ سے کچھ بھی مخفی نہیں ہے، میں نے تمہارے لئے ایک نشان مقرر کر لیا ہے، اور ایک رسم کی داغ بیل ڈال دی ہے۔ اگر تم نے اسے یاد کر لیا اور اس پر عمل کیا تو بادشاہوں کی آنکھوں کو بھردو گے۔ اور فقراء تمہارے فرمانبردار ہو جائیں گے اور ہمیشہ وہ تمہاری طرف خود کو محتاج سمجھیں گے اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کی طرف راغب ہوں گے۔ اپنے والد کی اطاعت کرو، اس کی وصیت پر اقتضار کرو، اپنے ذہن کو اس کے لئے فارغ کرو، اپنے دل و دماغ کو اس میں مشغول رکھو۔

## وقار اور سنجیدگی اختیار کرو

بے ہودہ کلام زیادہ ہنسنا اور دوستوں سے زیادہ مزاح کرنے سے بچو، کیونکہ یہ چیزیں وقار کو ختم کرتی ہیں وقار کو اپناؤ لیکن اس بات کا خیال رکھو کہ لوگ تمہاری طرف تکبر کی نسبت نہ کریں، اور بڑائی کو تمہاری طرف سے نقل نہ کریں۔ دشمن اور دوست دونوں سے خوش روئی سے ملو، ان سے تکلیف کو دور کرو، ان کو ذلیل نہ کرو، ان پر اپنا رعب نہ جاؤ۔ تمام کاموں میں میانہ روی کو اپناؤ، کیونکہ بہترین کام وہ ہیں جو میانہ روی سے کئے جائیں۔

باتیں کم کیا کرو، اور سلام پھیلاؤ، دھیمے دھیمے چلو پاؤں اور دامن کو نہ ہسیو،



گردن اور چادر کو نہ موڑو کسی کی طرف گردن موڑ کر نہ دیکھو، زیادہ ادھر ادھر نہ دیکھو۔  
لوگوں کے گروہوں کے درمیان کھڑے نہ ہوا کرو، بازار میں مجلس نہ لگاؤ اور  
دکانوں کو باتیں کرنے کی جگہ نہ بناؤ۔

زیادہ جھگڑانہ کرو اور بے وقوفوں سے نہ لڑو۔ بات کرو تو مختصر، ہنسی مذاق کرو تو  
تھوڑے پر اقتصار کرو۔

### جسمانی اعضاء کے آداب

بیٹھو تو چار زانو ہو کر، انگلیوں کو ایک دوسرے میں نہ ڈالو، اور نہ ان سے  
چٹخارے نکالو، داڑھی اور انگلی اور تلوار کے اوپر والے حصے سے نہ کھیلو، مجلس میں دانستوں  
کا خیال نہ کرو، اور ناک میں انگلی نہ ڈالو، زیادہ کھیاں نہ ہٹاتے رہا کرو، زیادہ ہجائیاں  
نہ لیا کرو، اور نہ ہی جمائی لیتے وقت ہاتھ پھیلاؤ، اور اس طرح کی دیگر چیزیں جن کو لوگ  
بلکی اور باعث عار سمجھتے ہیں ان سب سے بچو، تمہاری مجلس باعث ہدایت ہوگی، اور تمہارا  
کلام لوگ ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

### خود پسندی کا اظہار مت کرو

اچھی بات کو کان لگا کے سنو، خود پسندی کا اظہار نہ کرو، اور نہ ہی ایک بات کو  
دوبارہ پوچھو، لطیفے اور جھوٹی حکایات سے بچو، خود پسندی کا اظہار نہ بیٹے کے سامنے کرو  
اور نہ ہی اپنی لوٹنڈی کے سامنے کرو۔

اپنے گھوڑے اور تلوار کی مدح سرائی نہ کرو، اپنے خواب بیان نہ کیا کرو، کیونکہ  
تم نے اگر کسی بات میں اپنی خود پسندی کا اظہار کیا تو بے وقوف اس میں طمع کریں گے،  
پھر وہ تمہاری طرف جھوٹے خواب منسوب کریں گے، اور تمہاری عقل میں اپنی رائے کی  
غمازی کریں گے۔

### بناوٹ اور تضرع سے بچو

عورتوں کی طرح بناوٹی نہ بنو، اور نہ غلام کی طرح عاجزی اور مسکنت کا اظہار



کرو، داڑھی کے بال نہ ٹوچو، اور ٹھوڑی کے نیچے کے بال نہ چھوڑو، بالوں کو پراگندہ نہ رکھو، سفید بال نہ اکھیڑو، تیل اور سرمہ زیادہ استعمال نہ کرو، حاجت طلبی میں اصرار اور عاجزی نہ کرو۔

### سارا علم کسی کو مت سکھاؤ

اپنے اہل و عیال سمیت کسی کو اپنا سارا علم نہ سکھاؤ، کیونکہ اگر وہ کم ہوگا تو تم ان کی نظر میں ہلکے ہو جاؤ گے اور اگر وہ زیادہ ہوگا تو تم ان کی خوشنودی حاصل نہ کر سکو گے۔

### گھر والوں سے سختی کا انداز

بغیر سختی کے ان کو ڈراتے رہو، اور کمزوری دکھائے بغیر ان سے نرمی بھی کرتے رہو، اپنی لونڈی سے مذاق نہ کرو۔

### جھگڑے، بے ہودگی سے پرہیز کرو

کسی سے جھگڑا ہو جائے تو باوقار رہو، جہالت اور جلد بازی سے بچو، اپنی دلیل میں غور و فکر کرو، اور حاکم سے بردباری سے پیش آؤ، ہاتھ سے زیادہ اشارہ نہ کرو، بے اطمینان ہو کر گھٹنوں کے بل نہ بیٹھو، چہرے کی سرخی اور پیشانی کے پسینے سے بچو، تم سے کوئی جہالت سے پیش آئے تو تم بردباری کا مظاہرہ کرو، غصہ جب ٹھنڈا ہو جائے تو پھر بات کرو، اپنی آبرو کی حفاظت کرو، بے ہودگی سے دور رہو۔

### حاکم وقت سے معاملہ

حاکم وقت اگر تمہارے قریب ہو جائے تو تم اس کے ساتھ نیزے کی دھار کی طرح ہو جاؤ، اگر وہ تمہاری طرف مائل ہو جائے تو تم اس کے بدلنے سے مامون نہ ہو جاؤ، چھوٹے بچے کی طرح اس سے نرمی کرو، اس کی پسندیدہ باتیں کرو۔  
حاکم وقت اگر تم پر نوازش کرے اور تمہیں اپنا خاص بنائے تو تم اس کے اور



اس کے اہل و عیال کے درمیان دخیل نہ بن جاؤ، اگرچہ وہ اس کو چاہتا ہو، کیونکہ حاکم اور اس کے اہل و عیال کے درمیان دخیل بننا یہ ایسا گرنا ہے جس کے بعد اٹھنا مشکل ہوتا ہے، اور یہ ناقابل معافی لغزش ہے۔

### زبان کی پاسداری

وعدہ کرو تو پورا کرو، بات کرو تو سچ کہو، بہرے سے جھگڑنے والے کی طرح زور زور سے نہ بولو، اور نہ گونگے کی طرح اشاروں سے سرگوشیاں کرو، اچھے اقوال اختیار کرو، کسی کی بات نقل کرو تو اس کو قائل کی طرف منسوب کرو، ان اجنبی اور قابل ملامت باتوں سے بچو، جن سے دل ناواقف ہوں اور جسم کے بال کھڑے ہو جائیں، الفاظ کو دہرانے مثلاً ہاں ہاں نہیں نہیں، جلدی کرو جلدی کرو، کہنے سے بچو۔

### کھانے پینے کے آداب

وضو کرو تو تھیلیاں خوب رگڑو، مسواک کی طرح منجن وغیرہ بھی استعمال کرو، تھال میں کلی نہ کرو، منہ سے پانی پھینکو تو کلی کرنے کی طرح نہ پھینکو کہ وہ قریب بیٹھے سنا تھی پر گر جائے گا، ایسا نہ کرو کہ آدھا لقمہ چبالو جو بیچ جائے وہ سالن میں تر کر کے کھاؤ، کیونکہ یہ مکروہ ہے۔

### حکمران کے ہاں کھانا

حاکم وقت کے دسترخوان پر زیادہ پانی نہ مانگو، خالی ہڈی سے نہ کھلو، اس کے دسترخوان پر سرکہ مصلالہ، شہد وغیرہ میں سے کم و بیش جو تمہارے قریب کیا جائے اس میں عیب نہ نکالو، کیونکہ بادل بھی اپنا رعب رکھتا ہے۔

### مال کا حق

تباہ حال کی طرح بالکل نہ روکو، اور بے وقوف متکبر کی طرح فضول خرچی بھی نہ کرو، اپنے مال میں حقوق واجبہ اور دوست کا حق پہچانو، لوگوں سے مستغنی رہو گے تو وہ



تمہارے محتاج ہوں گے۔

یاد رکھ زیادہ لالچ دل پر مہر لگاتی ہے اور دوسرے کے مال میں رغبت جیسا کہ مشہور ہے کہ گردن کو پیس دیتی ہے۔ بعض اوقات ایک لقمہ کتنے لقموں کو روک دیتا ہے۔ عفت ہی قدر آور مال ہے، اور عمدہ اخلاق ہے، انسان کا اپنی قدر پہچاننا اس کے نام کو بلند کرنا ہے، قضائے الہی سے جو تجاوز کرتا ہے تو وہ دور گڑھے میں جا گرتا ہے، سچ زینت ہے اور جھوٹ عیب ہے، وہ سچ جو انسان کو وقتی طور پر تباہ کر دے انجام کے اعتبار سے اس جھوٹ سے اچھا ہے، جس کا کہنے والا عارضی طور پر بچ جائے۔

بروز بار کی دشمنی احمق کی دوستی سے بہتر ہے

شریف کی صحبت میں ذلیل ہو کر رہنا اس سے بہتر ہے کہ انسان کمینے کی صحبت

میں اچھا رہے۔

نئی بادشاہ کی قربت عزت نہ کرنے والے سمندر نما شخص کے پڑوس سے بہتر

ہے۔

بری بیوی مشکل بیماری ہے

بوڑھی سے نکاح چہرے کی شادمانی کو لے ڈالتا ہے۔

عورتوں کی فرمانبرداریاں عاقلوں کے لئے عیب ہے۔

عاقلوں کی مشابہت اختیار کرو، انہی میں سے ہو جاؤ گے۔

بلندی کے حصول کے لئے اس کی محنت کرو اس کو پالو گے

یاد رکھو ہر آدمی کو وہی حیثیت ملتی ہے جہاں اس نے اپنے آپ کو رکھا ہو۔

ایجاد کرنے والے کی نسبت اس کی ایجاد کی طرف کی جاتی ہے۔

آدمی اپنے دوست سے پہچانا جاتا ہے۔

برے دوستوں سے بچو وہ اپنے ساتھیوں سے خیانت کرتے ہیں اور ان کو

پریشان کرتے ہیں، ان کی قربت خارش سے زیادہ جلدی متعدی ہوتی ہے۔ ان کو چھوڑنا

کمال ادب میں سے ہے۔

ملازم کو حقیر سمجھنا باعث ملامت ہے۔



جلدی بازی نخواست ہے۔

بری تدبیر کمزوری ہے۔

دوست دو طرح کے ہوتے ہیں۔

مصیبت کے وقت کا دوست اور کشاکش کے وقت پہلے دوست کی دوستی بھاؤ،

اور دوسرے سے دور رہو کیونکہ وہ بدترین دشمن ہے۔

خواہش کا تابعدار ہلاکت کی طرف مائل ہوتا ہے

ترش روئی سے پیش آنے والوں کو پسند نہ کرو۔

بالکل لاغر اور ناتواں شخص کو حقیر نہ سمجھو، اس لئے کہ انسان دو چھوٹی چیزوں

سے پہچانا جاتا ہے، یعنی دل اور زبان، انہی دو سے اس کا نافع ہونا وابستہ ہے۔

دشمن کے شہر میں ہو تب بھی فساد سے بچو۔

خود سے کمتر شخص کے لئے اپنی آبرو نہ بچاؤ۔

آبرو سے زیادہ مال کو عزیز نہ جانو۔

اتنی زیادہ باتیں نہ کرو کہ تم لوگوں پر بھاری ہو جاؤ۔

ملنے والے سے ہشاش بشاش ہو کر ملو، اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھو، کیونکہ

ظاہر طور پر اس عمل کو عورتوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

عورتوں کے ساتھ باتیں کرنے کے لئے بناوٹی مت ہو جاؤ۔

لوگوں کے قریب اور عزت سے رہو۔

فرصت میں چست رہو، اپنی ضرورت میں رفیق رہو، اپنے بوجھ میں مضبوط

رہو، ہر زمانے کے مطابق لباس پہنو، اور ہر قوم کے ہم شکل ہو کر رہو۔

ایسے کام سے بچو جس کا انجام باعث ملامت۔

کسی کام میں جلدی نہ کرو یہاں تک کہ تم اس کا انجام دیکھ لو، اور کسی چیز کو

لوٹانے سے قبل اس کے جائے صدور کو دیکھ لو، مہینے میں ایک دفعہ بال ضرور صاف کرو،

اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سنت رسول ﷺ کے ترک سے بچتے ہوئے ایسا کرنا ہے۔



بغل کے بال بلیڈ<sup>۱</sup> وغیرہ سے زائل نہ کرو۔

مسواک کو اپنی طبیعت کا حصہ بناؤ۔ مسواک کرو تو چوڑائی میں۔

تعمیر تجارت میں زیادہ نافع ہے۔

کھیتی باڑی مولیشی پالنے سے بہتر ہے۔

کینے سے جھگڑو گے تو وہ تمہارے نقصان میں طمع کرے گا۔

جو اپنی آبرو کو عزیز جانے گا، لوگ اس کی عزت کریں گے۔

جاہل تمہاری مذمت کرے، یہ اس سے بہتر ہے کہ تمہاری مدح سرائی کرے۔

حق کا اعتراف سچے اخلاق میں سے ہے۔

نیک دوست ایسا ہوتا ہے جیسا کہ چچا کا بیٹا۔

جو مالدار ہوا وہ بڑا ہوا، اور جو فقیر ہوا وہ کمتر ہوا۔

جواب دہی کے خوف سے بات میں اقتضار کرو۔

تمہاری طرف جو کوشش کر کے آئے گا وہ تم پر غالب رہے گا۔

لبے سفر اکتاہٹ اور زیادہ آرزوئیں گراہی ہیں۔

غائب کا کوئی دوست نہیں، اور میت پر کوئی مہربان نہیں ہوتا۔

بوڑھے کو ادب سکھانا تھکاوٹ اور غلام کو ادب سکھانا بد بختی ہے۔

فحش گو شخص بادشاہ اور بد اخلاق اس کا وزیر ہے۔

اور بردبار احمق کی سواری ہے۔

حماقت لا علاج مرض ہے۔

اور بردباری بہترین دوا ہے۔

دین سب سے زیادہ زینت بخش اثر ہے۔

۱۔ اس کا عمل یہ ہے کہ شروع شروع میں ایسا نہ کیا جائے تو پھر بال بزم آگ آجیں گے اور نوپنے سے ختم

ہو جائیں گے۔ لیکن اگر بلیڈ کی عادت بن گئی اور بال سخت ہو گئے تو پھر نوچا نہ جائے۔



خوش گوئی بے وقوفی ہے۔

نشے والا شیطان اور اس کا کلام بکواس ہے۔

شعر جادو ہے، ڈانٹنا جدائی کا باعث ہے۔

کنجوسی بد بختی ہے اور بہادری میں بقاء ہے۔

ہدیہ دینا عمدہ اخلاق میں سے ہے۔ الفت محبت پیدا کرتا ہے۔

جس نے بھلائی کی ابتدا کی تو وہ گویا اس پر فرض ہو گئی۔

بغیر مانگے بھلائی کی ابتدا کرنا بھی ایک نیکی ہے۔

ریا کار سخاوت کی طرف لوٹتا ہے۔

ریا کار سے بھلائی کرنا برائی کے اعلان سے بہتر ہے۔

نسب جھگڑے کا باعث ہوتا ہے۔

عادت انسان کی طبیعت کے ساتھ لازم ہوتی ہے۔ چاہے اچھی ہو یا بری۔

جو کسی معاملے میں پڑ گیا اس کو نفرت اور حسد کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔

حاکم وقت سے آس لگانا ایک نقص اور عیب ہے۔

میدان جنگ سے فرار ہونا عار اور آگے بڑھنا جان کو خطرے میں ڈالنا ہے۔

مانگنے پر زیادہ اعتذار پیش کرنا نجل کی علامت ہے۔

بدترین شخص وہ ہے جو زیادہ عذر بیان کرے۔

فراوانی کی حالت میں دوسروں کے لئے آسانی پیدا کرنا جلدی نافع ثابت

ہوتا ہے۔

اچھے طریقے سے ملنا نفرت ختم کرتا ہے۔

نرم گفتگو معزز لوگوں کے اخلاق میں سے ہے۔

اے بیٹے آدمی کی بیوی اس کے سکون کا ذریعہ ہوتی ہے اس سے اختلاف رکھ

کر زندگی سنور نہیں سکتی۔



## اچھی بری عورتیں

جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو تو اس کے خاندان کے بارے میں تحقیق کر لو کیونکہ اچھی رگیں بیٹھے پھل اگاتی ہیں۔

یاد رکھ اتنا ہاتھ کی انگلیوں میں اختلاف نہیں ہوتا جتنا عورتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ لہذا ہر اول فول کینے والی اور ایذا دینے والی عورت سے بچو۔

## بعض کمینی عورتیں

عورتوں میں بعض خود پسند اور شوہر میں عیب نگانے والی ہوتی ہیں، شوہر اگر اس کی عزت کرے تو وہ اس کو اپنا حق سمجھتی ہیں، اور کسی احسان پر شکر ادا کرنا اس کے مزاج کے خلاف ہوتا ہے۔ تھوڑے پردہ راضی نہیں ہوتیں، شوہر کے خلاف اس کی زبان تیز دھاری تلوار کی طرح ہوتی ہے۔ بد خوئی نے اس کے چہرے سے حیا کا پردہ ہٹا دیا ہوتا ہے، وہ اپنے چہرے کی بے پردگی سے شرماتی نہیں، اور نہ وہ اپنے پڑوسی سے شرماتی ہیں، ایسی عورت بھونکنے والی اور چہرے پھاڑنے والی کتیا ہوتی ہے۔

## اس عورت کے نقصانات

ایسی عورت کے شوہر کا چہرہ زخمی ہوتا ہے اور اس کی آبرو پر گالیاں برستی ہیں۔ وہ نہ اس کے دین کا خیال رکھتی ہے اور نہ ہی دنیا کا، نہ اس کے ساتھی ہونے کا خیال رکھتی ہے اور نہ زیادہ اولاد کا، اس کے شوہر کا پردہ چاک ہوتا ہے اور راز پھیلا ہوا اور بھلائی دفن ہوتی ہے، صبح نمکین ہوتا اور شام کو قابل سرزنش اس کا پینا کڑوا اور کھانا سخت ہوتا ہے، بچے اس کے ضائع اور گھرتباہ ہوتا ہے، کپڑے میلے سر پر آگندہ ہوتا ہے اگر سبے تو ناتواں نظر آئے، اور بات کرے تو غضبناک دکھائی دے۔ دن اس کا رات اور رات اس کی ہلاکت کی گھات ہوتی ہے۔ وہ اسے اس طرح دوستی رہتی ہے جیسا کہ زخمی کرنے والا سانپ اور ایسا ڈنگ مارتی ہے جیسا کہ زرد رنگ کا چھوڈنگ مارتا ہے۔



## ایک خطرناک قسم

عورتوں میں سے بعض بوڑھی لمبی بداخلاق سخت زہریلی دھمکانے والی اور جھوٹی ہوتی ہیں۔ ہواؤں کے ساتھ چلنے والی اور ہر پروالے پرندے کے ساتھ اڑنے والی، اگر شوہر ہاں کہے تو وہ نہیں کہے گی، اگر وہ نہیں کہے تو وہ ہاں کہے گی، شوہر کے لئے ذلتوں کا باعث، جو کچھ شوہر کے پاس ہو اس کو کمتر سمجھنے والی شوہر کے لئے مثالیں بیان کرنے والی، دنیا بھر کے لوگوں کو چھوڑ کر صرف شوہر کو طعن زنی کا نشانہ بنانے والی، ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف اس کو منتقل کرتی رہتی ہے، یہاں تک کہ اس کو اپنے گھر سے نفرت ہو جائے، اور اس کی اولاد کی زندگی اجیرن ہو جائے، اور وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھنے اور اس کے بھائی اس سے نفرت اور اس کے پڑوسی اس پر رحم کھانے لگتے ہیں۔

## بے وقوف عورتیں

عورتوں میں سے بعض بے وقوف ناواقف جگہ پر برسنے والی زبان سے چبانے والی، جو کام اس کے مناسب نہ ہو اس میں ہاتھ ڈالنے والی، اپنے شوہر کی محبت پر صبر کرنے والی، اور اس کی کمائی پر راضی رہنے والی، چرنے والے گدھے کی طرح کھاتی ہو، سورج کے پھیلنے کے بعد اس کی کوئی آواز سنائی نہ دے گی، یعنی سوتی رہے گی، گھر اس کے بغیر جھاڑ دیئے گندا پڑا رہے گا، تو صبح میں کھانا رات والا ہی ہوگا، برتن اس کے گندے ہوں گے، اور آٹا اس کا کھٹا ہوگا، اور اس کے ہاتھ سے کچھ نکلنا ممنوع ہوگا، اس کے خادم کو مار پڑ رہی ہوگی، اور پڑوسی حالت جنگ میں ہوگا۔

## مہربان اور پسندیدہ عورتیں

عورتوں میں سے بعض مہربان محبت کرنے والی ہوتی ہیں، بابرکت بچے جننے والی، شوہر کی عدم موجودگی میں امانت دار، اپنے پڑوسیوں میں باپردہ، ظاہر و باطن میں اچھے اخلاق کی حامل شریف اور فرمانبردار، بہت زیادہ مہربان، پست آواز والی، گھر کو



صاف رکھنے والی، اس کا خادم موٹا اور بیٹا خوب بنا سنورا، اس کی بھلائی دائمی، پاکدامنی اور نیکیوں کے ساتھ موصوف ہوتی ہے۔

میرے بیٹے اللہ تجھے ان لوگوں میں سے کرے جو ہدایت کی اقتدا کرتے ہیں۔

اور تقویٰ کا اہتمام کرتے ہیں اللہ کی ناراضگی سے بچتے ہیں اور اس کی رضا کو پسند کرتے ہیں، میرے بعد اللہ ہی تم پر میری جگہ خیر خواہ ہے، وہ تیرے معاملات کا متولی ہے۔

ولا حول والاقوة الا باللہ، وصلى الله على محمد نبي

السیدی وعلی آلہ وسلم تسليماً كثيراً



## باب (۳۶)

## ﴿مسلمانوں سے قطع تعلق کی مذمت﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔  
ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے  
سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو، اور ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھيرو، اور ابے اللہ کے  
بندو، بھائی بھائی بن کر رہو۔

امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا آپس میں نہ حسد کرنا جائز ہے اور نہ ہی  
ایک دوسرے سے بغض رکھنا اور نہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اور نہ ہی  
ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرنا صحیح ہے۔ بلکہ ان کو جیسا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، بھائی  
بھائی بن کر رہنا چاہئے ایک کی تکلیف کو دوسرا شخص محسوس کرے اور ایک کی خوشی میں  
دوسرا شریک ہو۔ اپنے دل سے دھوکہ دہی اور فریب کو نکال کر اپنے دل کے خیالات اللہ  
کے سپرد کرے۔ اس کے ساتھ قضائے الہی میں جو لکھا ہوا ہے اس پر راضی رہے کسی کی  
غفرت کو دیکھ کر اس سے قطع تعلق نہیں کرنا چاہئے۔ عفو و درگزر اور لطف و کرم کی چادر ڈال  
دینی چاہئے۔

معاویہ بن جعفر نے کہا:

لَا يَزْهَدُنْكَ فِىْ اَخٍ لَّكَ اَنْ تَسْـَٔلَ رَاحِلَ زَلَّةٍ

(ترجمہ) ”اپنے بھائی کی کسی غفرت کو دیکھ کر اس سے کنارہ کش

ہرگز نہ ہو جاؤ۔“

بعض اوقات انسان کو اس کے قریبی ساتھی بدترین جگہ پر پھینکتے ہیں اور ایسے  
لوگ بھی ان سے خیانت کر جاتے ہیں جن کے ہمراز ہونے پر اس کو اعتماد ہوتا ہے اور



موت وہ سب سے بڑا حادثہ ہے جو انسانی طبیعت پر آتا ہے۔  
حمید بن عیاش نے کہا

ولا تک فی حب الاخلاء مفرطا فان انت ابغضت البغیض فأجمل  
فبانک لاتدری متی انت مبغض حبیبک او تہوی البغیض فاعقل  
(ترجمہ) ”دوستوں کی محبت میں حد سے تجاوز مت کرو، کسی سے

نفرت ہو جائے تو بھلائی کا دامن نہ چھوڑو کیونکہ تمہیں معلوم نہیں  
ہے کہ کب تم دوست سے نفرت اور جس سے نفرت تھی اس سے  
محبت کرنے لگو۔ لہذا سمجھداری سے کام لو۔“

ثعلبہؓ نے کہا  
وما صدود ذوات الدل یز مضمی لکھما الموت عندی صد إخوانی  
انی لأصبر من عود بہ جلب عند الملمات إلا عند هجران  
اذا رأیت ازوراراً من اخی ثقة ضاقت علی بر حب الارض أو طانی

(ترجمہ) ”اچھی سیرت والے لوگوں کے اعراض سے مجھے تکلیف

نہیں ہوتی ہے۔ لیکن میرے نزدیک موت ہی دوستوں سے

رکاوٹ ہے۔ حادثات کے وقت میں اس بوڑھے اونٹ پر جس

کے جسم پر دانے ہوں اور صبر کر سکتا ہو۔ لیکن دوستوں کی جدائی

نا قابل برداشت ہے۔ جب میں اپنے با اعتماد دوست میں بے

رنی دیکھتا ہوں تو باوجود زمین کی کشادگی کے مجھ پر میز وطن تنگ

ہو جاتا ہے۔“

ابو حاتم نے کہا کہ انسان کے لئے نامناسب ہے کہ وہ محبت کا اظہار کر کے

دوستوں میں داخل ہو جائے۔ پھر معمولی وجہ سے ان کو غصہ کر کے قطع تعلق کر لے۔

حالانکہ نبی کریم ﷺ نے قطع تعلق کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ یہ عادت بیوقوفوں اور

عوام کی ہے۔



بلکہ اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ لغزشوں سے درگزر کرے اور بے ہودہ باتوں پر جھگڑنے سے دور رہے۔ خاص طور پر جب کسی دوست کے بارے میں ایسی بات کی جائے جس میں سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال ہو کیونکہ انسانوں کے تعلقات تیروں کی اس کمان کی طرح ہیں جس میں کچھ عیب ہو۔

محمد بن حمید نے کہا۔ اشعار

ومن ذامن عیوب الناس ناجِ      بحق قیل فیہ أو قراف  
قیح بی اذا خیالتُ خلا      ولازمُ خلق أن لا أكافی  
وکل مودة لا خیر فیہا      اذالم تحتمل حق المصافی  
فأما فی الکلام فکم وفی      ولکن فی الشدائد لا یوافی  
اذا اُحیبتُ لم أنقض إخوانی      ولم ابن إلا خاء علی اعتساف  
ولکن أمنح الکرماء ودًا      ولا ادعو اللئام إلى العطاف  
اذا مال المرء أدبر لم تُطقه      وصار المستقیم إلى خلاف

(ترجمہ) ”لوگوں کے عیوب سے کس کو نجات مل سکتی ہے؟ چاہے

وہ عیوب ان میں واقعہ ہوں یا منسوب کر دیئے گئے ہوں۔ مجھے

یہ بات بری لگتی ہے کہ میں کسی سے دوستی لگاؤں اور پھر جب وہ

میرا دوست بن جائے تو میں اس سے برابری نہ کروں۔ اس دوستی

میں کوئی بھلائی نہیں ہے جو خالص دوست کا حق ادا نہ کر سکے۔

یعنی باتوں میں وفاداری کی جائے اور مشکلات میں بے وفائی کی

جائے جب میں محبت کرتا ہوں تو اس کو نہ ہی توڑتا ہوں اور نہ ہی

سخت وقت میں اس کو اپنے سے علیحدہ کرتا ہوں۔ باعزت لوگوں کو

میں محبت دیتا ہوں اور کمینوں کو میں شفقت کی طرف نہیں بلاتا۔

انسان جب پیٹھ پھیر لے تو یہ ناقابل برداشت ہوتا ہے اس کو دیکھ

کر سیدھے راتے پر گامزن شخص الٹے راتے پر چلنے لگتا ہے۔“



## اپنے عیوب کی پہچان

حسین بن حریش کہتے ہیں کہ ایک آدمی سے پوچھا گیا کیا تمہارا کوئی عیب ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اس سے کہا گیا کیا تم میں کوئی عیب نکالنے والا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ کہنے والے نے کہا پھر تو تم میں کتنے ہی عیوب ہیں۔

امام ابو حاتم کہتے ہیں تین چیزیں قطع تعلق کا باعث ہوتی ہیں۔

۱۔ دوست سے لغزش سرزد ہو جائے اور اس سے درگزر اور اس کا عداوت نہ کیا جائے۔

۲۔ کوئی چغلیخو اور ملامت کرنے والا آپ کے سامنے آپ کے دوست کے عیوب بیان کرے اور آپ اس کی تصدیق کریں اور دوست کا عذر قبول نہ کریں۔

۳۔ کسی کا تنگ دل ہونا، تنگدلی صحبت کو ختم کرتی ہے اور تنگدل کا کوئی دوست نہیں ہوتا۔

بعض اہل ادب نے کہا۔ شعر۔

ان السملولة و دودة مثل السراب يندم ورده

(ترجمہ) ”تنگدل کی دوستی سراب کی مانند ہے۔ اس سے دوستی

قابل مذمت ہے۔“

یا اس چمکنے والے زائد بادل کی طرح ہے جو اپنا وعدہ پورا نہ کرے۔ یا اس تلوار کی طرح ہے کہ جب تم ضرب لگانے کے لئے اسے حرکت دو اس کی دھار کند ہو جائے۔ تنگدل کی دوستی ہرگز قبول نہ کرو۔ اس کا وعدہ وعید۔ دونوں جھوٹ۔ ایک نظر وہ تم سے محبت کرنے والا ہوگا اور دوسرے لمحے میں اس کی بے رخی تم پر عیاں ہو جائے گی۔ تم دیکھو گے کہ اس کے اخلاق بدل جائیں گے اور زخماں اس کی ایک طرف جھکی ہوگی۔

سفیان کہتے ہیں۔ ابن شبرمہ سے ان کے ایک دوست نے جفا کی تو

انہوں نے اس کی طرف یہ لکھا۔



کلافا غنی عن اخیه حیاته ونحن اذا متنا اشد تغانیا  
 (ترجمہ) ”ہم میں سے ہر ایک اپنی زندگی میں ایک دوسرے سے  
 مستغنی ہے اور مرنے کے بعد تو ہم اور زیادہ ایک دوسرے سے  
 مستغنی ہو جائیں گے۔“

ابو حاتم کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین  
 دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔ جس نے اس طرح کیا تو اس نے نبی کریم ﷺ کے حکم  
 کی خلاف ورزی کی۔ بہترین شخص وہ ہے جو سلام میں ابتداء کرے، سلام میں سبقت  
 کرنے والا جنت کی طرف سبقت کرتا ہے۔ ایک سال تک اپنے بھائی سے قطع تعلق  
 کرنا اس کا خون بہانے کی طرح ہے، قطع تعلق کی حالت میں مرنے والا آگ میں  
 داخل ہوگا۔ الایہ کہ اللہ اس پر اپنا فضل فرمائے۔  
 زیادہ سے زیادہ تین دن تک قطع تعلق جائز ہے۔  
 محمد بن حسن نے کہا۔

یناسیدی عندک بی مظلمة فاستفت فیہا ابن ابی خثیمہ  
 فانہ یرویہ عن شیخہ قال روى الضحاک عن عکرمہ  
 عن ابن عباس عن المصطفیٰ نینا المبعوث بالمرحمة  
 ان صدور الخل عن خلة فوق ثلاث ربنا حرمہ  
 (ترجمہ) ”اے سردار تم پر میرا ایک حق ہے۔ اس کے بارے میں  
 ابن ابی خثیمہ سے پوچھو وہ اپنے استاذ سے نقل کرتے ہوئے کہتے  
 ہیں کہ ضحاک عکرمہ سے نقل کرے اور عکرمہ ابن عباس رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہما سے۔ وہ نبی رحمت ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک  
 دوست کا دوسرے کو تین دن سے زیادہ چھوڑنا اللہ نے حرام کیا  
 ہے۔“



محمد بن شاہ نے کہا۔

ماودنی احد الا بذلت له صفوا المودة متی آخر الابد  
ولا جفانی وان كنت المحب له إلا دعوت له الرحمن بالرشد  
ولا ائتمنت علی سرفیحت به ولا مددتُ إلى غیر الجمیل یدی  
ولا اخون خلیلی فی خلیتہ حتی اغیب فی الاکفان واللحد  
(ترجمہ) ”مجھ سے جس نے محبت کی میں نے آخری دم تک اس کو

خالص محبت دی ہے۔ میری محبت کے باوجود اگر وہ مجھ سے جفا  
کرے تب بھی اس کے لئے رحمان سے راہ راست کی دعا مانگتا  
ہوں۔ جب بھی مجھے وہ راز دار بناتا ہے میں اس کا راز افشا نہیں  
کرتا اور میں نے کبھی غیر پسندیدہ چیز کی طرف اپنا ہاتھ نہیں  
پھیلایا۔ میں اپنے دوست کی دوستی میں خیانت نہیں کرتا۔ یہاں  
تک کہ کفن اور لحد میں غائب ہو جاؤں۔“



## باب (۳۷)

## ﴿تکلیف کے وقت بردباری اپنانے کی ترغیب﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

بغیر لغزش کے کوئی بردبار نہیں بنتا اور بغیر تجربے کے کوئی حکیم نہیں بنتا۔<sup>۱</sup>  
ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ حدیث اسی قسم میں سے ہے جس کا تذکرہ میں نے اپنی کتاب فضول السنن میں کیا ہے۔ کہ عرب ایک چیز جب دوسری چیز کے قریب ہو اگرچہ اس تک نہ پہنچی ہو تب بھی اس کو اس کا نام دے دیتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی چیز میں تھوڑی سی بھی کمی ہو تو اس کے نام کی اس سے نفی کر دیتے ہیں چونکہ اکثر انسان کو اس وقت تک بردبار نہیں کہا جاتا جب تک کہ اس میں تھوڑی لغزش سرزد ہونے کا مادہ نہ پایا جائے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس شخص سے بردبار ہونے کی نفی کی جس سے لغزش سرزد نہ ہو۔ کیونکہ وہ مکمل بردبار کے اوصاف کے ساتھ متصف نہیں ہوتا۔ بردبار عظیم الشان، بلند مرتبہ والا ہوتا ہے اس کا معاملہ قابل احترام اور اس کا عمل پسندیدہ ہوتا ہے۔

## بردباری کی تعریف

نفس پر جب کوئی خلاف طبیعت ناگوار حالت آئے تو اس کو ممنوع کاموں سے روکنے کا نام بردباری ہے پس بردباری معرفت، صبر، سکون و وقار پر مشتمل ہے۔ درگزر کو اگر قدرت کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس سے بہتر کوئی چیز دوسرے سے نہیں ملائی جاسکتی۔ جو انتقام پر قدرت کے باوجود بردباری کا مظاہرہ کرے تو یہ اس کے

۱۔ مسند احمد ۳ ص ۸، ۶۹۔ مسند احمد احمد و ترمذی حدیث نمبر ۲۱۰۲۔ ابن حبان حدیث نمبر ۲۰۷۸



ساتھ کتنا اچھا لگے گا۔

ضمیر کہتے ہیں کہ بردباری عقل سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ نے خود کو بردبار کہا

ہے۔

محمد بن عبداللہ زنجی نے کہا

الم تر أن الحلم زين مسود لصاحبه والجهل للمرء شائن  
فكن دافنا للشر بالخير تسترح من الهم إن الخير للشر دافن

(ترجمہ) ”کیا تم نہیں جانتے کہ بردباری زینت ہے۔ جو انسان

کو سردار بناتی ہے اور جہالت انسان کے لئے باعث عیب ہے۔

برائی کو بھلائی سے دفن کرو۔ غم سے نجات پاؤ گے بیشک بھلائی

برائی کو دفن کرنے والی ہے۔“

محمد بن اسحاق نے کہا۔

إن شئت يوماً أن تسود عشيرة فبالحلم سُد لا بالتسرع والشتم  
وللحلم خير فاعلمن مغبة من الجهل إلا أن تشرسن من الظلم

(ترجمہ) ”جب کسی قبیلے کی سرداری چاہو تو بردباری سے اسے

چاہو۔ نہ کہ جلد بازی اور گالی گلوچ سے۔ خوب جان لو کہ بردباری

انجام کار کے اعتبار سے جہالت سے بہتر ہے۔ الا یہ کہ تم ظلم سے

بچنے کے لئے بداخلاقی کرو۔“

علی بن محمد بسامی نے کہا

فأرض بما حُم من قضاء يُصبك من ذالك الخيار  
وعش حميداً رخي بال مازانك الحلم والوقار

(ترجمہ) ”قضاے الہی جو فیصلہ کرے اس پر راضی رہو۔ اسی میں

تمہاری بھلائی ہے۔ اچھے اور آسودہ حال ہو کر زندگی گزارو۔

جب تک بردباری اور وقار تمہیں مزین رکھے۔“



## بردباری کی عظمت کی دلیل

• ابو حاتم کہتے ہیں کہ بردباری کے خوبصورت اور عظیم الشان ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کے ساتھ اللہ نے خود کو موصوف کیا ہے پھر انبیاء علیہم السلام میں سے صرف اپنے دوست ابراہیم علیہ السلام اور اپنے نام پر ذبح ہونے والے اسحاق لکوا اس کے ساتھ موصوف کیا ہے۔ فرمایا۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ (مود) فَبَشِّرْنَاهُ بِعِلْمٍ حَلِيمٍ (الصافات)

اگر بردباری میں صرف یہ دو خصلتیں ہی پائی جاتیں تو تب بھی عاقل کو چاہئے تھا کہ جتنا ممکن ہو سکے اس کا دامن نہ چھوڑے۔ ایک یہ کہ اس کے ذریعے انسان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے دوسرا یہ کہ اس کے ذریعے انسان غلط جگہوں پر جانے سے بچ جاتا ہے۔ بردباری ایک خصلت ہے یا ایک تجربہ ہے یا وہ ان دونوں سے مرکب ہے۔

## حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد

ہشام اپنے والد عروہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بردباری تجربے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔  
منہر بن بلال نے کہا۔

صاف الصديق بوده واذا دناشيرا فزده  
واحلم اذا انطق السفیه فمن یرد جهلا یرده

(ترجمہ) ”دوست کے لئے محبت خالص کرو۔ جب وہ ایک

باشت قریب ہو تو تم بھی محبت میں بڑھو۔ بے وقوف بولے تو

بردباری سے کام لو، جو جہالت کرے گا وہ جہالت کو ہی پائے گا۔“

۱۔ یہ غلط ہے صحیح یہ ہے کہ حضرت اسماعیل ذبح اللہ ہیں۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو سیوطی کی القول الفصح فی تعیین الذبح ۱۲۔



حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے اور بردباری بردبار بننے سے حاصل ہوتی ہے جو بھلائی چاہتا ہو وہ اس کو مل ہی جاتی ہے جو برائی سے بچنا چاہتا ہو وہ بچ ہی جاتا ہے۔

کریزی نے کہا۔ اشعار

اذا انسا كسافيت الجهول يفعلہ فہل انسا إلا مثلہ اذ احاورہ  
ولكن اذا ماطاش بالجهل طائش علیی قبانى بالتعلم قاهرہ

(ترجمہ) ”جاہل کو اگر میں جہالت سے ہی بدلہ دوں تو اس طرح

کرنے سے تو میں اس کی طرح ہی ہوں گا۔ کوئی جاہل جہالت

کے ساتھ اگر مجھ پر غضبناک ہوتا ہے تو میں بردباری کے ساتھ اس

پر غالب آ جاتا ہوں۔“

بردباری علم کا لباس ہے۔

عمرو بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے بھائی کو لکھا۔ یاد رکھ بردباری علم کا لباس ہے لہذا اس سے خالی نہ رہو۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند تمام لوگوں سے بردباری سے پیش آتا ہے۔ اگر بردباری اس کو مشکل لگے تو وہ بردبار بننے کی کوشش کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس طرح کرنے سے بردبار کے مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے۔ بردباری کا پہلا درجہ معرفت ہے۔ پھر اس کی جستجو۔ پھر مضبوط ارادہ۔ پھر صبر کی کوشش، پھر تقدیر الہی پر راضی رہنا۔ آخر میں خاموشی اور درگزر ہے۔ مرتبہ اسی کو ملتا ہے جو برے سے بھلائی کرے جو اچھے سے اچھائی کرے۔ اور اگر وہ اس شخص سے بردباری کرے جو اسے نقصان دہ نہیں تو یہ کوئی بردباری اور نیکی نہیں ہے۔

حضرت وہب بن منبہ کی نصیحت

وہب بن منبہ نے کہا۔ اے بیٹے علما سے مت لڑنا، ورنہ تم ان کی نظروں سے



گر جاؤ گے اور وہ تمہیں چھوڑ دیں گے۔ اور بے قوفوں سے نہ جھگڑنا اور نہ وہ تم سے جہالت سے پیش آیا کریں گے۔ اور تمہیں گالیاں دیں گے۔ علماء کے ساتھ وہ رہ سکتا ہے جو صابر اور ان کی بات پر اعتماد کرنے والا ہو اور بے وقوف سے وہ بچ سکتا ہے جو خاموش رہے۔ یاد رکھو کہ اگر تم فقیہ سے جھگڑو گے تو وہ غصے میں بڑھے گا فقیہ اگر کم علم کی بات سنانے تو برا مت مانو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ زیادہ سکھانا شروع کر دے جو تمہیں ناگوار گزرے۔ اس کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے خود کو پست نہ کرو جاہل اگر تم سے جہالت کرے تو اپنی بردباری کو کام میں لاؤ۔ اگر دوسرے کے بھلائی کرنے پر تم اس سے بھلائی کرو تو پھر تمہیں کیا اجر ملے گا؟ اور تمہارا اس پر کیا احسان ہوگا؟ احسان کرنا چاہو تو ایسے سے کرو جو تم سے برا سلوک کرے۔ اس سے درگزر کرو جو تم پر ظلم کرے۔ اس کو نفع دو جو تمہیں نفع نہ دے اور اجر کی توقع اللہ سے رکھو۔ اس لئے کہ مکمل نیکی وہ ہوتی ہے جس کا کرنے والا دنیا میں اجر کا طالب نہ ہو۔

محمد بن حبیب واسطی نے کہا۔

اذا المرء لم يصرف عذا بامن الاذى حيا ولم يغفر لأخرق مذب  
فلم يصطنع إلا قليلا صديقة ومن يدفع العورى بالحلم يغلب  
(ترجمہ) ”حیا کی وجہ سے انسان جب تکلیف کے عذاب کو نہ  
پھیرے اور بڑے گناہ گار کو نہ بخشتے تو وہ بہت کم دوست بنا سکے گا۔

اور جب عیب کو بردباری سے دفع کریگا وہ غالب ہوگا۔“

عبدالعزیز بن سلیمان ابرش نے کہا:

احفظ لسانك إن لقيت مشاتما لاتجربن مع اللئيم إذا جرى  
من يشتري عرض اللئيم بعرضه يحوى الندامة حين يقبض ما اشتري

(ترجمہ) ”گالی دینے والے سے ملاقات ہو تو اپنی زبان کی

حفاظت کرو۔ کمینہ چل رہا ہو تو اس کے ساتھ نہ چلو۔ اپنی آبرو

دے کر جو کمینے کی آبرو خریدے گا تو وہ خریدی ہوئی چیز کو پکڑتے



وقت ندامت میں ڈوبے گا۔“

### بردباری کا مظاہرہ

ابن مبارک کہتے ہیں کہ ابن عون نے ہمیں کھانے پر بلایا۔ ہم کھا رہے تھے کہ خادمہ تھال لے کر آئی۔ جب وہ پھسلی تو تھال اس کے ہاتھ سے گر گیا۔ تو ابن عون نے کہا۔ ڈرو مت تم آزاد ہو۔

عروہ جب یمن کا والی بنا تو اس کے والد محمد بن سعدی نے اس سے کہا: جب غصہ آئے تو پہلے اپنے اوپر آسمان اور اپنے نیچے زمین کو دیکھنا۔ پھر ان کو پیدا کرنے والے کی عظمت کا تصور کرنا۔

### غصہ کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عاقل پر لازم ہے کہ جب اسے غصہ آئے تو وہ اپنے جرائم اور گناہ پھر اس پر اللہ کی کثرت بردباری کو یاد کرے۔ پھر خود بردباری سے کام لے اور غصے کی وجہ سے کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو۔ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو آپ سے بڑا ہے۔ دوسرا وہ جس سے آپ بڑے ہوں۔ تیسرا جو عزت میں آپ کے برابر ہے۔ جس سے آپ بڑے ہوں۔ اس پر جہالت کرنا بقا ملن ملامت ہے اور جو آپ سے بڑا ہے۔ اس پر جہالت کرنا ظلم ہے اور جو آپ کے برابر ہے اس پر جہالت کرنا ایسا ہے جیسا کہ دو کتوں کا آپس میں لڑنا اور دو مرغوں کا آپس میں مقابلہ کرنا کہ جب لڑائی ختم ہو تو دونوں کے جسموں پر خراش اور زخم ہوں اور اس کے ساتھ جدائی، جہالت اور بردباری سے پیش نہ آنا جیسا اکثر دو بے وقوفوں میں ہی ہوتا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

مَا تَمَّ حِلْمٌ وَلَا عِلْمٌ وَلَا أَدَبٌ وَلَا تَجَاهُلٌ فِي قَوْمٍ حَلِيمَانِ

وَمَا التَّجَاهُلُ إِلَّا ثَوْبٌ ذِي دَلَسٍ وَيَسَّ يَلْبِسُهُ إِلَّا سَفْهَانِ

(ترجمہ) ”بغیر ادب کے نہ علم مکمل ہے اور نہ ہی بردباری اور دو۔“



بردباروں میں جہالت کا مظاہرہ نہیں ہو سکتا۔ جہالت تو ایک گندا کپڑا ہے۔ جس کو صرف بے وقوف ہی پہنتے ہیں۔“

ابن زنجی بغدادی نے کہا:

وما شی اسرُّ الی لئیم إذا شتم الکرام من الجواب  
متارکة اللئیم بلا جواب أشدُّ علیہ من مرِّ العذاب

(ترجمہ) ”کینے کو سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب

شریف لوگ جواب میں گالیاں دیں۔ کینے کو بغیر جواب دیئے

چھوڑنا۔ یہ اس پر کڑوے عذاب سے زیادہ سخت ہے۔“

کریزی نے کہا:

تجرّد ما استطعت من السفیہ بحسن الحلم إن العزفیه  
فقد یعصی السفیہ مؤدبہ ویُرمُّ باللجاجة منصفیه  
تلین له فی غلظ جانباه کعیر السوء یرمح عالقیه

(ترجمہ) ”بردباری سے جتنا ہو سکے بے وقوف سے دور رہو۔ اسی

میں عزت ہے بے وقوف کبھی اپنے ادب سکھانے والوں کی بھی

نافرمانی کرتا ہے اور کبھی بے وقوفی میں حد سے بڑھ کر وہ اپنے

سے انصاف کر نیوالوں کو بھی غضبناک کر دیتا ہے۔ تم اس سے نرمی

کرو گے تو اس کے دونوں طرف سخت ہو جائیں گے۔ برے

گدھے کی طرح۔ جو اپنے محبت کر نیوالے کو بھی لاتیں مارتا

ہے۔“

### حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ میں جعفر بن محمد کے پاس بیٹھا تھا اور ایک آدمی دوسرے کی یہ کہہ کر کہ اس نے مجھے اس طرح کہا۔ اس نے میرے ساتھ یہ کیا۔ شکایت کر رہا تھا۔ تو جعفر نے اس کو کہا: جو تمہاری عزت کرے تم اس کی عزت کرو۔ جو تم کو حقیر



سمجھتے تم اپنے آپ کو اس سے دور رکھو۔

ابو حاتم کہتے ہیں۔ بردباری کو اگر علم کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس سے زیادہ اور حسین امتزاج کوئی نہیں ہو سکتا۔ بردباری اگر عالم سے رہ جائے تو اس سے زیادہ کوئی دشمن کی نہیں ہو سکتی۔ اگر بردباری کے والدین ہوتے تو وہ عقل اور خاموشی ہوتی۔ وقت بعض دفعہ عاقل کو ایسے شخص کے سامنے کر دیتا ہے جس کے آگے بردباری اور درگزر نہیں چلتا تو اس وقت انسان کو کبھی کبھی بردباری کو چھوڑ کر بے وقوف کی مدد بھی لینی چاہئے اور انسان مدد کیلئے کسی بے وقوف کا محتاج ہوتا ہے۔ بعض دفعہ بردباری کو چھوڑنا بھی عقلمندی ہوتا ہے۔

### سلیمان بن موسیٰ کا قول

سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں: کہ ایک آدمی سلیمان بن موسیٰ کے پیچھے ہی پڑ گیا۔ تو سلیمان خاموش رہے اور ان کے بھائی نے ان کی مدد کی۔ تو کھول نے کہا: جس کے لئے کوئی بے وقوف نہ ہو۔ وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

### امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بردباری کا واقعہ

عبدالرحمان بن قاسم کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے شیطان الطاق سے کہا: تمہارا متعہ کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اس نے کہا حلال ہے۔ امام صاحب نے کہا کہ اگر تمہاری والدہ نکاح متعہ کرے تو پھر؟ تو وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ اے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمہارا نبیذ کے بارے میں کیا خیال ہے۔ امام صاحب نے کہا: حلال ہے، پھر پوچھا: اس کا بیچنا اور خریدنا؟ امام صاحب نے فرمایا وہ بھی جائز ہے تو اس نے کہا کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہاری والدہ نبیذ بیچنے والی ہو؟ امام صاحب خاموش رہے جواب نہ دیا۔ کھول کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ کوئی جاہل نہ ہو وہ صحیح بردبار نہیں

۱۔ یہ مشہور شعی شاعر تھا۔

۲۔ ایک قسم کی شراب



ہوسکتا۔

## تین افراد رحم کے قابل نہیں

مہدی بن سہبک کہتے ہیں کہ مامون نے کہا:

بادشاہوں کو چاہئے کہ تین آدمیوں کے علاوہ ہر ایک سے بردباری سے پیش آئیں ایک وہ جو سلطنت میں قدغن لگائے۔ دوسرا وہ جو راز فاش کرے تیسرا وہ جو آبرو سے تعرض کرے۔

## بردباری کی دو اقسام

ابو حاتم کہتے ہیں کہ بردباری دو قسم پر ہے۔

۱۔ تقدیر الہی جو مصائب لائے اس پر صبر کرے اور ایسا کام نہ کرے جو عقلمندوں کی شان کے لائق نہ ہو۔

۲۔ دل اللہ کی نعمتوں میں سے کسی کو چاہے اور وہ نہ ملے پھر نہ ملنے پر صبر کرے۔

جس نے خود کو بردباری کا عادی بنایا ہو اس کو ان خیالات میں مشکل پیش نہیں آتی کیونکہ ہونا نہ ہونا اس کے ہاں برابر ہوتا ہے۔

## بردباری کا معلم

احف بن قیس سے پوچھا گیا کہ آپ نے بردباری کس سے سیکھی ہے؟ انہوں نے کہا: قیس بن عاصم سے۔ ایک مرتبہ وہ پیٹھ اور پنڈلیوں کو کپڑے سے باندھ کر بیٹھے تھے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور یہ ناگہانی خبر سنائی کہ تمہارے بھائی کے بیٹے نے تمہارے بیٹے کو قتل کر دیا ہے۔ تو انہوں نے کہا؟ اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اپنے کندھوں کو توڑا۔ اور قطع رحمی کی۔ میرے بیٹے کی تجہیز و تکفین کا انتظام کر دو۔ پس اتنا کہا اور جس کپڑے سے پیٹھ اور پنڈلیاں باندھ کر بیٹھے تھے وہ بھی نہ کھولا۔ پس انہی سے میں نے بردباری سیکھی۔

جعفر بن سلیمان کہتے ہیں کہ بصرہ میں ایک عبادت گزار عورت تھی۔ اس پر



مصائب آتے تھے اور وہ صبر کرتی تھی ایک دفعہ اس پر سخت تکلیف دہ مصیبت آئی تو اس نے اس پر بھی صبر کیا۔ اس کے متعلق میرے دریافت کرنے پر اس نے کہا: جب بھی مجھ پر کوئی مصیبت آتی ہے تو میں جہنم کی آگ کا تصور کرتی ہوں اور وہ مصیبت میری آنکھوں میں مٹی کی طرح ہو جاتی ہے۔

بکر بن قضر کہتے ہیں ابو لہیثم کے یکے بعد دیگرے چھوٹا اور پھر بڑا بیٹا فوت ہو گئے۔ ان کے دوست ان سے تعزیت کرنے آئے تو وہ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے تھے۔ آنے والے لوگوں سے انہوں نے کہا قیامت کے غم نے مجھے تنہا کر دیا اب نہ آنیوالی کسی چیز سے خوش ہوتا ہوں اور نہ کسی چیز کے جانے سے مجھے غم ہوتا ہے۔

اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں: کہ شریع کا بیٹا فوت ہو گیا۔ اس پر وہ نہ چیخے اور نہ چلائے اور نہ ہی اس کی وفات کا کسی کو علم ہوا۔ ان سے پوچھا گیا اے ابو آمنہ۔ اس کی طبیعت کیسی ہے؟ تو وہ بولے اس کی بے چینی ختم ہو گئی۔ اور اس کے اہل خانہ پر امید ہو گئے اور جب سے وہ بیمار ہوا مجھے ایک رات میں بھی سکون نہیں ملا۔ انتھی!



## باب (۳۸)

جملہ امور میں نرمی کو مد نظر رکھنا

اور جلد بازی سے پرہیز کرنا

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو نرم مزاجی دی گئی اس کو بھلائی کا وافر حصہ مل گیا اور جس کو نرم مزاجی نہ ملی وہ گویا بھلائی سے محروم رہ گیا۔

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سمجھدار آدمی کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام کاموں میں نرم خوئی سے کام لے اور جلد بازی کو چھوڑ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام امور میں میانہ روی کو پسند فرماتے ہیں اور جو کوئی معتدل مزاج نہ ہو وہ بھلائی سے محروم رہ گیا جیسا کہ معتدل مزاج آدمی بھلائی کا پانے والا ہے آدمی جس چیز کی بھی جستجو کرتا ہے اگر وہ جلد بازی کو چھوڑ کر سمجھداری سے کام لیتے ہوئے میانہ روی اختیار کرے تو اپنے مطلوب کو سہولت پالیتا ہے۔

مجھے مختصر بن بلال انصاری نے یہ اشعار سنائے

وزن الکلام اذا نطقت ، فانما يبدى العقول او العيوب المنطق

(ترجمہ) ”جب تو بولے تو اپنی بات کو قول لیا کرو۔ کیونکہ گفتگو ہی

آدمی کی عقل یا گفتگو کے عیوب کو ظاہر کرتی ہے“

لا ألفینک ثاویفا فی غریۃ ان الغریب بکل سہم یرشق

(ترجمہ) ”میں تجھے کبھی بھی پردیس میں کھڑا نہ پاؤں۔ کیونکہ

پردیس ہی ہر تیر کا نشانہ بنتا ہے۔“

لو سار ألف مدجج فی حاجة لم یقضها الا الذی یتصرف



(ترجمہ) ”اگر ہزار آدمی بھی کسی ضرورت کو پورا کرنے پر مصر ہوں تو اسے صرف معتدل مزاج ہی پورا کر سکے گا۔“

### کسی چیز کی جستجو میں حد سے بڑھنا عیب ہے

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سمجھدار آدمی تمام حالات میں معتدل مزاج رہتا ہے کیونکہ اپنے مقصود کے حصول کیلئے حد سے بڑھ کر سعی کرنا عیب ہے جیسا کہ حصول مقصود کیلئے مطلوبہ کوشش سے کم محنت کرنا عاجزی ہے چنانچہ جب تک مزاج کو بہتر نہ بنایا جائے مشکل کام کو ٹھیک نہیں کیا جاسکتا۔ معتدل مزاجی سے بڑھ کر کوئی دلیل زیادہ تجربہ کار ثابت نہیں ہو سکتی جیسا کہ عقل سے بڑھ کر کوئی چیز مدگار ثابت نہیں ہو سکتی، معتدل مزاجی کے ذریعہ ہی آدمی نقصان سے بچ سکتا ہے اور نقصان سے بچنے میں ہی سلامتی ہے۔ معتدل مزاجی کو چھوڑ دینا ایک طبعی چیز سے اعراض کرنا ہے۔ جب آدمی کسی خرق عادت چیز کو اپنالے تو ہلاکت کا خدشہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ میانہ روی والا شخص ہی آگے بڑھتا ہے جیسا کہ جلد باز آدمی کامیاب نہیں ہوتا اور اسی طرح جو آدمی خاموشی اختیار کرتا ہے وہ نادم نہیں ہوتا۔ جس طرح زیادہ بولنے والا عیب سے سالم نہیں رہتا۔ جلد باز آدمی جاننے سے پہلے ہی فیصلہ کر جاتا ہے اور سمجھنے سے پہلے ہی جواب دے بیٹھتا ہے اور تجربہ کرنے سے پہلے ہی تعریف کرنی شروع کر دیتا ہے اور بسا اوقات پہلے تعریفیں کرتا ہے اور پھر اسی کی مذمت شروع کر دیتا ہے اور کسی کام کے متعلق سوچنے سے پہلے ہی کرنے کا تہیہ کر لیتا ہے اور کبھی قصد کرنے سے بھی پہلے کام کر گزرتا ہے، جلد باز آدمی ہمیشہ ندامت ہی میں رہتا ہے اس سے سلامتی دور ہی رہتی ہے، عرب لوگ جلد باز کو ”ام الندامات“ کہہ کر پکارتے ہیں۔

العجز ضرر، ومبا بالحزم من ضرر واحزم الحزم سوء الظن بالناس

(ترجمہ) ”بے بسی نقصان دہ ہے اور پختہ یقین میں کوئی نقصان

نہیں۔ لوگوں کے متعلق بدگمانی کرنے میں محتاط رہا کر“

لا تترك الحزم في أمرٍ تحاذره فان امنك فما بالحزم من باس



(ترجمہ) ”جس کام میں تجھے ناکامی کا خوف ہو اس میں احتیاط کر۔ اگر تجھے اطمینان ہو سمجھداری سے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔“

### کسی جلد باز کی تعریف نہیں کی جاتی

حضرت ابراہیم بن عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ کوئی بھی جلد باز ایسا نہیں پایا جاتا جس کی تعریف کی گئی ہو اور کوئی بھی زیادہ غصہ کرنے والا کبھی خوش نہیں پایا جاتا، اور شریف آدمی میں لالچ نہیں ہوتا اور اچھا آدمی حسد نہیں کرتا اور ندیدہ پن دکھانے والا غنی نہیں ہوتا۔ مغرور آدمی کے دوست نہیں ہوتے۔  
محمد بن عبداللہ بغدادی نے مجھے یہ اشعار سنائے۔

اذا ما اتيت الأمر من غير بابہ تصعب حتى لا تری فیہ مرتقی  
(ترجمہ) ”جب تو کسی کام کو غیر محتاط طریقے سے کرے گا تو مشکل میں پڑ جائے گا حتیٰ کہ ترقی کا کوئی راستہ نہ پائے گا۔“  
وان الذی یسطادہ الفخ ان عنا علی الفخ کان الفخ اعتی وأضیقا  
(ترجمہ) ”اور جس کو جال کے ذریعے شکار کیا جائے اگر وہ چھپنے کے بعد جال کے خلاف مزاحمت کرے تو جال اور تنگ ہو جاتا ہے۔“

### جلد بازی کی وجہ

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان جلد بازی، تیز مزاجی کی وجہ سے ہی کرتا ہے اور جلد باز اپنے ہی ارادے کو لے کر چلتا رہتا ہے حتیٰ کہ ضراط مستقیم سے بھی نکل جاتا ہے اور ایسے راستے کی تلاش میں لگ جاتا ہے جو چلنے کے اعتبار سے بھی مشکل اور مشقت و پیچیدہ راستے ہوتے ہیں اور پھر بیوقوف عورتوں کی طرح غلط فیصلے کرتا ہے اور اس میں عورتوں کے مناسب عادتیں پائی جاتی ہیں۔



## چار چیزوں سے بچئے

مہدی بن سابق، خالد بن برمک سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جس آدمی نے اپنے آپ کو چار چیزوں سے بچایا وہ اس لائق ہے کہ اس پر کوئی بڑی مصیبت نہ آئے۔

(۲) اصرار کرنا

(۱) جلد بازی

(۴) کاہلی دکھانا

(۳) اپنے کو اچھا سمجھنا

کیونکہ جلد بازی کا نتیجہ ندامت ہے اور اصرار کرنے کا نتیجہ حیرانگی ہے اور اپنی بڑائی کا نتیجہ بغض ہے۔ سستی کا نتیجہ ذلت ہے۔

## جلد بازی ندامت ہے

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جلد بازی کی گھٹی میں ندامت ہی رکھی گئی ہے چنانچہ جس نے بھی کسی کام میں جلدی کی اس نے ندامت حاصل کی۔ جس سے اس کو ندامت ہی ملی کیونکہ لغزش جلد بازی ہی کی وجہ سے ہوتی ہے، کوئی کام شروع کرنے کے بعد رک جانے سے بہتر ہے کہ آدمی پھر محتاط ہو کر خوب غور و فکر کر کے کام میں لگا رہے اور جلد بازی کی تعریف نہیں کی جاتی۔ سمجھدار آدمی یہ جانتا ہے کہ کسی بھی کام میں بے بسی ظاہر کرنا اس کام میں نقص کے قائم مقام ہے جس میں بڑھ چڑھ کر افراط کیا جائے۔ پھر نتیجہ دونوں کا ایک جیسا یعنی نقصان کی صورت میں ظاہر ہوتا، سمجھدار آدمی کو چاہئے کہ درمیانہ راستہ اختیار کرے۔

حضرت صدقہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شہر دل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا بے بسی نے سستی سے شادی کی جس سے ندامت پیدا ہوئی۔

## کامیابی کا راز

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سستی و کاہلی کو ترک کر دینا یہ کامیابی کا اصل سبب ہے اس لئے کہ سستی دراصل مردانگی کی دشمن ہے اور نوجوانی پر عذاب ہے



اور بے بسی و کاہلی کا نتیجہ ہلاکت ہے جیسا کہ کسی کام کو کرنے کی فرصت پالینے کے باوجود موخر کر دینا غلطی ہے۔ اسی طرح وقوع سے پہلے ہی جلدی کر لینا عین غلطی ہے لہذا کامیاب وہ شخص ہے جو غلطی کو بھانپ لے اور خسارے میں وہ ہے جو غور و فکر کرنے سے محروم رہا، جلد باز ہمیشہ ہی غلطی کرتا ہے جیسا کہ خوب چھان پھنگ کرنے والا ہمیشہ ہی کامیاب رہتا ہے۔

### کامیابی کی کلید

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت معمر سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرو نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے حلم بردباری کی طرف توجہ دلائی فرمایا اما بعد: بھلائی کی بات کو اچھی طرح سمجھ لینا ایک ہدایت یافتہ آدمی کی اچھی صفت ہے کیونکہ جس کو معتدل مزاجی کوئی فائدہ نہ دے اس کو غیر طبعی چیز ضرور نقصان پہنچاتی ہے اور جس کے تجربے سے اسے فائدہ نہ دیں وہ اونچے مرتبہ کو نہیں پاسکتا اور فرمایا آدمی اچھی رائے اس وقت تک نہیں پاسکتا جب تک اس کی جہالت پر اس کا حلم غالب نہ آجائے اور اس کی بصیرت جب تک اس کی شہوت پر غالب نہ ہو اور ان سب کا ادراک بردباری کی قوت سے ہی ہو سکتا ہے۔

مجھے محمد بن حبیب واسطی نے اشعار سنائے:

بنیٰ اذا ما سافک الضر فاتند فللرفق اولیٰ بالاریب واجرز

(ترجمہ) ”میرے بیٹے، جب تجھے کوئی نقصان لائق ہو تو معتدل

مزاجی سے تائید حاصل کرنا اس لئے کہ اضطراب سے میانہ روی

اچھی محافظ ہے۔“

فلا تحمین عند الامور تعززا فقد یورث الذل الطویل التعزز

(ترجمہ) ”مشکل کاموں میں تیرے لئے عزت نفس مانع نہیں

ہونی چاہئے کیونکہ کبھی کبھی عزت نفس ہی آدمی کو بڑی ذلت میں

ڈال دیتی ہے۔“



## عاجزی سے ملنے والی نعمتیں ناقابل قبول ہیں

حضرت محمد بن منذر فرماتے ہیں مجھے اسماعیل بن اسحاق نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں مجھے سلیمان بن حرب نے وہ فرماتے ہیں مجھے حماد نے وہ حضرت ایوب سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت اکثم بن صفیہ نے فرمایا کہ میں کسی ایسے گھر میں داخل ہوں جو عاجز کر دینے والا ہو اور میں وہاں گئی اور دودھ پاؤں تو مجھے اس سے خوشی نہیں ہوگی۔ ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ میں کہیں عجز کو اپنی عادت ہی نہ بنا ڈالوں۔

## جلد بازی کی سزا

حضرت عبداللہ بن عیاش اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک بدو نے حضرت معاویہ کے سامنے گواہی دی تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا تو اس نے جھٹ سے جواب دیتے ہوئے کہا جھوٹا تو وہ ہے جو تیرے کپڑوں میں ملبوس ہے اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ میری جلد بازی کی سزا ہے۔





## باب (۳۹)

## علم ادب حاصل کرنے اور فصاحت اختیار کرنے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔<sup>۱</sup>

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں آپ ﷺ نے بیان کو جادو کے ساتھ تشبیہ دی ہے کیونکہ جادو گر اپنے جادو اور شعبد بازی سے دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف مائل کر لیتا ہے اسی طرح ماہر فصیح زبان آدمی اپنے اچھے اور فصیحانہ کلام کے اسلوب سے لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر لیتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کے مشتاق ہو جاتے ہیں اور آنکھیں اسی کی تاک میں رہتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن صالح لفقہل کرتے ہیں کہ ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے کسی آدمی پر فصاحت سے اچھا لباس نہیں دیکھا اور عورت پر گوشت سے بڑھ کر اچھا خوبصورت لباس نہیں دیکھا، آدمی جب اچھی عربی بولتا ہے تو گویا اس پر اچھا بنا ہوا ریشم کا لباس ہو اور جب صحیح عربی نہیں بولتا تو ایسا لگتا ہے کہ اس نے پرانے کپڑے رکھے ہوں۔ اگر تو چاہے کہ کوئی بلند مرتبہ والا تجھے چھوٹا نظر آئے اور چھوٹا شخص تجھے بڑا نظر آئے تو تو علم نحو سیکھ۔

مجھے کریزی نے یہ اشعار سنائے:

اکرم بذی ادب اکرم بذی حسب فانما العزم فی الاحساب والادب

(ترجمہ) ”اہل ادب کتنے معزز ہیں اہل حسب کتنے معزز ہیں

بیشک عزت حسب اور ادب ہی میں ہے۔“



والناس صنفان ذو عقل و ذو ادب ک معدن الفضة البيضاء والذهب  
(ترجمہ) ”لوگوں کی دو قسمیں ہیں عقلمند، ادیب جیسے کہ سفید

چاندی اور سونے کے معدن“

وسائر الناس من بين الوری همج کانو امن الموالی أو کانو امن العرب  
(ترجمہ) ”ان دو کے سوا باقی لوگ بے کار ہیں۔ چاہے وہ

غلاموں میں سے ہوں یا عربوں میں سے ہوں۔“

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فصاحت سب سے اچھا لباس ہے  
تن چھپانے کیلئے خوبصورت لباس ہے اور ادب تنہائی کا ساتھی ہے۔ تنہائی میں انس پیدا  
کرتا ہے اور محفل کی خوبصورتی ہے۔ زیادتی عقل کا سبب ہے۔ مردانہ وجاہت کی دلیل  
ہے چنانچہ جس نے چھوٹی عمر میں ادب سیکھا وہ بڑا ہو کر اس سے فائدہ اٹھائے گا کیونکہ  
جو آدمی کھجور کے چھوٹے چھوٹے پودے لگاتا ہے تو قحط ہوتی ہے کہ یہ اس سے کھجوریں  
بھی انشاء اللہ کھائے گا۔ ادب والا آدمی عام لوگوں کے برابر نہیں اس کو سمجھدار لوگ بلند  
مرتبہ پر پہنچتے ہیں۔ اہل خرد کے نزدیک دو آدمی ایک ہی مرتبہ کے نہیں سمجھے جاتے۔ ایک  
وہ جو عربی گفتگو کرے اور غلطی کرے دوسرا وہ جو عربی میں غلطی نہ کرے۔

حضرت سالم بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ابن ہبیرہ کے پاس بیٹھے تھے کہ  
عربی ادب کا تذکرہ چھڑ گیا تو ابن ہبیرہ نے کہا اللہ کی قسم دو آدمی برابر مرتبے کے نہیں  
ہو سکتے اگرچہ کہ ان کا نسب، وجاہت و وقار ایک جیسا ہو۔

(۱) ایک وہ جو عربی بولنے میں غلطیاں کرتا ہو۔

(۲) دوسرا وہ جو غلطیاں نہ کرتا ہو۔

مگر یہ کہ ان دونوں میں سے افضل وہ ہے جو دنیا و آخرت میں غلطی نہیں کرتا۔  
حضرت سالم فرماتے ہیں میں نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو صلاح عطا فرمائے یہ شخص  
دنیا میں تو اپنی فصاحت کی وجہ سے بلند مرتبہ ہے لیکن آخرت میں کیسے؟ تو انہوں نے  
فرمایا وہ قرآن کی تلاوت اسی طرح کرتا ہے جیسے نازل ہوا۔



اور جو آدمی عموماً عربی زبان بولنے میں غلطی کرتا ہو وہ تلاوت کرنے میں بھی غلطی کر کے ایسی چیز کو قرآن میں داخل کر دے گا جو سرے سے قرآن ہی نہیں ہے اور جو قرآن میں ہے اس کو نکال دے گا۔ میں نے کہا واقعاً امیر المؤمنین نے سچ کہا اور بہتر کہا۔

مجھے محمد بن عبداللہ بغدادی نے یہ اشعار سنائے:

ایہا الطالب فخرًا بالنسب إنما الناس لأم ولأب  
(ترجمہ) ”اے فخر کو نسب سے طلب کرنے والے، لوگ تو ایک ماں اور ایک باپ ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔“

ہل تراہم خلقوا من فضة أوحديد أونحاس أوزہب  
(ترجمہ) ”کیا تو نے انہیں چاندی سے پیدا ہوتے دیکھا، یا لوہے یا تانبے یا سونے سے“

أوتری فضلہم فی خلقہم ہل سوی لحم وعظم وعصب  
(ترجمہ) ”یا تو یہ سمجھتا ہے کہ ان کی فضیلت ان کی تخلیق میں ہے کیا تخلیق میں سوائے گوشت ہڈیوں اور پٹھوں کے کچھ ہے؟“

انما الفضل فی حلم راجح وبساخلاق کرام وأدب  
(ترجمہ) ”ہاں فضیلت تو عظیم بردباری اور اچھے لوگوں کے اخلاق اور ادب سے ہے۔“

ذاک من فاخر فی الناس بہ فہاق من فاخر منہم وغلب  
(ترجمہ) ”یہ وہ چیز ہے جس پر لوگوں میں سے کوئی فخر کرے تو ان میں فخر کرنے والوں پر فائق اور غالب ہوگا۔“

امام خرم مکہ عبدالعزیز احمد بن بکار نے یہ اشعار کہے۔

مباحلة نسجت بالدر والذهب الاواحسن منها المرء بالأدب  
(ترجمہ) ”جو کوئی لباس موتیوں اور سونے سے بنایا جائے مگر اس



سے زیادہ اچھا ادب والا شخص ہے۔“

### ادب بہترین وراثت ہے

حضرت عبداللہ بن سلمہ بن مرداس رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں حکماء میں سے ایک آدمی نے ان سے کہا کہ گھوڑا داکئی محبت کرنے والوں میں سب سے قریب تر ہے اور والدین جو چیز وراثت میں اپنے بچوں کیلئے چھوڑیں اس میں سب سے بہتر ادب ہے۔

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں باپ اپنے بیٹے کیلئے وراثت میں جو چیز چھوڑے وہ ہے اچھی تعریف نفع بخش ادب اور فرمایا جھوٹی تعریفوں کے پل باندھنے سے میرے نزدیک بہتر ہے کہ آدمی گھونگا ہو جائے جیسا کہ مھن ہونا زانی سے زیادہ بہتر ہے۔

لہذا سمجھدار کیلئے ضروری ہے کہ اپنے دل کو ادب سے خوب خوب سیراب کرے جیسے آگ کو لکڑیوں کے ذریعے اچھی طرح روشن کرتا ہے کیونکہ جو آدمی دل کو پاک نہیں کرتا اس کے دل میں ابتداء ایک ہلکا سا سیاہ دھبہ لگ جاتا ہے پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے جو شخص ادب سیکھتا ہے اس کو غلہ وغیرہ جمع کرنے کا آلہ نہیں بناتا اور نہ ہی مقابلہ بازی کیلئے ٹھکانہ بناتا ہے لیکن ادب کو اپنے لئے نفع بخش بناتا ہے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے ادب سے مدد لیتا ہے۔

مجھے عبدالعزیز بن سلیمان ابشر نے یہ اشعار سنائے:

ادب المرء کلحم و دم ماحواہ رجل الاصلح

(ترجمہ) ”ادب انسان کے لئے گوشت اور خون کی مانند ہے جس

نے بھی اسے حاصل کیا وہ بہتر ہو گیا۔“

لو وزنہم رجلا اذا ادب بالوف من ذوی جہل رجع

(ترجمہ) ”اگر تم ادب والے شخص کا ہزار جاہلوں سے بھی موازنہ

کرو تو ادب والا شخص رائج (بھاری) ہو جائے گا۔“



## علم ادب کی ضرورت

عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے کسی چیز پر اتنی ندامت نہیں ہوئی کہ جتنی مجھے اس پر ندامت ہوئی کہ میں نے عربی زبان پر خوب مہارت حاصل نہ کی۔ حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے فرمایا علم نحو سیکھو کیونکہ بنی اسرائیل ایک مشدد کلمہ کو مخفف پڑھنے کی وجہ سے کافر ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اے عیسیٰ میں نے تمہیں پیدا کروایا“ انہوں نے پڑھا میں نے تمہیں پیدا کیا تو انہوں نے مخفف پڑھا جس کی وجہ سے وہ لوگ کافر ہو گئے۔ (النَّبِيُّ وَلَدْتُكَ، لام مشدد تھا مگر انہوں نے مخفف پڑھا)

ایک آدمی حضرت حسن کے پاس آیا اور کہا اے حسن بتاؤ تم کیا کہتے ہو جو آدمی فوت ہو گیا اور اس نے ہمساندگان میں ماں باپ کو چھوڑا اصل عبارت اس نے یوں کہی ”ماتقول فی رجل ترک ابیہ و اخیه“ چونکہ عربی قاعدے کی روح سے یہ عبارت ہونا چاہئے تھی ماتقول فی رجل ترک اباہ و اخاہ“ جس کو حضرت حسن نے لقمہ دے کر ٹھیک کر دیا تو اس آدمی نے پھر عربی میں پوچھا اور عربی قواعد کی مخالفت کر کے کہا ”فما لأباہ و أخاہ“ تو حضرت حسن نے پھر درستی کروائی اور فرمایا یوں کہو ”فما لأبیہ و لأخیہ“ (کہ اس کے والد اور بھائی کو کیا ملے گا) جب اس آدمی نے یہ روک ٹوک دیکھی تو اپنا سوال چھوڑ کر حضرت حسن سے یوں مخاطب ہوا ”اے حسن میں جہاں بھی تمہاری موافقت کر رہا ہوں تم میری مخالفت کر رہے ہو (یہ نتیجہ تھا عربی نہ جاننے کا)

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوبصورتی اچھے نسب میں ہے جیسا کہ سب سے بہتر خوبصورتی ادب کو اچھی طرح سے استعمال کرنے میں ہے پس جس کے پاس ادب نہ ہو اس میں کوئی خوبصورتی نہیں۔ جس میں اچھا ادب ہو اور اونچا نسب نہ ہو اس کو اس کا ادب اہل کمال کے درجہ تک پہنچائے گا کیونکہ اچھا ادب اونچے نسب ہی کا خلیفہ ہے اور فصاحت بھی اچھے معنی کی ادائیگی میں پنہاں ہے اور بلاغت کہتے ہیں موقع محل کے لحاظ سے اچھے کلام کو اختیار کرنا اور سب سے اچھی فصاحت وہ ہے کہ آدمی



فی البدیہہ اچھا کلام پیش کرنے پر قادر ہو۔ اور جہاں ضرورت محسوس ہو وہاں بکثرت لمبا کلام پیش کر سکتا ہو اور خوب مدلل انداز سے گفتگو کرے۔

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بلاغت زبان کا تیزی سے چلنے کا نام نہیں اور نہ ہی فضول بے معنی کلام بکثرت کرنے کا نام ہے بلکہ بلاغت کہتے ہیں موقع کے مطابق کلام بحسن خوبی پیش کرنا۔ اور بہترین بلیغ گفتگو وہ ہے جو نہ تو شہری نکلی زبانی ہو اور نہ ہی بدوی فصیح زبان ہو۔

### گفتگو علم سے بڑھ کر نہ ہو

حضرت مدائنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک آدمی کے بلاغت کلام کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا مجھے یہ بات سخت ناگوار گزرتی ہے کہ آدمی کا کلام اس کے علم سے زیادہ نظر آئے جیسا کہ یہ ناپسند سمجھا جاتا ہے کہ اس کا علم اس کی عقل سے بڑھ کر ہو۔

### کلام کی مثال

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کلام کی مثال چمکتے موتی اور زمر دیا قوت کی سی ہے البتہ موقع محل کے لحاظ سے بعض کلام بعض پر فائق و افضل ہوتا ہے اور بعض اوقات کلام ٹھیکرے و مٹی و پتھر کے مانند معلوم ہوتا ہے، علم ادب و فصاحت کی ضرورت سب سے بڑھ کر اہل علم لوگوں کو ہے کہ وہ اس کو سیکھیں کیونکہ یہ لوگ حدیث کو زیادہ پڑھتے ہیں اور علم کی مختلف انواع میں غور و خوض کرتے ہیں۔

### طالب علم پر ایک خوف

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب علم پر سب سے بڑھ کر جس چیز کا خوف ہے وہ یہ ہے کہ طالب علم ”علم خو“ نہ سیکھے جس کی وجہ سے اس کی قرأت میں

۱۔ فی زمانہ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ طالب علم کسی بھی زبان کی گرامر نہ سیکھے، یا کسی بھی فن کی اصطلاحات سے ناواقف ہو۔



غلطی واقع ہو اور وہ حدیث مبارکہ میں ذکر کی گئی وعیدوں کے زمرے میں داخل نہ ہو جائے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ”جس آدمی نے قصداً مجھ پر جھوٹ باندھا وہ جان لے کہ اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔“ لازمی بات ہے کہ جب وہ نحو نہیں جانتا ہوگا تو احادیث مبارکہ کی قرأت میں غلطی کرے گا جبکہ آپ ﷺ تو غلطی سے مبرا تھے اور احادیث میں بھی آپ ﷺ غلطی نہیں کرتے تھے لہذا جب یہ طالب علم نحو نہیں سیکھے گا تو روایت میں لاجالہ اس سے غلطی صادر ہوگی جو کہ نتیجتاً جھوٹ باندھنے کے مترادف ہوگی۔

لیس الفتی کل الفتی الا الفتی فی ادبہ  
(ترجمہ) ”کوئی نوجوان (کامیاب) نوجوان نہیں سوائے وہ جو  
ادب کا شہسوار بن کر دکھائے۔“

وبعض اخلاق الفتی اولی بہ من نسبہ  
(ترجمہ) ”اور نوجوان کے بعض اخلاق اس کے نسب سے بہتر  
ہوتے ہیں۔“

حتف امرئ لسانہ فی جدہ أولعبہ  
(ترجمہ) ”انسان کی ہلاکت اس کی زبان کے سبب ہے چاہے  
حقیقت میں استعمال کرے یا مذاق میں“

بین اللمی مقلہ ركب فی مرکبہ  
(ترجمہ) ”لا یعنی باتوں میں انسان کا مقتل ہے جو اس کی فطرت  
میں رکھ دیا گیا ہے۔“

### نحو کی اہمیت

علی بن الجعد سے منقول ہے کہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو طالب علم حدیث مبارکہ کا علم حاصل کرتا ہو اور نحو نہ جانتا ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی جانور پر بوریاں لادی جائیں اور ان بوریوں کے اندر کچھ بھی نہ ہو۔“



## باب (۴۰)

## کام آنے والے مال کو جمع کرنے کی اجازت کا بیان

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو! اچھا مال نیک آدمی کیلئے بہتر ہے۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ میں اس بات پر صراحت سے دلیل ہے کہ مال کے حقوق کی بجا آوری کرنے والے کیلئے مال جمع کرنا مباح ہے کیونکہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے صلاح کو آدمی اور مال دونوں کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس مال کے جمع کرنے کو مباح قرار دیا جو کہ اس پر حرام نہ ہو اور پھر مال کو جمع کرنے والا اس سے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بجا آوری بھی کرتا ہے۔

مجھے منصور بن الکریزی نے یہ اشعار سنائے:

اذا كان ما جمعت ليس بنافع فانت واقصى الناس فيه سواء  
(ترجمہ) ”جب تیرا جمع کیا ہوا مال نفع بخش نہیں تو پھر تو اور دوسرے سچ لوگ اس میں برابر ہیں۔“

على أن هذا خارج من أثمه وانت الذى تجزى به وتساء  
(ترجمہ) ”اس طرح کہ یہ اس کے گناہوں سے خارج ہے اور تو وہ ہے تجھے اس کا بدلہ ملے گا اور برابر ملے گا۔“

حضرت حکیم بن قیس بن عاصم اپنے والد کی وصیت کی نقل کرتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور فرمایا کہ تم اس مال اور صنعت کاری کو لازم پکڑے رکھنا کیونکہ یہ شرفاء کی بیداری کی



علامت ہے اور مکینہ صفت لوگوں سے مستغنی کر دیتی ہے اور لوگوں سے سوال کرنے سے بچتے رہنا کیونکہ یہ سب سے گھٹیا درجے کی معیشت ہے۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی کیلئے جو چیز سب سے زیادہ نفع بخش ہے اس کی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی وہ ہے تقویٰ اور عمل صالح۔ لہذا سمجھدار کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی جوانی میں وہ کام کرے جس سے اپنی آرزو پوری کر سکے۔ اس چیز کی طرح جس کو وہ ہمیشہ نہ چھوڑتا ہو اور اپنے دین کو اچھا کرے۔ ایسی چیز سے جو اس کو پھر آنے والے وقت میں موقع نہ مل سکے گا۔ لہذا مال بھی اسی قدر جمع کرے کہ اپنی زندگی سدھار سکے اور اپنی حفاظت کر سکے اور دین پر عمل کر کے آخرت کیلئے ذخیرہ کر سکے اور اپنے خالق کو راضی کر سکے۔ حرام مال جمع کرنے سے بہتر ہے کہ آدمی فقر و فاقہ کی زندگی گزارے۔ اور جس مالدار شخص میں وقار و مروت نہ ہو وہ کتے سے بھی بدتر ہے اگرچہ وہ اس مال سے سونے کے بار اور چھٹکتے ہوئے نگین ہی کیوں نہ پہنے ہوئے ہو۔

حضرت محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تقویٰ کیلئے بہترین معاونت غنی نفس اور مال ہے۔ مجھے علی بن محمد بسامی نے یہ اشعار سنائے۔

اری کل ذی مال یسود بمالہ وان کان لا أصل ہناک ولا فصل  
(ترجمہ) ”میرا خیال یہ ہے کہ ہر مالدار یہ سمجھتا ہے کہ اپنی مالداری کے ذریعے سردار بن سکتا ہے اگرچہ نہ تو کوئی اصول ہے نہ ہی اچھا گمان ہے۔“

وآخر منسوباً الی الراۃ خاملاً وانوک مجہولاً لہ الجاہ النبیل  
(ترجمہ) ”اور یہ آخری درجے کی پست رائے ہے۔ حالانکہ ایک بے نام احمق بھی جاہ اور مال کا مالک ہوتا ہے۔“

فلاذا بفصل الراۃ ادرک بلغۃ ولم ارہذا ضرہ النوک والجهل  
(ترجمہ) ”لہذا یہ رائے کوئی بہتر رائے نہیں جو کچھ بھی حاصل کر سکے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس کو جہالت اور حماقت نقصان دے سکے۔“



## لوگوں سے مستغنی ہو جائیے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ محمد بن مسلمہ کے قریب سے گزرے تو اس کو دیکھا کہ وہ کھجور کے چھوٹے چھوٹے پودے زمین میں لگا رہے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا تم کیا کر رہے ہو۔ کہا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ دراصل میں لوگوں سے مستغنی ہونا چاہتا ہوں۔ پھر انہوں نے اچیمہ بن جراح کے یہ اشعار سنائے۔

استغنی اومت فلا یفرک ذونشب من ابن عم لا عمر ولا خال  
(ترجمہ) ”تو مالدار بن یا مر جا تجھے تیرے مالدار چچا زاد، یا چچا اور ماموں دھوکے میں نہ ڈالیں۔“

انسی اظل علی الزواری اعمرها ان الحبيب الی الاخوان ذو المال  
(ترجمہ) ”میں ایک لچربات کو مضبوط کرتا جا رہا ہوں کہ بیشک دوستوں میں محبوب وہی ہوتا ہے جو مالدار ہو۔“

## مال دین درست رکھنے کا ذریعہ ہے

حضرت عبدالان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا ابو عبد الرحمن تم کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے فرمایا میرا کچھ مال ضائع ہو گیا ہے، میں نے کہا آپ جیسا آدمی بھی مال ضائع ہونے پر روتا ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا یہی تو وہ چیز ہے جس کی وجہ سے میں اپنے دین کو بھی درست رکھتا ہوں۔

## سعادت مند شخص

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لوگوں میں سے سب سے سعادت مند وہ ہے جو اپنی مالداری میں ناپسندیدہ قسم کے قول و فعل سے بچتا ہو اور جب غریب ہو تو قناعت پسند ہو کیونکہ جس کے ہاں فقر و فاقہ ڈیرہ ڈال لے اس کے لئے زندگی سے



ہاتھ دھو بیٹھنے کے علاوہ کوئی چھکارہ نہیں اور فقر آدمی کے عقل و وقار کو ختم کر دیتا ہے اور علم و ادب کو زائل کر دیتا ہے اور قریب ہو جاتا ہے کہ فقر کی وجہ سے کافر نہ ہو جائے پس جو فقر سے مشہور ہو جائے وہ تہمتوں کا سراپا بن جاتا ہے اور اس پر مصائب کا جھگٹھا لگ جاتا ہے الایہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو قناعت پسند دل عنایت فرمادیں اور وہ اپنے لئے آخرت کے ثواب کی طرف نظر رکھے اور چیخے پکارے نہیں تو پھر وہ ساری دنیا سے مستغنی ہو جائے گا۔ فقر ذلت کا باعث ہے جیسے غنا اور وقار ہیبت کے باعث ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

یغیطی عیوب المرء کثرة مالہ وصدق فیما قال وهو کذوب  
(ترجمہ) ”انسان کا زیادہ مال اس کے عیوب چھپا دیتا ہے اور جو وہ کہتا ہے سچ سمجھا جاتا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے۔“

ویزری بعقل المؤقلۃ مالہ یحمقہ الأقدام وهو لیب  
(ترجمہ) ”مال کا کم ہونا آدمی کی عقل کو عیب لگا دیتا ہے لوگ اسے احق سمجھتے ہیں حالانکہ وہ دانشمند ہوتا ہے۔“

## مال ہے تو عزت ہے

حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھے ابو قلابہ نے کہا اے ایوب تم تجارت کرتے رہو کیونکہ تم اپنی تجارت ہی کے سبب دوستوں میں باعزت رہو گے ورنہ جس دن تم ان کے محتاج ہو گے تو پھر تم بھی عوام کی طرح ہو جاؤ گے۔“

## اس دنیا میں غریب شخص کا حال

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کچھ صفات ایسی ہیں جو مالدار کیلئے

۱۔ ان باتوں سے یہ سمجھنا نہیں چاہئے کہ (نعوذ باللہ) تقویٰ کی عزت نہیں یا یہ کہ جو زاہدین تھے ان کی عزت کیسے تھی؟ یہ سب دنیا کے عام احوال ہیں کہ مال والے شخص کو عزت دی جاتی ہے۔ اسی کتاب کے شروع میں حاشیہ میں لکھا گیا ہے کہ زاہدین عموماً کمزور لوگ ہوتے تھے یا وہ مالدار جو دنیا سے دنیا یا آخرت کی بناء پر خائف ہو کر زاہد بن جاتے تھے۔ ورنہ دنیا کا عام رواج اور جلن اور حقیقت وہی ہے۔



باعث تعریف اور غریب آدمی کیلئے باعث مذمت ہیں کیونکہ اگر فقیر آدمی بردبار ہو تو کہا جاتا ہے یہ بیوقوف ہے اگر عقلمند ہو تو کہا جاتا ہے کہ یہ دھوکہ باز ہے اگر بلیغ ہو تو کہا جاتا ہے فضول گو چرب زبان ہے۔ اگر ذہین ہو تو کہا جاتا ہے بہت تیز ہے اگر زیادہ خاموش طبع ہو تو کہا جاتا ہے عاجز ہے اگر چہ معاملہ فہم ہو تو کہا جاتا ہے ڈرپوک ہے اگر کسی کام میں اقدام کرنے والا ہو تو کہا جاتا ہے جری ہے اگر غنی وخی ہو تو کہا جاتا ہے اسراف کرتا ہے۔ اگر سوچ سمجھ کر خرچ کرتا ہے تو کہا جاتا ہے ”کنجوس“ ہے۔

سب سے برا مال وہ ہے جو ایسی جگہ و طریقے سے کمایا جائے جو حلال نہ ہو اور ایسی جگہ خرچ کر دیا جائے جو مناسب نہ ہو لہذا مال کے ہونے یا نہ ہونے کا سبب کوئی طریقہ یا حیلہ نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے۔

مجھے ابرش نے یہ اشعار سنائے:

یشقی رجال و یشقی اخرون بهم و یسعد اللہ اقواماً باقوام

(ترجمہ) ”کچھ لوگ خود بد بخت ہوتے کچھ ان کی وجہ سے ہو

جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو دوسروں کی وجہ سے خوش

بخت بنا دیتا ہے۔“

ولیس رزق الفتی من حسن حیلته لکن حدود بارزاق و اقسام

(ترجمہ) ”جوان کا رزق اس کی اچھی تدبیر کے سبب نہیں لیکن یہ

رزق اور تقسیم کا مرتبہ ہے۔“

(بقیہ) جو کتاب میں لکھی گئی اور پھر تقویٰ اور مالدار کی الگ الگ چیزیں نہیں۔ دونوں ساتھ بھی ہو جاتے

ہیں۔ میرے استاد مفتی محمد ولی درویش رحمۃ اللہ علیہ دنیا کے اسی ریح کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے

تھے کہ غریب مولوی کی اذان پر نماز بھی پڑھے کوئی نہیں آتا غریب مولوی کی بات لوگ سن کر اڑا دیتے

ہیں۔ دیکھ لیں کہ دنیا میں کون غریب ہے جس کی عزت ہے، اور کسی غریب کو معاشرہ اس کے حقوق

دیتا ہے؟“

یہ حلال مال کے بارے میں تفصیل ہے۔ حرام مال تو کوئی بھی حاصل کر کے امیر بن جاتا ہے اور ہر

آدمی بھی حرام حاصل نہیں کر سکتا۔



کالصید یحرمہ الزامی المجید و قد یرمی فی رزقہ من لیس بالرامی (ترجمہ) ”جیسے کہ بہترین نشانہ باز شکار سے محروم ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا آدمی شکار کر لیتا ہے جو نشانہ باز نہیں ہوتا۔“

### ابوقیس کی نصیحت

حضرت ابوقیس رحمۃ اللہ علیہ کے گیارہ بیٹے تھے انہوں نے ایک دن اپنے بیٹوں سے فرمایا تم لوگ اس کو اچھے طریقے سے حاصل کرو اور اچھی جگہوں میں خرچ کرو اور اس سے رشتہ داری نبھاؤ اور اس سے اپنی قوم کو مضبوط کرو اور اس سے اپنی عزت کی حفاظت کرو تا کہ لوگوں کی رائے تمہارے بارے میں اچھی ہو کیونکہ مال کو جمع کرنا۔ کمال ادب ہے اور اس کو خرچ کرنا کمال مروت ہے حتیٰ کہ مال کی وجہ سے لوگ سردار بھی بن جاتے ہیں اور کمزور طاقتور بنتے ہیں اور آدمی کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے۔ پس جس نے مال جمع کیا لیکن اپنی عزت کی حفاظت نہ کی اور مانگنے والے کو بھی نہ دیا تو لوگ پھر اس کے خاندانی نسب کی جانچ پڑتال شروع کرتے ہیں اگر کوئی عیب نسب کامل جائے تو اس کی عزت پر حملہ کر کے اسے چاک کر دیتے ہیں اور اگر یہ طریقہ نسب بالکل صحیح ہو تو پھر اس کو کمینہ صفت یا پھر بخیل گھنیا آدمی کہہ کر مذمت کرتے ہیں۔

### مال میں برکت کا طریقہ

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابراہیم نخعی سے وہ حضرت علقمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے بادلوں میں آواز سنی کہ اے بادل جا فلاں آدمی کی زمین کو جا کر سیراب کر، اس کے دل میں داعیہ پیدا ہوا اور وہ اس آدمی کے پاس گیا۔ تا کہ جا کر دیکھے کہ وہ کونسا ایسا عمل کرتا ہے جس کی وجہ سے بادل کو حکم دیا گیا پھر وہ آدمی اس زمین پر پہنچا تو دیکھا کہ وہاں پر بارش برسی ہوئی ہے اور وہ آدمی وہاں کھڑا ہے۔ اس نے اس آدمی سے سوال کیا اے اللہ کے بندے بتا تو کونسا عمل کرتا ہے۔ اپنی اس زمین میں؟ اس نے کہا میں دیکھتا ہوں اس میں جو اللہ تعالیٰ کی مشیت



سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کو تین حصہ میں تقسیم کرتا ہوں پھر تیسرا زمین میں بودیتا ہوں۔ ایک تیسرا صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تیسرا حصہ میں خود کھاتا ہوں اور اپنے اہل و عیال کو کھلاتا ہوں۔ حضرت علقمہ فرماتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رازان میں زمین تھی وہ مجھے اسی عمل کی ہدایت کر کے وہاں بھیجا کرتے تھے۔

### سب سے بُرا مال

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب سے بُرا مال وہ ہے جس کے حقوق نہ نکالے جائیں اور اس سے بھی زیادہ برا مال وہ ہے جو غلط طریقہ سے کمایا جائے اور غلط جگہ خرچ کیا جائے، مال میں اضافہ معیشت کی بہتری ہے مال کی درنگی از حد ضروری ہے ورنہ مال میں کوئی بھی کبھی بھی ترقی نہیں پاسکتا چاہے نیک ہو یا بدکار۔ یہ بات سخت نامناسب ہے کہ آدمی کے پاس مال ہو اور آدمی اسی پر اعتماد کر کے بیٹھ جائے اور اس کے حقوق ادا نہ کرتا ہو کیونکہ جس شخص نے اللہ کی نعمتوں کے ساتھ برا کیا اس کو برابر ملے گا اور پھر یہ مال دوسرے کے پاس چلا جائے گا۔

فَبِمَا كَسَبَتْ فِي خَيْرٍ فَلَا تَفْتَرِ بِهِ وَلَكِنْ قُلِ اللَّهُمَّ سَلِّمْ وَتَمِّمْ (ترجمہ) ”اگر آپ کے پاس مال ہے تو اس کے دھوکے میں نہ آنا بلکہ یہ کہہ کہ اے اللہ سلامتی دے اور مکمل فرما۔“

فَن لَّمْ يَصْنَعْ عَرَضًا إِذَا مَا اسْتَفَادَهُ وَلِيُشْكِرَ لِأَهْلِ الْخَيْرِ لِيَسْلُبَ وَيَذْمُمَ (ترجمہ) ”جو شخص مال پا کر بھی اپنی آبرو کی حفاظت نہ کر سکے اور اہل خیر کا شکر ادا نہ کرے تو مال چھین جاتا ہے اور مذمت بھی ملتی ہے۔“

### درہم اور دینار کے بانی اولیٰ

حضرت معاویہ بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے درہم و دینار کو آدم علیہ السلام نے بنایا اور پھر فرمایا معیشت کی بہتری ان دونوں کے علاوہ کسی چیز سے نہیں ہو سکتی۔



## باب (۴۱)

## ﴿مروت و اعلیٰ اخلاق قائم کرنے کی ترغیب﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ”آدمی کی شرافت اس کا دین ہے اور مروت اس کی عقل اور انسان کا حسب اس کے اچھے اخلاق ہیں۔“

انام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں صراحت فرمادی کہ انسان کی عقل ہی اس کا سراپائے مروت ہے اور عقل نام ہے اچھی چیز کو صحیح طریقے سے پہچاننے کا اور غلطی سے اجتناب کرنے کا لہذا سمجھدار آدمی کے لئے ضروری ہے کہ حسب استطاعت اچھی عادات کو اختیار کرے اور بری باتوں سے پرہیز کرے اور باوقار زندگی کو اپنا شعار بنائے۔

کچھ نامور لوگ گزرے جنہوں نے اپنے آباء اجداد کے اعلیٰ نسب اور مروت پر فخر کرتے ہوئے بھروسہ کیا اور خود باوقار و بامروت زندگی سے دور رہے۔

مجھے محمد بن اسحاق نے اس قسم کے شخص کی مذمت میں یہ اشعار سنائے۔

خساسة اخلاق الرجال تشينهم      وقل غناء عنهم النسب المحض

(ترجمہ) ”بري صفات انسان کے اخلاق کو معیوب بنا دیتی ہیں

اور محض نسب کی وجہ سے لوگوں کو بے پرواہی کم حاصل ہوتی ہے۔“

يصولون بالأباء في كل مشهد      وقد غيب أباءهم عنهم الأرض

(ترجمہ) ”ہر محفل میں اپنے آباء کے نام پر جست لگاتے ہیں

حالانکہ زمین ان کے آباء سے خالی ہو چکی ہے۔“

طويل تبديهم بمجد أبيهم      ومالهم في المجد طول وعرض

(ترجمہ) ”ان کے باپ کی برتری بیان کرنا خاصا طویل ہے



حالانکہ ان کا بزرگی میں نہ طول ہے نہ چوڑائی ہے۔“  
امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو سب سے زیادہ خسارے میں ہو اور سب سے زیادہ حسرت میں ہو اور احمق و بے وقوف ہو اور گھٹیا سوچ کا مالک ہو سوائے اس آدمی کے جس نے اپنے آباء کے عالی نسب و عظمت والی صفات پر فخر کیا اور اپنا اس کا حال یہ ہے کہ وہ اچھے کاموں سے بالکل خالی ہے اس کے باوجود وہ آدمی یہ گمان رکھتا ہے کہ ان کے اونچے کارناموں کے سبب عزت و عظمت اور سرداری حاصل کرے گا ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا ہے الا یہ کہ وہ اپنے اندر اچھی صفات پیدا کرے اور اعلیٰ اخلاق کا حامل بن جائے تو پھر دونوں جہاں میں باکمال بن سکتا ہے۔  
مجھے ابرش نے یہ اشعار سنائے۔

فان قلت لی اباہ صدق و منصب کریمہ و اخوان مضت و حدود  
(ترجمہ) ”اگر تو یہ کہے کہ میرے آباء و اجداد سچے اور باعزت منصب والے تھے اور ان کا حلقہ احباب تھا تو وہ لوگ گزر گئے۔“  
صدق و لکن انت ہدیت مابنوا بکفک عمدا و البناء جدید  
(ترجمہ) ”تو تو سچ کہتا ہے مگر تو نے خود ان کی بنائی عمارت اپنے ہاتھ سے گرا دی اور نئی عمارت ہے۔“  
حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دین بغیر اچھی صفات (مروت) کے کامل نہیں ہو سکتا۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مروت کی کیفیت کے متعلق علماء کے اقوال مختلف ہیں بعض حضرات تو یہ فرماتے ہیں کہ مروت تین قسم کی ہیں (۱) اپنے والد کے شناساؤں کی آدمی قدر کرے (۲) اس کے مال کی اصلاح کرتا رہے (۳) والد کے فرمان کی تابعداری کرتا رہے۔  
بعض کہتے ہیں کہ مروت کے کام یہ ہیں کہ آدمی حق بات کی بجا آوری کرے



اور مہمانوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرے۔ بعض نے کہا مروت یہ ہے کہ آدمی تقویٰ اختیار کرے اور اپنے باطن کی اصلاح کرے اور شب روز اللہ کی عبادت میں اجاڑ جگہوں پر گزارے۔

بعض نے کہا مروت کے کام یہ ہیں کہ آدمی اپنے سے کم درجہ والے کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرے اور اپنے سے بڑے مرتبے والے کی توقیر کرے اور جو کچھ عطا ہو اس کا اچھا بدلہ دے۔

اور بعض نے کہا مروت کے کام یہ ہیں کہ آدمی زبان کا سچا ہو اور پڑوسیوں کی زیادتی کو برداشت کرے اور اپنے معاصرین کے ساتھ اچھا معاملہ کرے اور تکلیف کو اڑوس پڑوس سے دور کرے اور بعض نے کہا مروت یہ ہے کہ برے اخلاق سے دور رہے۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ مروت یہ ہے کہ آدمی شکوک و شبہات والی باتوں سے دور رہے کیونکہ جو شکوک و شبہات میں پڑ جائے وہ ذلیل ہو جاتا ہے اور ضروری ہے کہ اپنے مال کی اصلاح کرتا رہے کیونکہ جو اپنے مال کی اصلاح نہیں کرتا وہ باوقار نہیں رہ سکتا، اور لوگوں سے مستغنی ہو کر اپنے قیام و طعام پر قناعت کرے اور یہ بھی کہا گیا کہ مروت یہ ہے کہ آدمی حسن معاشرت کا معاملہ کرے اور زبان اور شرم گاہ کو محفوظ رکھے اور معیوب چیزوں سے بچتا رہے۔ بعض نے کہا مروت یہ ہے کہ دل سے نجی ہو اور اچھے اخلاق کا حامل ہو۔

بعض حضرات نے کہا کہ مروت، مطالبہ میں اچھی تدبیر اختیار کرنے کا اور خط و کتابت میں نرمی اختیار کرنے کا نام ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک مروت امور میں لطافت اور ذہانت استعمال کرنے کا نام ہے۔

ایک صاحب کا قول ہے کہ مروت نفاذ اور اچھی خوشبو کا نام ہے۔

ایک نے کہا کہ مروت فصاحت اور سخاوت کا نام ہے۔



ایک نے کہا کہ سلامتی کی طلب اور لوگوں پر شفقت کرنے کا نام ہے۔ بعض نے کہا وعدوں کی پاسداری اور معاہدوں کی پاسداری کا نام ہے۔ بعض حضرات نے کہا مروت احباب کی خوشامد کرنے اور عاجزی دکھانے اور دشمنوں سے نرمی سے مدارات کرنے کا نام ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ مروت حرکت کی ملاححت اور طبیعت کی نرمی ہے بعض نے کہا کہ یہ لہجے کی مٹھاس اور مسکراہٹ کا نام ہے۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ مروت میں سے یہ بھی ہے کہ محرمات سے پرہیز کرے اور کسب معاش میں وہ طریقہ اختیار کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے۔ بعض نے کہا مروت یہ ہے کہ آدمی صاحب ثروت اور کثیر الاولاد ہو۔ بعض نے کہا مروت میں سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ عطاء فرمائیں تو شکر کرے اور مصائب میں صبر کرے اور جب بدلہ لینے پر قادر ہو تو معاف کر دے اور جب وعدہ کرے تو ایفاء کرے۔

### سفر و حضر کی مروت

حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مروت کی دو قسمیں ہیں (۱) مروت حالت سفر میں (۲) مروت حالت قیام میں۔ سفر کی اچھی صفت یہ ہے کہ آدمی زاد راہ خرچ کرے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اختلاف نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے دور رہتے ہوئے مزاج کر لے۔ اور حالت قیام میں مروت کے کام یہ ہیں کہ آدمی بکثرت مسجد جاتا ہو اور اللہ کی رضا مندی کے لئے دوست احباب کا حلقہ بنائے اور بکثرت قرآن کی تلاوت کرے۔

### مصنف کا قول فیصل

امام ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اعلیٰ اقدار کے متعلق علماء کا کلام تو مختلف



ہے البتہ مال کے اعتبار سے تمام تعبیریں ملتی جلتی ہیں لیکن میرے نزدیک مروت دو قسم کی صفات ہیں۔ (۱) ناپسندیدہ حرکات سے آدمی باز رہے۔ (۲) پسندیدہ افعال کو اپنا شعار بنائے۔ یہ دو صفات ایسی ہیں کہ یہ تقریباً مذکورہ تمام اقوال کو شامل ہیں انہیں کو بجالانا مروت ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کا وقار آدمی کی عقل ہے۔ پس اعلیٰ صفات کے لئے سب سے بہترین معاون آدمی کا اچھا مال ہے جس سے آدمی اپنا وقار قائم رکھے۔

### مروت نہ کرنے کا انجام

مولف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عقلمند آدمی کے لیے ضروری ہے کہ ممکنہ حد تک مروت کو برقرار رکھے اور اس کا بہترین معاون اچھا حلال مال ہے چنانچہ جس کو اللہ رب العزت نے اس نعت سے نوازا ہوا اور اس نے وہ مال خرچ کر کے اپنی مروت کو قائم نہ رکھا اور بخل کرتا رہا وہ دنیا و آخرت کے خسارے میں رہا اور اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ اس کو موت آجائے اور اس کا مال اس سے چھین جائے اور وہ تنہا قبر میں ڈال دیا جائے اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ پھر ایسا آدمی اس مال کا وارث بنے جو اس کو کھائے بھی اور تعریف بھی نہ کرے اور خرچ کرنے پر شکر نہ کرے پھر اس سے بڑھ کر کیا ندامت اور حسرت ہوگی۔

مجھے محمد بن عبد اللہ بغدادی نے یہ اشعار سنائے۔

يا جامع المال في الدنيا لو ارثه هل أنت بالمال قبل الموت منتفع؟

(ترجمہ) ”اے مال کو دنیا میں وارث کے لئے جمع کرنے والے

کیا تو اپنے مال سے موت سے پہلے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے؟“

قدم لنفسك قبل الموت في مهل فان حظك بعد الموت منقطع

(ترجمہ) ”موت سے پہلے کی مہلت میں اپنے لئے کچھ مال آگے

ذخیرہ کر لے کیونکہ موت کے بعد تیرا حصہ منقطع ہو جائے گا۔“



## تین چیزیں وقار ختم کرتی ہیں

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے وقار بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

(۱) سر بازار کھانا پینا۔

(۲) عطر فروش کے پاس تیل لگانا۔

(۳) حجام کے شیشے میں دیکھنا۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حجام کے شیشہ میں دیکھنا مروت کے خلاف ہے۔

## دوست سے نفع لینا مروت کے خلاف ہے

حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں اپنے دوست سے تجارت میں نفع لینا مروت کے خلاف ہے، ابن عائشہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ دیندار لوگوں کے ساتھ بیٹھنا دل کو جلا بخشتا ہے اور گناہوں کا زنگ دھو ڈالتا ہے اور باوقار لوگوں کی مجالست اچھے اخلاق کی دلیل ہے اور مجالس علماء سے دل صاف ہوتا ہے۔

حضرت معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں برے لوگوں کی دوستی مروت کے سخت منافی ہے۔

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سمجھدار آدمی کو چاہئے کہ لوگوں میں حقارت کے اسباب پر نظر رکھے تاکہ وہ اسباب اس کی مروت کو نہ ڈس لیں کیونکہ اسباب حقارت مروت کے سخت منافی ہیں جو باکمال آدمی کو سطحی زندگی کی طرف لے جاتے ہیں جو کہ نہایت ہی مغلجہ سطح کی زندگی ہے۔

## دنیا میں ذلت کی چیزیں

حضرت علی بن حکیم اودی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شریک سے نقل کرتے ہیں کہ



دنیا کی ذلت پانچ چیزوں میں ہے۔ غسل خانے میں بلا برتن (لوٹے) کے جانا، بغیر نشان زدہ جگہ کے راستہ کر اس کرنا، کسی عالم کی مجلس میں بغیر قلم کتاب کے جانا، شریف آدمی کا کسی خسیس اخلاق آدمی کا محتاج ہونا، اور کسی آدمی کا اپنی بیوی کا محتاج ہونا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آدمی کے وقار میں کمی کرنے والی چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ زیادہ تر جولاہے کے گھر میں نظر آئے، اور جملہ اسباب کے یہ ہے کہ (ضرورت سے زائد) رقم نقدی وغیرہ اپنی جیب میں رکھے۔





## باب (۴۲)

## سخاوت اختیار کرنے اور کنجوسی

## سے اجتناب کرنے کی ترغیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ”بخنی آدمی اللہ تعالیٰ کے قرب میں رہتا ہے اور لوگوں میں بھی محبوب ہوتا ہے اور بخیل آدمی اللہ عزوجل کی رحمت سے دور رہتا ہے اور لوگوں میں بھی اس کا مقام اچھا نہیں ہوتا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا بخنی آدمی اگرچہ جاہل ہو لیکن اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے اور بخیل چاہے عبادت گزار ہی کیوں نہ ہو اس کا مرتبہ بخنی کے برابر نہیں ہے۔“

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کے راوی سعید بن محمد نے اس کی سند کو محفوظ کیا لیکن یہ حدیث غریب ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اس فانی دنیا کے مال و متاع پر قدرت عنایت فرمادیں باوجود اس کے کہ یہ معلوم ہے کہ یہ ایک دن اس سے زائل ہو کر کسی دوسرے کے پاس چلی جائے گی اور اس کو آخرت میں وہی کام آئے گا جو اس نے نیک اعمال کی صورت میں کچھ ذخیرہ کر رکھا ہوگا ضروری ہے کہ اس مال کے حقوق ادا کرتا رہے اور واجبات کو بجالائے اس نیت کے ساتھ کہ آخرت میں ضرور اس کا ثواب و اجر ملے گا اور پھر ضمناً اس دنیا میں بھی اس سے اچھی یادیں وابستہ رہیں گی کیونکہ سخاوت سراپائے محبت اور ذکر خیر ہے جیسا کہ بخل مذمت و دشمنی کا دوسرا نام ہے۔ مال وہی بہتر ہے جس کے ساتھ ساتھ سخاوت بھی ہو جیسا کہ عالم کے ساتھ بات کرنے میں بھلائی ہے۔

مجھے مختصر بن بلال انصاری نے اشعار سنائے۔



الجود مكرمة والبخل مبغضة لا يستوى البخل عند الله والجود  
(ترجمہ) ”سخاوت عزت اور بخل نفرت کا باعث ہے اللہ تعالیٰ  
کے نزدیک بخل اور سخاوت برابر نہیں ہو سکتے۔“

والفقر فيه شخصوص والغنى دعه والناس في المال مرزوق ومحدود  
(ترجمہ) ”فقر میں بلندی ہے اور مال داری بے حیائی ہے اور لوگ  
مال کے بارے میں محدود اور لامحدود ہیں۔“

### جہاں ضرورت ہو وہاں خرچ کرو

سلمان عبدالصمد بن علی سے نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنین المنصور رحمۃ اللہ  
علیہ نے اپنے بیٹے مہدی سے فرمایا اے بیٹا! جان لو تمام لوگوں کو خوش کرنا ایک ایسی  
صفت ہے کہ جس کو حاصل کرنا مشکل امر ہے لہذا تم ان کے ساتھ عطا و بخشش کا معاملہ  
کر کے ان کی محبت حاصل کرو لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ جہاں کسی کی کوئی ضرورت ہو  
وہاں خرچ کرنا (ورنہ اس نوازش کا صلہ محبت کی صورت میں نہیں ملے گا)

### حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے  
جس کو اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا ہو وہ اس کے ذریعے اپنی رشتہ داری قائم رکھے اور  
آنے والے مہمانوں کی خوب خاطر و تواضع کرے اور اس کے ذریعہ غلام اور قیدی آزاد  
کرائے اور اس کو مسافروں و مسکینوں، غریبوں اور مجاہدوں کے لئے خرچ کرے اور اگر  
مشکلات پیش آئیں تو ان پر صبر کرے یہ ایسی صفات ہیں جن کی وجہ سے دنیا و آخرت کی  
عزت و شرافت حاصل کی جاسکتی ہے۔

### دوسروں کے مال سے بچو

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سب سے بہترین سخاوت وہ ہے جو  
اپنے مال سے کی جائے اور دوسرے کے مال سے بچا جائے پس جس نے خرچ کیا وہ



باعزت ہوگا جس طرح کہ اگر کوئی بخل کرے تو ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔

### نیکی کر کے احسان نہ جتلاؤ

سخاوت عزت کی نگہبان ہے جیسا کہ معاف کرنا عقل کی زکوٰۃ ہے اور کامل سخاوت وہ ہے جو احسان جتلانے سے خالی ہو جو آدمی نیکی کر کے احسان نہ جتلائے اس کی عزت بڑھ جاتی ہے لیکن جب احسان جتلا دیا جائے تو پھر دو ہی راستے ہوتے ہیں یا تو احسان برائے احسان یا پھر اس کا بدلہ، بہترین سخاوت وہ ہے جو حقیقت میں سخاوت ہو اور حقیقی سخاوت وہ ہے جو بغیر کسی لالچ کے کی جائے۔“

مجھے ابن زنجی نے یہ اشعار سنائے۔

یارب عاذلہ فی الجود قلت لہا قلی علی اللہ فیما انفق الخلفا

(ترجمہ) ”اے سخاوت پر ملامت کرنے والی۔ میں نے اسے کہا

ملامت کم کر جو میں خرچ کرتا ہوں اس کا بدلہ اللہ پر ہے۔“

ہل من بخیل زأبت المال اخلدہ ام ہل رأبت جوادا میتا عجفا؟

(ترجمہ) ”کیا تو نے کسی کنجوس کو دیکھا کہ اس کے مال نے اسے

لمبی زندگی دی ہو یا کوئی نخی دیکھا جو کمزور ہو کر مر گیا ہو۔“

لما رأتنی أوتی المال طالبہ ولا أبالی تلادا کان ام طرفا

(ترجمہ) ”جب اس نے دیکھا کہ میں مانگنے والے کو مال دے

دیتا ہوں اور دینے میں نئے پرانے کی پرواہ نہیں کرتا۔“

عدت سماحی تبذیرا ولست أری ما یکسب الحمد تبذیرا ولا سرفا

(ترجمہ) ”تو اس نے میری سخاوت کو فضول خرچی سمجھا مگر میں

اس مال کو جو تعریف حاصل کر کے دے فضول خرچی اور برباد کرنا

نہیں سمجھتا۔“

حضرت حبان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہمنشینوں میں ایک ہزار درہم تقسیم کئے اور پھر یہ اشعار



کہے۔

لاخیر فی المال لکنازہ الاجواد الکف وہابہ  
(ترجمہ) ”مال میں جمع کرنے والے کے لئے کوئی بھلائی نہیں  
سوائے یہ کہ وہ ہاتھ کاغی اور ہبہ کرنے والا ہو۔“

یفعل احیاناً بزوارہ مات فعل الخمر بشرابہ  
(ترجمہ) ”(کیونکہ) یہ مال کبھی اپنی زیارت کرنے والے کے  
ساتھ وہ سلوک کرتا ہے جو شراب اسے پینے والے کے ساتھ کرتی  
ہے۔“

### خرچ کرنے کے فضائل

حضرت ابن مساک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے تعجب ہے لوگوں پر کہ پیسہ  
خرچ کر کے غلام خرید لیتے ہیں لیکن نیکی کر کے آزاد کو نہیں خریدتے۔  
حضرت عاصم احوال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت حسنؑ سے  
پوچھا۔ اس حدیث مبارکہ کا کیا مطلب ہے ”الید العلویا خیر من الید السفلی“ تو  
انہوں نے فرمایا اس کا مطلب ہے دینے والا ہاتھ مال روکنے والے ہاتھ سے زیادہ بہتر  
ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے منقول ہے جس نے اللہ کیلئے کسی سے محبت کی  
اور اسی کیلئے کسی سے بغض رکھا اور اللہ ہی کی رضا کیلئے کسی کو کوئی چیز دی اور اسی کیلئے منع  
کیا تو اس نے ایمان مکمل کر لیا۔

ویظہر عیب المرء فی الناس بخلہ ویسترہ عنہم جمیعاً سخاؤہ  
(ترجمہ) ”خل انسان کا عیب لوگوں میں ظاہر کر دیتا ہے اور اس  
کی سخاوت تمام عیوب کو چھپا لیتی ہے۔“

تغط بأثواب السخاء فبانسی ازی کل عیب و السخاء غطاؤہ  
(ترجمہ) ”لہذا تو سخاوت کے لباس سے خود کو ڈھانپ لے کیونکہ



میں دیکھتا ہوں کہ سخاوت ہر عیب کا پردہ ہے۔“

ملاّت یدى من الدنيا مزارا فمما طمع العواذل فى اقتصادى  
(ترجمہ) ”میں نے کئی بار اپنا ہاتھ اس دنیا سے بھرا لیکن ملامت  
گروں نے میری میانہ روی میں لالچ نہ کی۔“

وما وجبت على زكوة مال وهل تجب الزكاة على الجواد  
(ترجمہ) ”اور مجھ پر کبھی مال کی زکوٰۃ واجب نہ ہوئی اور کیا خجی  
آدی پر کبھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟“

### بخل جہنم کا اور سخاوت جنت کا درخت ہے

علامہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جہنم میں ایک درخت ہے جسے بخل  
کہتے ہیں اس کی شاخیں اس دنیا میں ہیں جو کوئی بھی اس کی کسی شاخ سے لٹک گیا اس کو  
وہ سیدھا آگ میں کھینچ کر لے جائے گا جیسا کہ سخاوت جنت کے ایک پودے کا نام  
ہے جس کی شاخیں اس دنیا میں ہیں پس جو ان شاخوں سے چٹ جائے گا وہ اس کو  
جنت میں لے جائیں گی اور جنت تو ویسے ہی حیوں کا گھر ہے۔

### بخل کے درجات

بخل کا پہلا درجہ بخیل ہے پھر اگر زیادہ کنجوسی کرے تو اس کو رنج کہتے ہیں پھر  
اگر اس سے بھی بڑھ کر اہل سخاوت کی مذمت کرے تو اس کو کمینہ کہتے ہیں پھر اگر بخیلوں  
کے لئے دلائل و اعدا تلاش کرے تو اس کو ملامتی کہتے ہیں اور عزت کو تار تار کر دینے  
والی اور دین کو معیوب بنانے والی چیز ”بخل“ سے بڑھ کر کوئی نہیں۔

مجھے محمد بن اسحاق واسطی نے یہ اشعار سنائے۔

لكل هم من الهموم سعه والبخل واللوم لافلاح معه  
(ترجمہ) ”ہر قسم کی پریشانی کو برداشت کرنے کی وسعت ہے  
لیکن کنجوسی اور کمینہ پن کے ساتھ کامیابی نہیں۔“



قد یجمع المال غیرا کله ویاکل المال غیر من جمعه  
(ترجمہ) ”کبھی نہ کھانے والا شخص مال جمع کرتا ہے اور وہ شخص  
مال کھاتا ہے جس نے جمع بھی نہیں کیا ہوتا۔“

اقبل من الدھر اتاک بہ من قر عینا بعیشہ نفعہ  
(ترجمہ) ”لہذا زمانہ مجھے جو کچھ دے اسے قبول کر لے جس نے  
زندگی سے آنکھیں ٹھنڈی کیں اس کو وہ نفع دیتی ہے۔“

انسان کے لئے سب سے زیادہ نقصان وہ بخل ہے

علامہ خطابی فرماتے ہیں میں نے ابو حاتم جستانی سے سنا انہوں نے فرمایا ایک  
مرتبہ کسری نے لوگوں سے پوچھا ابن آدم کے لئے کیا چیز نقصان دہ ہے؟ لوگوں نے کہا  
”فقر“ اس نے کہا، مگر بخل اس سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے کیونکہ غریب آدمی جب  
رزق پائے گا تو وسعت اختیار کرے گا لیکن بخیل آدمی رزق پالینے کے باوجود بھی  
وسعت اختیار نہیں کرتا۔

حضرت ابو ہزبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ  
میں یحییٰ بن برکی کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کے پاس ایک  
ہندوستانی آیا جس کے ساتھ اس کا مترجم بھی تھا اس ترجمان نے  
یحییٰ سے کہا یہ آدمی شاعر ہے اس نے آپ کی تعریف کی ہے یحییٰ  
نے کہا اس سے کہو شعر کہے تو اس نے یہ شعر کہا۔

ارہ اصرہ ککرا کی کرہ مندرہ

یحییٰ نے ترجمان سے کہا یہ کیا کہہ رہا ہے اس نے ترجمہ میں یہ شعر کہا۔

اذا المکارم فی افاقنا ذکرت فانما یک یضرب المثل

(ترجمہ) ”ہمارے علاقوں میں جب اچھے اخلاق کا ذکر ہوتا ہے تو

آپ کے نام سے مثال دی جاتی ہے۔“



## سب سے بڑا سخی

حضرت عامر بن عبداللہ حضرت ابن منہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا دنیا کا سب سے بڑا سخی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق اچھی طرح ادا کرتا ہو اگرچہ لوگ اس کو بظاہر بخیل ہی تصور کرتے ہیں اور دنیا کا بدتر بخیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق اچھی طرح سے ادا نہ کرتا ہو اگرچہ لوگ اس کو بظاہر بڑا باعزت اور سخی سمجھتے ہوں۔

## حاتم طائی اور ان کے والد

حضرت ربیع بن سلیمان امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حاتم طائی کا والد بہت سخی تھا وہ تمام چیزوں کو مقررہ جگہوں پر رکھتا تھا اور حاتم فضول خرچ تھا ایک دن اس کے والد کے پاس اس کے دوست جمع ہوئے تو ان نے ان کے سامنے حاتم کی فضول خرچی کی شکایت کی اور کہا مجھے نہیں معلوم کہ اس کا کیا ہوگا؟ جو چیز بھی لیتا ہے خرچ کر دیتا ہے چنانچہ سب نے مل کر فیصلہ کیا کہ اس کو ایک سال تک کچھ نہ دیا جائے لہذا اس کی نگرانی کی گئی اور باوجود اس کی تکلیف کے ایک سال تک اسے کوئی چیز نہ دی گئی پھر جب ایک سال مکمل ہو گیا تو اس کے والد نے اس کو سواونینیاں دیں جب حاتم کو معلوم ہوا تو وہ کھڑا ہو گیا اور اعلان کر دیا کہ جس کو جو اچھا لگے لے جائے چنانچہ لوگ اس سے سب کچھ چھان بین کر لے گئے جب اس کے والد کو پتا چلا تو بیٹے کو بلا کر پوچھا یہ تو نے کیا کیا تو بیٹے نے جواب دیا۔ ابا جان، اللہ کی قسم مجھے بھوک نے ایسا کر دیا ہے کہ مجھ سے جو بھی کوئی چیز مانگتا ہے میں اس کو دے دیتا ہوں۔

## عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اشعار

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اکثر مندرجہ ذیل اشعار پڑھا کرتے

تھے۔

وما تزود مما كان يجمعه الا حنوطا غداة البين مع حرق



(ترجمہ) ”اور وہ جو مال جمع کرتا ہے اس میں سے توشہ سوائے

جدائی کی صبح کپڑوں کے کچھ ٹکڑوں کے ساتھ حنوط (خوشبو) کے

حاصل نہ کر پائے گا (یعنی موت کے سفر پر جانے والا)۔“

وَعِیرَ نَفْحَةِ اَعْوَادٍ تَشْدُلُهُ وَقِلْ لَكَ مِنْ زَادِ الْمُنْطَلِقِ

(ترجمہ) ”اور سوائے عود کی ان لکڑیوں کی خوشبو کے جو اس کے

لئے باندھی جائیں گی اور ایک جانے والے کے لئے یہ توشہ بہت

تھوڑا ہے۔“

### حد درجے کی سخاوت

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے تو انہیں انگور کھانے کی چاہت ہوئی حالانکہ وہ

انگوروں کا موسم نہ تھا لیکن پھر بھی تلاش کیا گیا تو ایک آدمی کے پاس ملے تو اس سے

سات دانے ایک درہم کے عوض خریدے گئے اور خدمت میں لائے گئے اتنے میں ایک

مانگنے والا آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو دے دو اور ان میں سے کچھ بھی نہ

چکھا۔

### سخاوت کرنے والے کامیاب ہیں

حضرت ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مشرق سے مغرب تک

لوگوں کو دیکھا جس نے بھی سخاوت کو اپنا شعار بنایا اور لوگوں کو تکلیف دینے سے بچتا رہا

وہ اپنے ہم پلہ و معاصرین پر فوقیت لے گیا اور ہر خاص و عام میں اس کی عزت افزائی

ہوئی بس جو بھی عزت چاہے دنیا اور آخرت کی عظمت کا خواہی ہو وہ سخاوت کو لازم پکڑ

لے اور ہر خاص و عام کو تکلیف دہی سے بچے اور جو چاہے کہ اس کی عزت تار تار ہو اور

اس کا دین معیوب ہو اور لوگوں پر بوجھ بنے وہ بخل اختیار کر لے۔



## عرب میں سختی اور کنجوس پیراشعار

حضرت نصر بن شمیل سے پوچھا گیا کونسا شعر ہے جو عرب زیادہ سخاوت والے پر کہتے ہیں فرمایا۔

فلو لم تكن في كفه غير روحه لجاد بها، فليتنق الله سائله  
(ترجمہ) ”اگر اس کے ہاتھ اپنی جان کے سوا کچھ بھی نہ ہو تو وہ اسے بھی سخاوت میں دے دے گا اس لئے مانگنے والے کو ایسے شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔“  
اور فرمایا بخجل کے لئے یہ شعر کہا گیا۔

لوجعل الخردل في كفه ماسقط من كفه خردله  
(ترجمہ) ”اگر رائی کے دانے بھی اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے جائیں تو ایک دانہ بھی گرنے نہ پائے گا۔“  
پھر ان سے پوچھا گیا وہ کون سا شعر ہے جس میں سب سے زیادہ بھوک کی گئی فرمایا۔

العجرفيون لا يوفون ما وعدوا والعجرفيات ينجزن المواعيد  
(ترجمہ) ”عجربنی مرد اپنا کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کرتے اور عجربنی عورتیں اپنا وعدہ پورا کر دیتی ہیں۔“

## بخل سے مشہور نہ ہوں

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سمجھدار کے لئے ضروری ہے کہ اگر سخاوت سے معروف نہ ہو تو بخل سے بھی مشہور نہ ہو جیسا کہ یہ مناسب نہیں کہ اگر بہادری اس کی پہچان نہ ہو تو کم از کم ڈرپوک ہونا اس کی پہچان نہ ہو یا اسی طرح اگر باوقار نہیں تو ذلیل مشہور نہ ہو یا اسی طرح اگر امانت دار مشہور نہیں تو خیانت سے بھی مشہور نہ ہو کہ یہ بخل تو دین دنیا کے اعتبار سے بری علامت ہے اور آخرت کے اعتبار



سے جن اعمال کے سبب ذخیرہ اندوزی کی جاتی ہے ان میں سب سے برا عمل ہے۔

### بنت عبدالعزیز کی بخل سے نفرت

حضرت ابراہیم بن ابی عمبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ہمیشہ کو یہ فرماتے سنا کہ تف ہے اس بخل پر اللہ کی قسم اگر یہ کوئی راستہ ہوتا تو میں کبھی بھی اس پر نہ چلتی اور اگر کوئی کپڑا ہوتا تو کبھی بھی نہ پہنتی۔

### سخی کا یقین کامل ہوتا ہے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس آدمی کو (خدا سے) نعم البدل ملنے کا یقین ہو وہ ہدیہ و تحفہ کی سخاوت کرتا ہے۔





## باب (۴۳)

## ﴿دوستوں کے ہدایا قبول نہ کرنے پر سرزنش کا بیان﴾

## ہدایا واپس لینے سے منع کا ذکر

حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

”دعوت قبول کرو اور ہدیہ واپس نہ کرو اور مسلمانوں کو نہ مارو۔“

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے ہدایا واپس کرنے سے منع کیا ہے لہذا آدمی پر لازم ہے کہ جب اس کے پاس ہدیہ آئے تو وہ اس کو قبول کرے اور واپس نہ کرے۔ ہدیہ دینے والے کا شکریہ ادا کرے اور ہو سکے تو اس کا بدلہ بھی دے۔ اور میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی طرف ہدایا بھیجا کریں کیونکہ ہدیہ محبت پیدا کرتا اور نفرت ختم کرتا ہے۔

عبدالملک بن رفاعہ کا قول ہے کہ۔ ہدیہ واضح جادو ہے۔

## ہدیہ نفرت کو ختم کرتا ہے

سفیان کہتے ہیں کہ جب امام ابو حنیفہ لوگوں کو مسائل شرعیہ بتانے کے لئے مسند افتاء پر بیٹھے تو مسند و راق نے لوگوں سے کہا۔

كُنَّا مِنَ الدِّينِ قَبْلَ الْيَوْمِ فِي سَعَةٍ حَتَّى بُلِينَا بِأَصْحَابِ الْمَقَائِسِ قَوْمٌ إِذَا اجْتَمَعُوا صَاحُوا كَانَهُمْ ثَعَالِبٌ صَبَحَتْ بَيْنَ النَّوَاوِيسِ

(ترجمہ) ”آج سے پہلے ہم دین کے معاملے میں وسعت میں

تھے۔ لیکن آج کے بعد ہم اہل قیاس کے شکنجے میں جکڑے جا چکے

۱۔ بخاری فی الادب المفرد ص ۱۵۷۔ مسند احمد ص ۴۰۴۔ ابن حبان حدیث نمبر ۱۰۶۴۔ مشکل الآثار (امام

طحاوی) (۴/۱۲۸)



ہیں۔ یہ ایسی قوم ہے کہ جب جمع ہو جائیں تو ایسے چیختے ہیں جیسے لومڑیاں اپنی رہنے والی جگہ میں آوازیں نکالتی ہیں۔“  
یہ بات امام صاحب تک پہنچی تو آپ نے اس کی طرف کچھ ہدیہ بھیجا۔ ہدیہ کی وصولی کے بعد اس نے کہا۔

اِذَا مَا النَّاسُ يَوْمًا قَايَسُونَا      بِأَيِّدِهِ مِنَ الْفِتْيَا طَرِيقَةَ  
اتَيْنَاهُمْ بِمُقْيَاسٍ صَحِيحٍ      مُصِيبٌ مِنْ طَرَازِ أَبِي حَنِيفَةَ  
اِذَا سَمِعَ الْفَقِيهَ بِهَا وَعَاَهَا      وَابْتَهَا بِحَبْرِ فِي صَحِيفَةِ

(ترجمہ) ”لوگ اگر کسی دن ہمارا مشکل اور انوکھے فتویٰ میں

امتحان لیں تو ہم ان کے پاس ابوحنیفہ کی طرز کا صحیح قیاس لاتے

ہیں۔ فقیہ جب اس کو سنتا ہے تو یاد کرتا ہے اور سیاہی سے اپنے دفتر

میں قلمبند کر لیتا ہے۔“

مجھے کریمی نے اشعار سنائے۔

اِنَّ الْهَدِيَّةَ حَلَوَةً      كَالسَّحَرِ تَحْلُبُ الْقُلُوبَ  
تُكْنِي الْبَعِيدَ مِنَ الْهَوَى      حَتَّى تُصَرِّهَ قَرِيبًا  
وَتُعِيدَ مُقْطَعِينَ الْعَدَا      وَهَ بَعْدَ بَغْضَتِهِ حَيًّا

(ترجمہ) ”بے شک ہدیہ ایک مٹھاس ہے۔ جیسے جادو جو دلوں کو

اچک لیتا ہے محبت سے دور رہنے والوں کو قریب کر دیتا ہے۔

عداوت اور نفرت رکھنے والے کو دوست بنا دیتا ہے۔ بغض رکھنے

والے کے دل کی کدورت کو ختم کر دیتا ہے اور گناہوں کو مٹا دیتا

ہے۔“

دل محسن سے محبت کرتے ہیں

اسماعیل بن ابان کہتے ہیں کہ حسن بن عمارہ کو خبر ملی کہ اعش اس کے بارے

میں کچھ باتیں کرتے ہیں تو حسن بن عمارہ نے ان کی طرف کپڑوں کا ایک جوڑا بھیجا۔



اعمش اس کے بعد ان کی مدح سرائی کرنے لگے۔ اس تبدیلی کے بارے میں جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے خیمہ نے عبداللہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ دل فطرتی طور پر احسان کرنے والے سے محبت کرتے ہیں اور برائی کرنے والے سے نفرت کرتے ہیں۔

معاصرین کی محبت کے لئے انہیں ہدیہ بھیجیے  
ابو حاتم کہتے ہیں کہ لوگ فطرتی طور پر بھلائی کرنے والے کو پسند اور ایذا رسانی کرنے والے کو ناپسند کرتے ہیں۔ بھلائی کرنے والے کو دوست اور برائی کرنے والے کو دشمن سمجھتے ہیں۔

پس عظیمہ معاصرین کی محبت حاصل کرنے کے لئے ان کی طرف ہدیہ بھیجنا لازم سمجھتا ہے اور ان کی نفرت اور عداوت سے بچنے کے لئے ہدایا بھیجنے کو ترک نہیں کرتا۔

مجھے ابرش نے اشعار سنائے  
هَذَا يَا النَّاسَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ تَوَلَّى فِي قُلُوبِهِمُ الْوَصَالَا  
وَتُزْدَعُ فِي الضَّمِيرِ هَوًى وَوُكَا  
مَصَائِدَ لِلْقُلُوبِ بَغِيرِ تَعَبٍ وَتَمْتَحِكُ الْمَحَبَّةُ وَالْجَمَالَا  
(ترجمہ) ”لوگوں کا آپس میں ایک دوسرے کی طرف ہدایا بھیجنا ان کے دلوں میں جوڑ پیدا کرتا ہے۔ اور ضمیر میں الفت اور محبت اگاتا ہے۔ اور آپ کو ہیت اور رعب کا لباس پہناتا ہے۔ دلوں کی شکار گاہ ہے بغیر شور و شغب کے۔ اور آپ کو محبت اور جمال عطا کرتا ہے۔“



## ہدیہ دینے لینے میں قلت و کثرت کو نہیں دیکھنا چاہئے

ابن سیرین کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں لوگ پلٹوں اور بڑے بڑے تھالوں میں درہم بھیجا کرتے تھے۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عاقل پر لازم ہے کہ وہ چیزوں کو وقت کے تقاضے کے مطابق استعمال کرے۔ تقدیر کے فیصلے پر راضی رہے اور جو مل گیا ہو اس کے علاوہ کی تمنا نہ کرے اگر اس کے پاس کوئی گھٹیا چیز ہو تو اس کو کم سمجھ کر خرچ کرنے سے نہ رکے کیونکہ بخل اور خرچ کرنے سے رکنا بڑے عیب کی بات ہے انسان کسی چیز کو حقیر سمجھتا ہے تو اس کو خرچ کرنے سے روک لیتا ہے لہذا کسی بھی چیز کو گھٹیا نہیں سمجھنا چاہئے۔ خرچ کرنے میں عاقل کے ہاں کثرت و قلت برابر ہونی چاہئے کیونکہ زیادہ خرچ کرنا اگر انسان میں زیادہ خصلتیں پیدا کرتا ہے تو قلیل بھی اپنی مقدار کے مطابق کام آتا ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ ہم عبادت گزار کہمس کے پاس گئے تو وہ لال رنگ کی چمچیں کھجوریں لائے اور بولے یہ تمہارے بھائی کی ادنیٰ سی کاوش ہے۔

معانی بن عمران کہتے ہیں کہ جو شخص مفت کی دوستی کا خواہشمند ہو تو وہ مردوں سے دوستی لگالے۔

نعیم بن حماد کہتے ہیں مجھے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اشعار سنائے۔

ماذا ذاق طعم الغنى من لاقنوع له      ولن ترى قانعاً ماعاش مفتقراً  
والعرف من ياتيه يحمد عواقبه      ماضع عُرف ولو اولىسته حجراً

(ترجمہ) ”جس کے پاس قناعت نہ ہو وہ استغنا کا ذائقہ نہیں چکھ

سکتا۔ اور قانع کو تم تاحیات ہرگز فقیر نہ پاؤ گے۔ عرف اس کے

انجام کی مدح سرائی کرتا ہے جو اس کے پاس کچھ لائے۔ اگر تم

اس کو پتھر بھی دو گے تو وہ اس کو بھی ضائع نہ کرے گا۔“

## بہترین تحفہ مگر معذرت کے ساتھ

ابو اسنور شاعر نے ابوالاشعث کی طرف نیروز کے دن گلاب کے پھولوں



کا تھال ہدیہ بھیجا اور ساتھ یہ اشعار لکھ بھیجے۔

بعثنا ببرتافہ دون قدر کم وما تبعث الالطاف للقل والكثير  
ولسكن ظرفا ان تزيد مودة فهل تكرمنا بالقبول والعذر  
فلو كان برى حسب ما انت اهله اتاك اذا روحى على طبق البر  
(ترجمہ) ”آپ کی شان سے کم ہم آپ کی طرف یہ ہدیہ ارسال

کر رہے ہیں۔

ہدایا بھیجنے میں اعلیٰ اور ادنیٰ کو نہیں دیکھا جاتا۔ لیکن وسعت ظرفی سے آپ محبت میں بڑھو گے تو کیا ہدیہ اور عذر قبول کر کے آپ ہماری عزت افزائی کریں گے اگر میری یہ نیکی آپ کی شان کے مطابق ہو تو پھر میری روح آپ کے پاس آپ کی شان کے مطابق نیکی لے کر آئے گی۔“

### ہدیہ غریب بھی بھیجا کریں

لشکر کا ایک دیوان نویس سفر سے لوٹا تو اس کے ساتھیوں نے اس کی طرف ہدایا بھیجے۔ بھیجنے والوں میں ایک ایسا بھی تھا جس کی مالی حالت اچھی نہ تھی تو اس نے کچھ مصالحہ اور اشنان بھیجا تو ساتھ لکھا کہ اچھی نیت کے ساتھ جو میرا نیک ارادہ ہے۔ اس کی اگر تکمیل ہو جاتی اور کشائش میرا ہاتھ کھول دیتی تو آپ کے ساتھ نیکی کرنے والوں میں آگے بڑھنے والوں کو میں تھکا دیتا۔ اور آپ کے ساتھ نیکی کرنے کی کوشش کرنے والوں میں آگے بڑھ جاتا۔ لیکن سرمایہ ہمت کرنے سے بیٹھ گیا اور حیثیت والوں کے مقابلے سے قاصر ہو گیا۔ لیکن میں نے یہ نامناسب سمجھا کہ جب نیکی کا رجسٹر بند کیا جائے تو اس میں میرا ذکر نہ ہو لہذا میں نے آپ کی طرف وہ چیز بھیجی جس سے ابتداء کی جاتی ہے یعنی مصالحہ سواں کی برکت کی وجہ سے۔ اور وہ چیز جس سے اختتام کیا جاتا ہے۔ (یعنی اشنان) اس کی خوشبو اور نفع کی وجہ سے اس میں کوئی ناہی کی جو تکلیف

۱ اشنان گھاس ہے جو خوشبو کے لئے نہانے کے پانی میں استعمال ہوتی تھی خاص طور سے مردوں کے غسل میں اسے استعمال کیا جاتا تھا۔



پہنچی ہو اس سے میں معذرت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ جو احوال ہیں ان کی تعبیر کے لئے اللہ کا یہ قول کافی ہے۔

﴿لَيْسَ عَلَى الضَّعْفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ

لَا يَجِدُونَ مَا يَنْفِقُونَ حَرَجٌ﴾ (التوبة: ۹۱)

(ترجمہ) ”کمزوروں، مریضوں اور ان لوگوں پر کوئی حرج نہیں جو

خرچ کرنے کے لئے مال نہیں پاتے۔“

حمید اپنے والد معیوف سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔ منج میں حکم بن حطب کی موت کے وقت حاضر تھا۔ وہ موت کی تکلیف میں تھے۔ میں نے یا کسی آدمی نے کہا اے اللہ! ان پر موت آسان کر دے۔ یہ تو ایسے تھے اور ایسے تھے یوں کہہ کر قائل نے ان کی مدح سرائی کی۔ تو وہ ہوش میں آ گئے اور بولے یہ کلمات کہنے والا کون تھا؟ تو قائل نے کہا میں۔ تو بولے ملک الموت کہہ رہے ہیں کہ میں ہر آدمی کے ساتھ شفقت کرنے والا اور خفی ہوں۔ اتنا کہنے کے بعد گویا کہ وہ چراغ تھا بجھا دیا گیا (یعنی انتقال کر گئے) ابن ہر مہ شاعر کے پاس ان کی موت کی خبر پہنچی تو اس نے کہا۔

سَأَلَا عَنِ الْمَجْدِ وَالْمَعْرُوفِ أَيْنَ هُمَا فَقُلْتُ انَّهُمَا مَاتَا مَعَ الْحَكَمِ

مَاتَا مَعَ الرَّجُلِ الْمَوْفِيِّ بِذِمَّتِهِ يَوْمَ الْحِفَافِ إِذَا الْمَيُوفُ بِالذِّمِّ

مَاذَا بَمَتَّجٍ لَوْ تُنَبِّشُ مَقَابِرَهَا مِنْ التَّهْدِمِ بِالْمَعْرُوفِ وَالْكَرَمِ

(ترجمہ) ”لوگوں نے نیکی اور بزرگی کے بارے میں پوچھا وہ

کہاں ہیں؟ تو میں نے کہا وہ تو حکم کے ساتھ دنیا سے چلی گئیں۔

وہ دونوں ایقائے عہد کے دن ذمہ داری پوری کرنے والے شخص

کے ساتھ مر گئیں، ایسا ایقائے عہد کا دن ذمہ داری پوری کرنے

والے شخص کے ساتھ تو مر گئیں۔ ایسا ایقائے عہد کا دن کہ جس دن

وفا داریاں پوری نہ کی جائیں بوسیدہ ہونے کی وجہ سے قبریں اکھیڑ

لی جائیں تو پتہ چلے کہ منج میں کیسی بزرگی اور نیکی ہے۔“



(۲۰) درود

## درود کے واسطے پیدا کیا انسان کو

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے پوچھا گیا کہ دنیا میں آپ کسی چیز میں لذت پاتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ دوستوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے میں پھر پوچھا گیا کہ کس کی زندگی سب سے اچھی ہے تو بولے جس کی زندگی دوسروں کے لئے حیات بخش ہو۔ تو پھر پوچھا گیا کہ کس کی زندگی سب سے بری ہے تو فرمایا کہ جس کی زندگی دوسروں کے لئے حیات بخش نہ ہو۔

☆☆☆

یہ بات کہ انسان کو دنیا میں لذت پاتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ دوستوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے میں پھر پوچھا گیا کہ کس کی زندگی سب سے اچھی ہے تو بولے جس کی زندگی دوسروں کے لئے حیات بخش ہو۔ تو پھر پوچھا گیا کہ کس کی زندگی سب سے بری ہے تو فرمایا کہ جس کی زندگی دوسروں کے لئے حیات بخش نہ ہو۔

یہ بات کہ انسان کو دنیا میں لذت پاتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ دوستوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے میں پھر پوچھا گیا کہ کس کی زندگی سب سے اچھی ہے تو بولے جس کی زندگی دوسروں کے لئے حیات بخش ہو۔ تو پھر پوچھا گیا کہ کس کی زندگی سب سے بری ہے تو فرمایا کہ جس کی زندگی دوسروں کے لئے حیات بخش نہ ہو۔



## باب (۴۴)

## لوگوں کی حاجتیں پوری کر کے ان سے تنگی دور کرنے کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔  
جس نے اپنے بھائی سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ  
قیامت کی تکلیفوں میں سے اس سے بڑی تکلیف کو دور فرمائیں گے۔ جس نے تنگدست پر  
آسانی کی اللہ دنیا و آخرت میں اس پر آسانیاں کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ  
پوشی کی اللہ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ اس وقت تک اپنے بندے کی  
مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔<sup>۱</sup>

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی خیر خواہی ان کی تکلیفوں اور غموں کو دور کرنا  
تمام مسلمانوں پر لازم ہے کیونکہ جس نے کسی سے دنیا کی کوئی تکلیف دور کی اللہ اس  
سے آخرت میں تکلیفیں دور کرے گا۔ اور جس نے کسی کی ضرورت پوری کرنے کا ارادہ  
کیا مگر پوری نہ کر سکا تو اس کو کوتاہی کرنے والا نہ سمجھا جائے گا۔ انسان جب لائق مدح  
ہوتا ہے تو اس کی ضرورتیں بھی آسانی سے پوری ہو جاتی ہیں دوست ضرورت کے وقت  
پہچانے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اپنائیت کی رٹ لگانے والوں کا امتحان اس وقت ہوتا ہے  
جب انسان غریب ہو جائے کیونکہ کشائش کے وقت ہر کوئی دوستی کے دعوے کرتا ہے۔  
بدترین دوست وہ ہے جو اپنے بھائی کو مصیبت اور تنگی کے وقت تنہا چھوڑ دے۔ جیسا کہ  
بدترین شہرہ ہے جس میں نہ ہریالی ہو اور نہ ہی امن۔ کریزی نے کہا۔

خیر ایام الفتی يوم نفع واصطناع العرف أبقى مصطنع



مَائِنَالْ خَمْرُ بِالْشَرِّ وَلَا بَحْصُذُ الزَّارِعِ إِلَّا مَا زَرَعُ  
 لَيْسَ كُلُّ الدَّهْرِ يَوْمًا وَاحِدًا رِبْمَا انْحَطَّ الْفَتَى ثُمَّ ارْتَفَعَ  
 (ترجمہ) ”نوجوان کا بہترین دن وہ ہے جس میں وہ نافع ثابت ہو اور بھلائی کی ایجاد  
 باقی رہنے والی ایجاد ہے۔ بھلائی برائی کر کے حاصل نہیں کی جاسکتی کسان وہ ہی پائے گا  
 جو زمین میں بوئے گا۔ پورا زمانہ ایک دن کی طرح نہیں ہوتا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ  
 نوجوان گر کے بلند ہو جاتا ہے۔“

حسن کہا کرتے تھے کہ مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنا میرے نزدیک دو  
 مہینوں کے اعتکاف سے بہتر ہے۔ علی بن محمد بسامی نے کہا۔

سَابِقُ إِلَى الْخَيْرِ وَبَادِرُهُ فَنَاقٌ مِنْ خَلْفِكَ مَا تَعْلَمُ  
 وَقَدَّمَ الْخَيْرَ فَكُلْ أَمْرِي عَلَى الَّذِي قَدَوْلِي يَقْدَمُ

(ترجمہ) ”بھلائی کرنے میں آگے بڑھو کیونکہ جو پیچھے چھوڑ  
 گئے۔ اس کی حقیقت تم جانتے ہو بھلائی کو آگے بھیجو۔ ہر آدمی جو  
 آگے بھیجے گا اس کو پالے گا۔“

### بھلائی ایسے کی جاتی ہے

شیب بن شیبہ کہتے ہیں کہ سعید بن عاص کا جب آخری وقت آیا تو اس نے  
 اپنے بیٹوں سے کہا۔ اے بیٹو تم میں سے کون میری وصیت کو پورا کریگا؟ بڑے نے کہا  
 ”میں۔“ تو انہوں نے کہا کہ میری وصیت قرضے کی ادا ہوگی ہے۔ بیٹے نے پوچھا، ابا  
 جان آپ پر کتنا قرضہ ہے؟ تو فرمایا ”اسی ہزار“ بیٹے نے پوچھا ابا جان اتنا قرضہ آپ  
 نے کس لئے لیا۔ بولے بیٹا ایک شریف آدمی کی ضرورت پوری کرنے کیلئے جب وہ  
 ضرورت مند میرے پاس آیا تو شرم کی وجہ سے اس نے مانگا تو نہیں، لیکن تنگی میں نے  
 اس کے چہرے سے بھانپ لی تھی۔ تو اس کے مانگنے سے پہلے ہی میں نے اس کی  
 حاجت کو پورا کر دیا۔



## بھلائی جلد سے جلد کر لو

ابو حاتم کہتے ہیں کہ جو شخص مال یا کسی مرتبے کا مالک ہو، تو اسے چاہئے کہ قبل از موت جتنا ہو سکے ان چیزوں کو لوگوں کے کام لائے ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور یہ بھلائیوں سے پیچھے رہ جائے۔ اور پھر جو نہ کر سکا۔ اس پر افسوس کرے۔ عاقل یہ بات ذہن میں رکھے کہ دنیا میں سے جو کچھ اس کے پاس ہے وہ ایک دن اس سے گم ہو کر ہی رہے گا۔ مکمل بھلائی اور احسان یہ ہے کہ انسان مانگے بغیر عطا کرے۔

## بغیر مانگے دینا چاہئے

مشہور شاعر ابو العتاهیہ ہارون رشید کے پاس آیا تو اس نے کہا ابو العتاهیہ کچھ مانگو تو ابو العتاهیہ نے یہ شعر کہا:

اذا كان المنال ببذل وجهه فلا قريب من ذاك المنال  
(ترجمہ) ”اگر عطیہ بذلت کے ساتھ ملے تو اللہ کرے کہ میں ایسے

عطیہ کے قریب نہ کیا جاؤں۔“

عبد العزیز بن سلیمان نے کہا۔

يبقى الشاء وتنفضُ الأموال      ولكل دهر دولةٌ ورجال

ما نال مُحَمَّدَہ الرِجال وشكرهم      الا الصبور عليهم المفضل

(ترجمہ) ”مال فنا ہو جائیگا اور مدح سرائی باقی رہے گی۔ ہر زمانہ

کے لئے دولت اور آدمی ہیں لوگوں کی مدح سرائی اور شکر اسے

حاصل ہوتا ہے جو صابر اور لوگوں پر احسان کرنے والا ہو۔“

## یحییٰ بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

ابن عائشہ کہتے ہیں میرے والد نے کہا کہ یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ کے پاس ایک آدمی آیا تو اس نے کہا کہ کچھ دے دیجئے۔ یحییٰ نے اپنے غلام کو کہا۔ جو تمہارے پاس ہے سب اس کو دے دو، اس نے اس کو بیس ہزار دے دیئے۔ اس شخص نے اٹھانے



کی کوشش کی تو وہ بھاری نکلے۔ تو وہ بیٹھ کر رونے لگا۔ بچی نے کہا کیا تم کم ہونے کی وجہ سے رو رہے ہو، تو ہم اضافہ کر دیتے ہیں؟ وہ بولا واللہ کم ہونے کی وجہ سے میں نہیں رو رہا ہوں۔ لیکن میں اس بات پر روز رہا ہوں کہ (آپ کے مرنے کے بعد) زمین آپ کے فضل و کرم سے جو نفع اٹھائے گی۔ بچی نے کہا جو ہم نے تمہیں دیا، تم نے اس سے زیادہ ہمارے بارے میں کہا۔ (مدح کی)

### سوال کرنے کے اصول

ابو حاتم کہتے ہیں کہ مانگنے میں زیادہ اصرار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ سامنے والے کو زیادہ مجبور کرنا بعض اوقات محرومی کا سبب بنتا ہے۔ کامیابی کا خواہشمند جوئے کا تیر پھینکنے والے کی طرح ہے کہ ایک اس کے حق میں نکلتا ہے اور دوسرا اس کے خلاف۔ مانگنے والے کو اگر کچھ مل جائے تو اس کو شکریہ ادا کرنا چاہئے ورنہ تقدیر کے فیصلے پر راضی رہنا چاہئے مانگنے والے کو چاہئے کہ وہ لوگوں کے گھروں اور رہنے کی جگہوں میں مانگے۔ محافل مساجد اور اجتماع گاہوں میں نہ مانگے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں سے ان کی مجلسوں اور مساجد میں نہ مانگو کہ تم ان کو نازیبا کلام کہنے پر مجبور کرو۔ البتہ ان سے ان کے گھروں میں مانگو۔ جو دے سو دے دے اور جو نہ دے اس کی مرضی۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول شریف کے بارے میں ہے کیونکہ اگر شریف سے بھری مجلس میں مانگا جائے اور اس کے پاس نہ ہو تو وہ شرمائے گا۔ اور نامد ہوگا۔ اگر مسئول مکینہ شخص ہو اور انسان اس سے اپنی حاجت براری میں مجبور ہو تو اس کے لئے مساجد یا مجلس میں ہی مانگنا زیادہ مفید ہوگا۔ کیونکہ مکینہ شخص کسی کی حاجت براری دینا اور بطور مروت کے نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی تعریف اور شہرت کے لئے کرتا ہے۔ عاقل کو اگر کسی وقت چمڑہ کھانے اور کنکریاں چوستے تک کی نوبت آ جائے تو میرے نزدیک اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ مکینے سے مانگنے کے بجائے صبر کرے کیونکہ مکینے سے کچھ لینا انسان کے لئے عیب ہے اور اگر وہ نہ دے تو یہ موت



ہے۔

محمد بن عبداللہ بغدادی نے کہا:

اِذَا عَطِيَ الْقَلِيلَ فَتَنَى شَرِيفٌ      فَاِنْ قَلِيلٌ مَّا يَعْطِيكَ زَيْنٌ  
وَإِنْ تَكُنِ الْعَطِيَّةُ مِنْ دَنِيٍّ      فَاِنْ كَثِيرٌ مَّا يَعْطِيكَ شَيْنٌ

(ترجمہ) ”اگر شریف تھوڑا دے تو اس کا تھوڑا دینا کبھی لینے

والے کے لئے باعث زینت ہوتا ہے اگر عطیہ گھٹیا انسان کی طرف

سے ہو تو اس کا زیادہ دینا بھی لینے والے کے لئے باعث عار

ہے۔“

### ہر ایک سے مدد لینا مناسب نہیں

سعید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے قتیبہ بن مسلم باہلی کو سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں حج کے ارادے سے نکلا۔ سواری سے اکتا کر میں دھیرے دھیرے چلنے لگا تو میرے پاس ایک دیہاتی آیا اور بولا اے جوان یہ مال ہے لدے ہوئے اونٹ کس کے ہیں۔ تو میں نے کہا قبیلہ باہلہ کے ایک نو جوان کے۔ تو وہ بولا اف! کیا اللہ تعالیٰ کسی باہلی کو بھی اتنا کچھ دیتے ہیں۔ قبیلہ باہلی کے بارے میں جو دیہاتی کے اس حقارت آمیز رویے سے مجھے حیرت ہوئی۔ میرے پاس سودینار کی ایک تھیلی تھی۔ جو میں نے اس کی طرف پھینک دی۔ تو اس نے کہا کہ اللہ تجھے جزائے خیر دے۔ تم نے میری ضرورت پوری کر دی۔ تو میں نے کہا کہ اگر تمہیں یہ لدے ہوئے اونٹ دے دیئے جائیں تو تم یہ پسند کرو گے کہ تمہیں باہلی کہا جائے؟ تو وہ بولا نہیں۔ تو میں نے کہا کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمہیں باہلی ہونے کی وجہ سے جنت میں داخل کیا جائے؟ تو وہ بولا یہ مجھے پسند ہے۔ بشرطیکہ اہل جنت کو میرے باہلی ہونے کا معلوم نہ ہو۔ تو میں نے کہا اے دیہاتی۔ یہ لدے ہوئے اونٹ میرے ہیں۔ میں باہلی ہوں۔ اتنا سنا تھا کہ اس نے دیناروں کی وہ تھیلی میری طرف پھینک دی۔ میں نے کہا کہ تم تو کہہ رہے تھے کہ تم نے میری حاجت پوری کر دی؟ وہ بولا مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں کہ میرے



اور پرکشی باہلی کا احسان ہو۔ تو میں نے یہ بات خلیفہ مامون کو بتائی۔ وہ تعجب کرنے لگے۔ اور بولے، تمہارا ناس ہو، سعید کس لئے تم نے اس کی باتوں پر اتنا صبر کیا۔

ہاشم بن قاسم کہتے ہیں کہ میں نے سالم بن قتیبہ سے اپنی کوئی ضرورت مانگی۔ تو انہوں نے پوری کر دی۔ تو میں نے دوسری مانگی۔ تو اس نے مجھے ڈانٹا اور بولا ایک وقت میں دو ضرورتیں؟ یا کہا نہار منہ دو ضرورتیں؟

پھر اس نے کھانا منگوایا، ناشتہ کرنے کے بعد اس نے کہا۔ اب اپنی ضرورت بتلاؤ۔ بچوں کی وہ بات تو تم نے سنی ہوگی۔

اذا تعدیت وطابت نفسی فلیس فی الحق غلام مثلی  
إلا غلام قد تغدی قلبی

(ترجمہ) ”جب میں ناشتہ کر لوں میرا دل خوش ہو جائے۔ تو پھر

کوئی لڑکا وصولی حق میں میرے ہمسر نہیں ہوتا۔ مگر وہ لڑکا جو مجھ سے پہلے ناشتہ کرے۔“

### سفارش کے لئے کون شخص مناسب نہیں

ابو عمر ومنذری کہتے ہیں میں مسلم بن قتیبہ کے پاس ایک ضرورت لیکر آیا۔ اس کا ایک شامی دوست تھا، میں نے اس سے سفارش کی درخواست کی۔ وہ آج اور کل کہہ کر مجھے ٹالنے لگا۔

عرصہ گزرنے کے بعد میں خود ہی مسلم کے سامنے آ گیا اور وہ مجھے جانتے تھے تو اس نے مجھے بلایا اور پوچھا ابو عمر تو تم یہاں کیسے؟

میں نے کہا ہاں آپ کے پاس ایک ضرورت لیکر آیا ہوں۔ اور اتنے عرصہ سے یہاں ہوں۔ فلاں آپ کے دوست کو آپ سے بات کرنے کیلئے کہا تھا تو وہ ہنسے اور بولے۔ میرا تو خیال تھا کہ تم نے تو آداب ازرباد کر لئے ہوں گے۔

سنو! جس کسی سے کوئی ضرورت پوری ہو نیکارا وہ تو اس تک پہنچنے کے لئے کسی ایسے آدمی کی مدد طلب نہ کرو۔ جو خود اپنی روزی میں اس کا محتاج ہو کیونکہ وہ اپنی



ذات پر تجھے ترجیح نہیں دیگا۔ اور چھوٹے شخص سے بھی مدد نہ لو۔ کیونکہ وہ قریب کو تم سے دور اور بعید کو تم سے قریب کریگا اور احمق سے بھی مدد نہ لو کیونکہ وہ تمہارے لئے اپنی ذات کو کھپا دیگا۔ لیکن تمہارے لئے کچھ نہ کر سکے گا۔ چنانچہ میں یہ کہہ کر واپس لوٹا کہ ”مجھے یہ نصیحتیں کافی ہیں۔“ لیکن انہوں نے کہا نہیں تمہاری ضرورت بھی پوری کی جائیگی۔ اور پھر وہ ضرورت پوری کر دی۔

### زیادہ اصرار مت کریں

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنی حاجت براری میں کسی دشمن یا احمق یا فاسق یا چھوٹے شخص کو وسیلہ بنائے اور نہ ایسے شخص کو وسیلہ بنائے۔ جو خود مسئول عنہ کا محتاج ہو۔ ایک ہی وقت میں دو ضرورتوں کا مطالبہ کرنا اچھا نہیں۔ اور نہ ہی یہ مناسب ہے کہ سائل سوال کے ساتھ تقاضے پر اصرار کرے اور تقضائے حاجت میں زیادہ حرص نہیں کرنی چاہئے کیونکہ شریف کیلئے اصرار اور تقاضے کے بجائے حاجت کا معلوم ہونا ہی کافی ہے۔

منصور بن محمد کریمی نے کہا:

وَإِذَا طَلَبْتَ إِلَى كَرِيمٍ حَاجَةً فَاصْبِرْ وَلَا تَكُ لِلْمَطَالِ مَلُولًا  
لَا تُظْهِرَنَّ شَرَّهَ الْحَرَصِ وَلَا تَكُنْ عِنْدَ الْأُمُورِ إِذَا نَهَضْتَ ثَقِيلًا

(ترجمہ) ”جب شریف سے کسی ضرورت کا مطالبہ کرو تو صبر کرو

اور معمولی ٹال مٹول سے اکتانہ جاؤ اور لالچی شخص کی طرح شدید

حرص ظاہر نہ کرو۔ مشکل حالات آجائیں تو بوجھل نہ ہو جاؤ۔“

محمد بن اسحاق واسطی نے کہا:

وَإِذَا طَلَبْتَ إِلَى كَرِيمٍ حَاجَةً فَحُضُورُهُ يَكْفِيكَ وَالتَّسْلِيمُ  
فَإِذَا رَأَى رَأَى مُسْلِمًا عَرَفَ الَّذِي حَمَلَتْهُ فَكَأَنَّهُ مُلْزُومٌ

(ترجمہ) ”جب شریف سے کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس کے



پاس جاضری اور سلام و دعا ہی کافی ہے۔ جب اس کے خیال میں تم مسلمان ہو تو جو تم نے اس کے کندھے پر ڈالا ہے وہ اس کو اپنے پر لازم سمجھے گا۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کے پاس اگر ہلکی چیز ہو تو وہ اس کے دینے میں بھی پیچھے نہیں رہتا کیونکہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ اس کیلئے تو وہ ادنیٰ چیز بھی نفع بخش ہے۔ ہر ایک سے مانگنا اچھا نہیں ہوتا۔ کتنے لوگ ہیں جن سے ضرورت مند حضرات دور رہتے ہیں لیکن وہ ایسے لوگوں سے زیادہ نافع ہوتے ہیں جن سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ سائل کیلئے دوسرے کی سفارش کروانا ضروری نہیں ہے کیونکہ جو شخص خود نہ تیر سکتا ہو اس پر یہ کیسے لازم کیا جاسکتا ہے کہ وہ دوسرے کو اپنی گردن پر سوار کرے۔ جس سے مانگا جائے اسے خرچ کرنا چاہئے کیونکہ بندے کا مال دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو اس نے خرچ کر کے آگے بھیج دیا اور دوسرا وہ جو ورثاء کیلئے چھوڑ دیا۔ دنیا کی چیزوں میں سب سے پہلے زوال مال اور مرتبے پر آتا ہے۔ نیک کام شروع کر کے اس پر پابندی کی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ کسی کار خیر کو شروع کیا جائے۔ فصل لگانے کے بعد اس پر خرچ کرنے میں بخل نہیں کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ پہلا خرچ کیا ہوا بھی ضائع ہو جائے۔

### مشہور شاعر ابو تمام ”مالک“ کے دروازے پر

محمد موصلی نے ابو تمام کو کہتے ہوئے سنا کہ میں مالک بن طوق رحی کے دروازے پر کئی ماہ تک کھڑا رہا لیکن اس تک میری باریابی نہ ہو سکی۔ میرے کھڑے ہونے سے وہ بے خبر تھے۔ واپسی کا ارادہ ہوا تو میں نے دربان سے کہا مٹنے کی اجازت دیتے ہو یا لوٹ جاؤں۔ اس نے کہانی احوال تو اجازت نہیں مل سکتی۔ میں نے کہا رقعہ بھیج سکتا ہوں؟ وہ بولا یہ بھی ناممکن ہے البتہ آج وہ اپنے باغیچے کی طرف جائیں گے تم رقعہ لکھو اور میری دکھائی ہوئی جگہ پر پھینک دینا۔ چنانچہ میں نے رقعہ میں یہ اشعار لکھے:



لعمری ان حَجَبْتِی العید عنک فلم تحجب القافیہ  
سأرمی بها من وراء الجدا ر شنعاء تأتیک بالداهیة  
تُصمِّ السمع وتعمی البصیر ومن بعدها تسأل العافیة  
(ترجمہ) ”بجدا اگر تم تک پہنچنے سے مجھے غلاموں نے روک لیا ہے  
لیکن میرے اشعار تو نہیں روکے جاسکتے۔ دیوار کے پیچھے سے میں  
ان کو پھینکوں گا ایسے سخت ہونگے جو تم پر مصیبت لیکر آئیں گے۔  
سننے والے کو بہرہ اور دیکھنے والے کو اندھا کر دیں گے۔ پھر تم عافیت  
طلب کرو گے۔“

میں نے یہ اشعار لکھ کر نشان زدہ جگہ پر پھینک دیے تو وہ اس کے سامنے  
گرے اس نے کھول کر پڑھے تو بولا لکھنے والے کو حاضر کرو۔ خادم نے آواز لگائی کہ  
رقعہ لکھنے والا کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں۔ چنانچہ مجھے اس کے سامنے پیش کیا گیا۔  
اس نے پوچھا رقعہ لکھنے والے تم ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ تو اس نے مجھ سے یہی اشعار  
سنے میں جب ومنْ بعدها تسأل العافیة۔ تک پہنچا تو وہ بولا نہیں ہم اس مصیبت  
کے آنے سے پہلے ہی عافیت مانگتے ہیں۔ پھر مجھ سے پوچھا تمہاری ضرورت کیا ہے؟  
میں نے یہ اشعار کہے:

ماذا اقول اذا نصرفتُ وقيل لی ماذا اصَبْتُ من الجواد المفضل  
وان قلت اغنانی کذبت وانْ اقل ضنَّ الجواد بماله لم یجمل  
فاختر لنفسک ما اقول فانسی لابلدْ اخبر هم وان لم أسال

(ترجمہ) ”میں جب یہاں سے واپس لوٹوں اور مجھ سے پوچھا  
جائے کہ تختی اور احسان کرینو الے نے تمہیں کیا دیا؟ تو میں کیا  
جواب دوں گا؟ اگر میں کہوں کہ اس نے مجھے مستغنی کر دیا تو یہ  
جھوٹ ہوگا اور اگر میں کہوں کہ تختی نے اپنے مال میں بخل کیا تو یہ



نامناسب ہوگا۔ لہذا اپنے بارے میں میرا کوئی جواب پسند کر لو  
کیونکہ میں نے لازمی ان کو بتانا ہے اگرچہ مجھ سے نہ بھی پوچھا  
جائے۔“

تو وہ بولا ہم اپنے لئے اچھی بات ہی پسند کریں گے۔ تم کتنے عرصہ سے  
دروازے پر کھڑے ہو؟ میں نے کہا چار ماہ سے تو اس نے فی یوم ایک ہزار درہم کے  
حساب سے میرے لئے عطیے کا حکم دیا تو مجھے ایک لاکھ بیس ہزار درہم ملے۔

### ابن الہفت کا جذبہ سخاوت

بغداد میں ابن الہفت نامی ایک شخص تھا وہ ایک دن پل پر کھڑے ایک آدمی  
کے پاس سے گزرا جو کہہ رہا تھا کہ اے اللہ مسلمانوں کو خوب دے تاکہ وہ مجھے دیں تو  
ابن الہفت نے اسے کہا کیا تم اپنے رب سے عقد حوالہ کرتے ہو؟

اس شخص نے کہا ہاں میں نے اپنے رب سے عقد حوالہ کر لیا ہے تاکہ وہ مجھے  
جو چاہے دے۔ ابن الہفت نے کہا تم اپنے رب سے عقد حوالہ کرتے ہو؟  
اس شخص نے کہا ہاں میں نے اپنے رب سے عقد حوالہ کر لیا ہے تاکہ وہ  
مجھے جو چاہے دے۔ ابن الہفت نے کہا تم اپنے رب سے عقد حوالہ کرتے ہو؟

اس شخص نے کہا ہاں میں نے اپنے رب سے عقد حوالہ کر لیا ہے تاکہ وہ  
مجھے جو چاہے دے۔ ابن الہفت نے کہا تم اپنے رب سے عقد حوالہ کرتے ہو؟

عقد حوالہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کے ذمے کچھ مال وغیرہ ہو تو وہ مال قرضہ وغیرہ دوسرے شخص کے  
ذمے ڈال دیا جائے یا وہ خود اپنے ذمہ لے لے اسے حوالہ کہا جاتا ہے۔



## باب (۴۵)

### سوال پورا کرنے اور مراتب و اوصاف عالیہ اپنانے کی ترغیب

حضرت جابر سے مروی ہے کہ  
ایسا کبھی نہ ہوا کہ آپ ﷺ سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ ﷺ نے  
انکار کیا ہو اور آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کبھی کسی کو نہیں مارا۔  
ابو حاتم کہتے ہیں کہ آدمی کو چاہئے کہ وہ بلند اخلاق کا مالک ہو۔ جو مانگا جائے  
اس سے انکار نہ کرے کیونکہ انسان کے پاس مال نہ ہونا اس سے بہتر ہے کہ وہ اخلاق  
عالیہ سے عاری ہو۔ آج کے وقت کو کام میں نہ لائے تو کل ندامت ہوگی۔ کامل آزاد وہ  
شخص ہے جس کو عمدہ اخلاق نے آزاد کر دیا ہو جیسا کہ بدترین غلام وہ ہے جس کو برے  
اخلاق نے غلام بنالیا ہو۔

آخرت کا بہترین توشہ یہ ہے کہ انسان باقی رہنے والی عمدہ خصلتوں کا اپنے  
دل میں اعتقاد رکھے۔ جو عمدہ اخلاق کے حصول میں لگا رہا ایک دن وہ پرندے کی طرح  
خوشی سے اس میں اڑے گا۔

میتب بن واضح کہتے ہیں کہ میں نے یوسف بن اسباط سے سنا وہ کہہ رہے  
تھے کہ جب سے دنیا بنی آج تک مال اتنا نافع ثابت نہ ہوا جتنا اس زمانے میں ہے۔  
محمد بن عبد اللہ زحلی بغدادی نے کہا:

بادر ہواک اذا هممت بصالح خوف العواقب ان تجيء ف تغلب  
واذا هممت بسى فتعدہ وتجنب الأمر الذی یتجنب



(ترجمہ) ”نیک خواہش پوری کرنے میں جلدی کرو۔ مبادا ایسا نہ

ہو کہ مضامین گھیر لیں۔ خواہش بری ہو تو خوب حساب کرو جس

کام سے بچا جاتا ہے اس سے بچتے ہی رہو۔“

### کام آنے والا مال ضائع نہیں ہوا

ابو حاتم کہتے ہیں نیکی میں جو مال کام آجائے وہ ضائع نہیں ہوا احسان کرنے والے دنیا میں نہ ہوں تو اچھے رہن بہن والے لوگ بھی نہ ہوں۔ صرف تکلیف دور کرنے سے انسان سخی نہیں بن جاتا جب تک کہ کچھ احسان نہ کرے۔ اچھے کاموں میں رغبت رکھنے والے اور نیکی کرنے والے کی طرف لوگ آتے ہیں۔ سوچنے والے اس کے بارے میں سوچتے ہیں۔

جو لوگ صرف اپنے لئے جیتے ہوں اور اس کی زندگی دوسروں کے کام نہ آئے تو اس کو جتنی لمبی زندگی مل جائے، کم ہے۔ بد نصیب ہے وہ جس کی زندگی خیر کے علاوہ میں گزرے۔ عاجز ہے وہ شخص جو خیر میں دوسرے کی اقتدا نہ کر سکے۔

### جس کی فکر صرف پیٹ اور شرم گاہ ہو وہ جانور سے بدتر ہے

جو انسان، نارس، بیدہ اخلاق کو لوگوں کے حق میں برا اور اپنے لئے اچھا سمجھے تو وہ اس دھوکے باز کی طرح ہے۔ جو اپنی تربیت میں رہنے والے کو نصیحت نہ کرے۔ جس کی فکر اور سوچ صرف پیٹ اور شرم گاہ تک ہو وہ جانور کہلانے کا زیادہ مستحق ہے، ارادہ ہی انسان کو بلند مرتبہ تک پہنچاتا ہے لوگوں کا مرتبہ ان کی بقدر ہمت ہی ہوتا ہے۔

عبداللہ بن زیاد کہتے ہیں کہ قبیلہ کلب سے میرے ایک ماموں تھے۔

جو مجھے کہا کرتے تھے کہ عبداللہ ارادے کیا کرو بے شک ارادہ کرنا ہی آدمی

مروت ہے۔



محمد بن اسحاق واسطی نے کہا:

قد بلونا الناس في اخلاقهم فراينا هم لذى المال تبع  
وحبيب الناس من اطعمهم انما الناس جميعاً بالطمع

(ترجمہ) ”لوگوں کے اخلاق کا ہم نے امتحان لیا تو ہم نے دیکھا

کہ وہ مالداروں کے فرمانبردار ہیں۔ لوگوں کا دوست وہ ہے جو

انہیں لالچ دے۔ تمام لوگ لالچ کے ساتھ ہی چلتے ہیں۔“

حزہ بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے ..... ابو سلمان کو کہتے ہوئے سنا کہ ابرہیم

کے گھر کے آٹھ دروازے تھے جس دروازے سے سائل آتا اسی سے دیتے تھے۔

### نیکی کا ڈھنگ یہ ہے

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پہلو میں ایک آدمی کو اللہ سے دس

ہزار درہم مانگتے ہوئے سنا۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کی

طرف یہ رقم بھیج دی۔ ایک شخص نے عبداللہ بن جعفر کے پاس یہ اشعار پڑھے:

ان الضیعة لاتكون ضیعة حتى یصاب بها طریق المصنع

فباذا صنعت ضیعة فاعهد بها لله، اولذوی القرابة اودع

(ترجمہ) ”بے شک نیکی اس وقت تک نیکی نہیں سمجھی جاتی جب تک

کہ اس کے ذریعے نیکی کے راستے تک نہ پہنچا جائے۔ جب نیکی کا

ارادہ ہو تو خالص اللہ کے لئے یا رشتہ داروں کیلئے کرو۔ ورنہ نہ کرو۔“

تو عبداللہ بن جعفر نے کہا یہ اشعار لوگوں کو بخیل بنائیں گے اس پر عمل کرنے والا

تو ضرورت مند سے گواہی مانگے گا۔ نیکیوں کے بارے میں صحیح یہ ہے کہ انہیں خوب

پھیلایا جائے بارش کے قطروں کی طرح انہیں ہر جگہ برسا یا جائے۔

اس بارے میں عتابی نے کہا:

له فی ذوی المعروف نعمی کانه مواقع ماء القطر فی البلد القفر

اذا ما اتاه السائلون لحاجة علته مصابیح الطلاقة وابشر



(ترجمہ) ”نیکوں میں اس کے احسانات ایسے عام ہیں جیسے خشک شہر میں بارش کے قطرے۔ جب اس کے پاس ضرورت مند آتے ہیں تو خوش روئی اور بشارت کے چراغ ان کے سروں پر ہوتے ہیں۔“

## نیک کرو تو گن کر مت دو

ابوسعید اپنے ایک استاد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو دیکھا کہ وہ اپنے ایک غلام کا ہاتھ دانتوں میں لیکر چارہ تھے۔ میں نے کہا آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ تو وہ بولے کہ کتنی مرتبہ میں نے اس کو تاکید کی ہے کہ دیتے وقت گنا نہ کرو۔ خوب ہاتھ بھر بھر کر دیا کرو۔

## حجاج کی سخاوت

ابراہیم بن ابوالبلاد کہتے ہیں کہ مجھے میرے بھائی نے بتایا کہ حجاج جب عراق کا گورنر تھا تو میں نے اسے منیٰ میں دیکھا۔ حجاز کے کچھ لوگ اس سے مانگ رہے تھے تو اس نے کہا کیا تمہارا ہمارے بارے میں یہ خیال ہے کہ جب ہم اپنے شہر میں نہ ہونگے تو تمہارا حصہ تمہیں نہ ملے گا۔ عراقیوں میں سے یہاں کون ہے؟ یہ سن کر عراقی تاجر کھڑے ہو گئے۔ تو حجاج نے انہیں کہا۔ کیا تمہارے پاس کچھ بچا ہوا ہے؟ تو وہ ہزار ہزار درہم لے آئے۔ حجاج نے وہ رقم تقسیم کر دی۔ پھر عراق واپس لوٹ کر وہ رقم تاجروں کو واپس کر دی اور میرا خیال ہے کہ دو گنا بڑھا کر دی۔

## نیک کرنے میں پہلے قریبی لوگوں کا خیال کریں

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند پر لازم ہے کہ نیک کرنے میں ان لوگوں کو مقدم کرے جن پر نیک کرنا اس پر لازم ہے یعنی پہلے اپنے اہل خانہ پر پھر بھائیوں اور پڑوسیوں پر اسی طرح جو درجہ بدرجہ قریب ہوں اور نیک کرنے میں علماء اور دین داروں کا خاص خیال رکھا جائے اور ممکن ہو تو ان کے علاوہ سے دور ہی رہا جائے۔ جو اس طرح نہ



کرے گا تو وہ حسین بن احمد کے ان اشعار کا مصداق ہوگا۔

تَصُولُ عَلٰی الْاَدْنٰی وَتَجَنُّبُ الْاَعْدَاۓ وَمَا هَكَذَا تَبْنٰی الْمَكَارِمَ یَا یَحٰی  
فَكُنْتَ كَفَحَلِ السَّوْءِ یَنْزُو بِاَمِّهِ وَیَسْرُكُ بَاقِی الْخَیْلِ سَائِمَةً تَرَعٰی  
(ترجمہ) ”کمزور پر حملہ کرتے ہو اور اس کے علاوہ سے بچتے ہو۔

اس طرح اخلاق عالیہ کی بنیاد نہیں رکھی جاتی۔ اے بچی! تم تو اس  
برے سانڈ کی طرح ہو جو اپنی ماں سے جفتی کرے اور باقی  
گھوڑیوں کو چرتا چھوڑ دے۔“

### نیکی کی ابتداء کرنا بدلہ دینے سے بہتر ہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عاقل مانگے بغیر نیکی میں خود ابتداء کرتا ہے کیونکہ نیکی کی  
ابتداء کرنا اس کا بدلہ دینے سے بہتر ہے۔ ایذا رسانی سے بچنا خرچ کرنے سے بہتر  
ہے۔ نیکی اس وقت اچھی سمجھی جاتی ہے جب اس کو مکمل اور اس پر پابندی کی جائے۔  
کیونکہ خاتمہ اچھا ہو تو ابتدا کی بھی تعریف کی جاتی ہے۔ نہ دینے کے بعد دینا بہتر ہے کہ  
ایک دفعہ دینے کے بعد نہ دیا جائے۔ نیکی کرنے میں لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں۔  
شکر کر نیوالا اور ناشکری کر نیوالا۔ ہمارے بعض دوستوں نے کہا:

وَمَا النَّاسُ فِی حَسَنِ الصَّیْعَةِ عِنْدَهُمْ وَفِی كُفْرِهِمُ الْاَكْبَعُ الْمَزَارِعِ  
فَمَزْرَعَةٌ طَابَتْ وَاضْعَفَ رِیْعُهَا وَمَزْرَعَةٌ اُكْثِدَتْ عَلٰی كُلِّ زَرَاۓ  
(ترجمہ) ”اچھی نیکیاں کرنے اور ناشکری میں لوگ کھیتوں کی  
طرح ہیں بعض کھیتیاں اچھی اور دگنا پیداوار دیتی ہیں۔ اور بعض  
کسان کے خیال کے برعکس بالکل بیکار ہوتی ہیں۔“

محمد بن عبداللہ بغدادی نے کہا:

وَمِنْ یَضَعُ الْمَعْرُوفَ فِی غَیْرِ اَهْلِهِ یَكُنْ ضَاعًا فِی غَیْرِ حَمْدِ وَلَا اَجْرَ  
وَحَسْبُ اَمْرِیْ مِنْ كُفْرِ نَعْمٰی اِذَا وَقَعَتْ عِنْدَ اَمْرِیْ غَیْرُ ذٰی شُكْرِ  
(ترجمہ) ”نااہل کے ساتھ نیکی کر نیوالا نیکی کو شکر اور عوض کے بغیر



ضائع ہی کریگا۔ آدمی کی ناشکری کیلئے یہی کافی ہے کہ اس کی نعمتوں کا انکار کر دیا جائے جب وہ کسی ناشکرے کے پاس چلی جائیں۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ بعض بے وقوف ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کے ساتھ احسان کیا جائے تو وہ اسے اپنا حق سمجھتے ہیں، پھر احسان کرنیوالے پر اپنی ایک گناہ برتری سمجھتے ہیں، ایسا شخص نیکی کرنیوالے کا نہ شکر ادا کرتا ہے نہ اس کی تعریف کرتا ہے بلکہ جو شکر کرے اس پر تعجب کرتا ہے اور تعریف کرنیوالے کو برا سمجھتا ہے۔ اگر عاقل شخص کا جب ایسے شخص سے واسطہ پڑ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے گریزی کے یہ اشعار سنائے۔

ان ذا اللؤم اذا اكرمته      حسب الإكرام حقاً لزمك  
فاهنه بهوان إننه      إن تهنه بهوان اكرمك  
(ترجمہ) ”کینے کا جب تم اکرام کرو گے تو وہ اسے اپنا لازمی حق سمجھے گا۔ اس کی اہانت کرو کیونکہ اگر اس کی اہانت کرو گے تو وہ تمہارا اکرام کریگا۔“  
ابرش نے کہا:

اذا اوليت معروفاً لئيمًا      بعدك قد قتلت له قتيلاً  
فكن من ذاك معتذراً اليه      وقل: اننى أتيك مستقيلاً  
فإن تغفر، فمترمي عظيم      وإن عاقبت لم تظلم فتيلاً  
ولست بعائد ابداً لهذا      وقد حملتني حملاً ثقيلاً  
(ترجمہ) ”جب تم نیکی کسی کینے کے ساتھ کرو گے تو وہ ایسا سمجھے گا جیسے تم نے اس کے لئے کوئی قتل کر دیا، اس شخص سے معذرت کرتے ہوئے کہو ”میں تم سے معافی کا خواستگار ہوں اگر تم معاف کر دو تو میرا جرم عظیم ہے اور اگر تم بدلہ لو تو تم ذرہ بھر بھی ظلم کرنے



والے نہ ہو گے۔ اب میں دوبارہ ایسا کبھی نہ کروں گا کیونکہ پہلے

ہی تم نے مجھ پر بھاری بوجھ لا دیا ہے۔“

ابو حاتم کہتے ہیں نیکوں میں سے سب سے خوشگوار، حقیقت میں سب سے اچھی، دل پر زیادہ اثر کرنیوالی اور نعمتوں کو دوام بخشنے والی اور بلاؤں کو ٹالنے والی وہ نیکی ہے جو شروع سے آخر تک احسان جتانے سے خالی ہو، نیکی کی غایت اور مقصود یہی ہے (نیکی احسان جتانے سے عاری ہو۔)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مَا أَحْسَنَ الدُّنْيَا وَأَقْبَالَهَا      إِذَا اطَاعَ اللَّهُ مِنْ نَالِهَا  
مَنْ لَمْ يُوَاسِ النَّاسَ مِنْ فَضْلِهَا      عَرَّضَ لِلْإِدْبَارِ أَقْبَالَهَا  
فَاحْذَرِ زَوَالَ الْفَضْلِ يَا حَائِرًا      وَاعْطِ مِنَ الدُّنْيَا لِمَنْ سَالَهَا  
فَبِإِنَّ ذَا الْعَرْشِ سَرِيعَ الْجَزَا      يُخْلَفُ بِالْحِجَةِ امْتَالَهَا

(ترجمہ) ”دنیا اور اس کی عزت کتنی اچھی ہے، اگر دنیا پانے والا

اللہ کی فرمانبرداری کرے اپنے مال سے جو لوگوں کی غنچواری نہ

کرے تو اس نے اپنی عزت کو زوال کیلئے پیش کر دیا۔ اور گرداں

عزت کے زوال سے ہوشیار رہ، دنیا تجھ سے جو مانگے تو اسے

دے کیونکہ عرش والا جلدی بدلہ دیتا ہے۔ ایک دانہ کے بدلے دو

گنا دو گنا کر کے دیتا ہے۔“

### یعقوب بن داؤد کی سخاوت

احمد بن نصر کہتے ہیں کہ کوفہ میں ایک قوم تھی ان میں سے ایک شخص ضرورت

مند تھا اس کی اولاد روٹی کات کر بیچتی تھی۔ وہ انہی سے لیکر اپنی ضرورت پوری کرتا تھا

ایک دن انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں کچھ دیتے نہیں اور جو ہم کہتے ہیں اس میں شریک

ہو جاتے ہو یہ بات اسے ناگوار گزری تو وہ بغداد کی طرف چل پڑا وہ اس سے پہلے کبھی

بغداد نہ آیا تھا۔ اس لئے نہ اس کا وہاں کوئی رشتہ دار تھا نہ کوئی دوست، بغداد میں داخلے



کے بعد اس میں گھومنے لگا تو یعقوب بن داؤد کے دروازے سے لڑ ہوا تو اس نے اس کے دروازے پر چند لوگوں کو کھڑے ہوئے دیکھا جو ادنیٰ لباس میں ملبوس تھے۔ تو اس نے سمجھا کہ یہ لوگ ولیمہ کیلئے ہی بلائے گئے ہیں میں بھی اگر ان میں داخل ہو جاؤں تو شاید میں بھی کچھ سیر ہو جاؤں تو وہ بھی ان کے ساتھ گھس گیا جب اندر جانے کی اجازت ملی تو وہ سارے ایک وسیع گھر میں داخل ہوئے گھر کے درمیان میں ایک وسیع صحن تھا۔

وہ لوگ صحن میں دائیں بائیں بیٹھ گئے یعقوب آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر بولے اے لڑکے ”لے آؤ“ تو وہ رومال سے ڈھاپنے ہوئے چند تھل لایا۔ جس میں کچھ تھیلیاں تھیں۔ یعقوب نے کہا یہ تقسیم کر دو تو غلام نے ہر ایک کی گود میں ایک ایک تھیلی ڈال دی جب غلام فارغ ہوا تو یعقوب نے کہا دوبارہ دو اس طرح پانچ دفعہ اس نے ہر ایک کی گود میں ایک ایک تھیلی ڈالی پھر یعقوب نے کہا اب جاؤ اللہ اس میں تمہیں برکت دے۔ نکلنے وقت خادم نے مجھے پکڑ لیا۔ رجسٹر میں جب میرا نام نہ ملا تو اس نے مجھے دہلیز سے باندھ دیا۔ میں نے چیخ ماری۔ تو یعقوب نے آواز کیسی ہے تو لوگوں نے کہا کہ ایک اجنبی آدمی بھی لوگوں کے ساتھ داخل ہو گیا۔ یعقوب نے کہا اس کو میرے پاس لیکر آؤ۔ جب مجھے حاضر کیا گیا تو یعقوب نے پوچھا اے اللہ کے بندے تم کیوں اس گھر میں داخل ہوئے؟ تو میں نے پورا قصہ سنایا۔ اس نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا کوفہ سے، پھر اس نے پوچھا کہ کوفہ میں تمہیں کون جانتا ہے؟ میں نے کہا فلاں فلاں یہ کہہ کر چند آدمیوں کی نشاندہی کی۔ یہ سن کر یعقوب نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو۔ ہم اس کے جاننے والوں کی طرف خط لکھ کر اس کی خبر لیں گے اور اگر تمہارا معاملہ ویسا ہی ہوا جیسا تم نے ذکر کیا تو پھر اس وقت ہر سال آیا کرو اور اتنا ہی لیا کرو۔ چنانچہ یعقوب نے خط لکھ کر اس کی حقیقت معلوم کی۔ جو صحیح نکلی تو وہ شخص پوری زندگی آتا تھا اور پانچ ہزار لیکر لوٹتا تھا۔



## باب (۴۶)

## ﴿مہمان نوازی اور کھانا کھلانے کی ترغیب﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔  
جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کا  
اکرام کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ پڑوسی کو  
تکلیف نہ دے۔<sup>۱</sup>

## مہمان نوازی کے کمالات

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کھانا کھلاتا رہے اور  
مہمان نوازی کو اپنا وطیرہ بنائے۔ کیونکہ کھانا کھلانا۔ شرافت کا اعلیٰ ترین رکن ہے اور  
عقلمندوں کا عظیم ترین اعزاز ہے اور دانش مندوں کی بہترین خصلت ہے جس کی شہرت  
کھانا کھلانے سے ہوئی۔ وہ حاضر و غائب سب کے ہاں معزز ہوتا ہے۔ راضی اور  
ناراض سب اس کی طرف آتے ہیں۔ مہمان نوازی انسان کو انتہائی مقصود اور اعلیٰ محبت  
سے نوازتی ہے اگرچہ سے اس کا نسب عالی نہ ہو اور اس کو بلند شان اور کامل بناتی ہے۔

## پہلے مہمان نواز

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ مہمان نوازی کا شرف سب سے پہلے حضرت  
ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہوا۔

## نسل در نسل سخی

نافع بن ابونعیم زمانہ جاہلیت کے ایک شخص کی بات نقل کرتے ہیں کہ میں

۱۔ بخاری (باب الرقاق) مسلم۔ مسند احمد (۲/۲۶۷)



مدینہ آیا تو ایک شخص آواز لگا رہا تھا کہ جو گوشت اور چربی کھانا چاہتا ہو وہ ”دلیم“ کے گھر حاضر ہو جائے۔ ”دلیم“ قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کے دادا ہیں۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میں دوبارہ مدینہ آیا تو پھر ایک آواز لگانے والا آواز لگا رہا تھا کہ جو گوشت اور چربی کھانا چاہتا ہو تو وہ عبادہ کے گھر کا رخ کرے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب میں تیسری دفعہ مدینہ آیا تو پھر ایک منادی آواز لگا رہا تھا کہ جو گوشت اور چربی کھانے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ سعد کے گھر کا رخ کرے۔

### سردار مہمان نوازی سے مشہور ہوئے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت و اسلام میں جس کی بھی سرداری مشہور ہوئی اور اس کی قوم اس کے تابع ہوئی اور قریب و بعید اس کے قریب آیا تو وہ صرف مہمان نوازی کی وجہ سے ہی ہوا اور عرب کھانا کھلانے اور مہمان نوازی کو ہی سخاوت سمجھتے تھے اور جس میں یہ خصلت نہ ہوتی تھی اس کو بخئی نہ کہتے تھے حتیٰ کہ عرب میں کچھ لوگ ایسے بھی گزرے ہیں۔ جنہوں نے مہمان کی تلاش میں میلوں سفر کیا۔

### دو مہمان نواز بہن بھائی

محمد بن سلیمان قریشی کہتے ہیں کہ میں یمن کے راستے پر چل رہا تھا تو میں نے راستے میں کھڑے ایک نوجوان کو دیکھا۔ اس کے کانوں میں دو بالیاں تھیں۔ ہر بالی میں ایک گلیہ تھا۔ گلیوں کی روشنی سے اس کا چہرہ چمک رہا تھا وہ اشعار میں اپنے رب کی بزرگی بیان کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

ملیک فی السماء بہ افتخاری عزیز القدر لیس بہ خفاء

(ترجمہ) ”آسمان میں بادشاہ وہی میرے لئے باعث فخر ہے۔“

بلند مرتبے والا ہے اس میں کوئی خفاء نہیں۔“

میں اس کے قریب ہوا اور سلام کیا تو اس نے کہا میں اس وقت تک تمہارے سلام کا جواب نہ دوں گا جب تک کہ تم میرا حق ادا نہ کرو۔ میں نے کہا تمہارا مجھ پر کیا حق



ہے؟ وہ بولا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلنے والا شخص ہوں۔ جب تک مہمان کی تلاش میں ایک یا دو میل سفر نہ کر لوں نہ صبح کھانا کھاتا ہوں اور نہ ہی رات کو۔ میرے لبیک کہنے پر اس نے خوش آمدید کہا۔ میں اس کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم ایک خیمے تک پہنچے۔ تو انہوں نے ”اور بہن“ کہہ کر آواز لگائی۔ خیمے سے لبیک کہہ کر ایک لڑکی نے آواز دی تو وہ نوجوان بولا ”اٹھ کھڑی ہو اور اپنے مہمان کا اکرام کر۔“ تو وہ بولی صبر کرو پہلے میں اپنے اس رب کا شکر ادا کر لوں جس نے یہ مہمان ہماری طرف بھیجا۔ یہ کہہ کر وہ کھڑی ہوئی اور شکرانے کے دو نفل ادا کرنے لگ گئیں۔ وہ نوجوان مجھے خیمے میں بٹھا کر بکری ذبح کرنے میں مصروف ہو گیا۔ میری نظر خیمے میں اس لڑکی پر پڑی تو وہ لوگوں میں خوبصورت ترین لڑکی تھی۔ میں چوری چوری اس کی طرف نظر دوڑانے لگا تو وہ سمجھ گئی اور بولی سنو، یثرب والے سے ہمیں جو ہدایت موصول ہوئی ہے کیا اس کا تمہیں علم نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا ”زنا العینین انظر“ (آنکھوں کا زنا بد نظری ہے)۔ اور اپنی اس بات سے میرا ارادہ تمہیں ڈانٹنے کا نہیں لیکن میں تمہیں ادب سکھانا چاہتی ہوں تاکہ تم آئندہ ایسا نہ کرو۔ رات ہوئی تو میں اور وہ لڑکا خیمے کے باہر اور وہ لڑکی خیمے کے اندر تھی۔ ساری رات میں خیمے کے اندر سے قرآن کی بہترین اور دسوز آواز سنتا رہا۔ صبح ہوئی تو میں نے اس لڑکے سے اس تلاوت کے بارے میں پوچھا تو وہ بولا یہ میری بہن ہے۔ جو ساری رات عبادت میں گزارتی ہے۔ میں نے کہا اے نوجوان اپنی بہن سے زیادہ اس عمل کے تم زیادہ لائق ہو۔ وہ بولا تمہارا ناس ہو، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اس کی توفیق بعض لوگوں کو ہوتی ہے۔ اور بعض کو نہیں۔

محمد بن اسحاق نے کہا:

اذا ما اتاک الضیف فايد بأحقه قبل العیال فان ذلک اصوب

وعظم حقوق الضیف واعلم بانہ علیک بما تولیہ مثن وذاہب

(ترجمہ) ”مہمان آجائے تو اسے اہل و عیال سے مقدم رکھو یہ

زیادہ لائق صواب ہے۔ مہمان کے حقوق کو بڑا سمجھو اور یہ یاد رکھو



جو دو گے تو لینے والا تمہاری مدح سرائی کر کے جائیگا۔“

## بزرگوں کا بڑا دل

حسن بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں ابن مبارک کے ساتھ خراسان سے بغداد تک چلا تو میں نے انہیں اکیلے کھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔

رافع بن عمیرہ صبح و شام تین مسجد والوں کو کھانا کھلاتے تھے ایک دن ثرید اور ایک دن حلوہ حالانکہ ان کے پاس جمعہ اور گھر میں پہننے کیلئے ایک ہی قمیص تھی۔

## نعمتوں کا اکرام مہمان نوازی سے کیجئے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند پر لازم ہے کہ مہمانوں کو تلاش کرے اور جو کچھ ہو وہ خرچ کرے کیونکہ اللہ کی نعمتوں کے حقوق ادا کر کے جب ان کی حفاظت نہ کی جائے تو وہ جہاں سے آتی ہیں وہیں لوٹ جاتی ہیں۔ پھر ان کے جانے پر افسوس کرنا اور ان کے حصول کی دوبارہ کوشش کرنا بے سود ہوتا ہے۔ جب نعمتوں کا حق ادا کیا جائے تو وہ بڑھتی ہیں اور آخرت میں اجر بھی ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ مہمان نوازی میں لائق توجہ غصہ یہ ہے کہ انسان کم چیز کو حقیر نہ سمجھے اور جو حاضر ہو وہ مہمان کو پیش کر دے کیونکہ جو کم کو حقیر سمجھے گا وہ باوجود قدرت کے مہمان نوازی اور آخرت کے ثواب سے محروم ہوگا۔

## مہمان کا اصل اکرام کیا ہے؟

عقبہ بن علقمہ اور مبشر بن اسماعیل نے امام اوزاعی سے پوچھا کہ مہمان کا اکرام کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہشاش بشاش چہرے سے ملنا اور اچھی گفتگو کرنا

## کنجوسوں کی مذمت

کریزی نے ایسی قوم کے بارے میں کہا جو مہمان نوازی سے محروم تھے۔

اقاموا الدَّيْدُ بَانَ عَلِيَّ يَفَاعِ  
وَقَالُوا لَا تَنْمَ لِلدَّيْدِ بَانَ  
اِذَا ابْصَرْتَ شَخْصًا مِنْ بَعِيدٍ  
فَصَقَّقَ بِالْبَنَانِ عَلِيَّ الْبَنَانِ



تَراهم خشية الاضياف خرساً يَصْلُونَ الصلاة بلا اذان  
(ترجمہ) ”بلند چوٹی پر انہوں نے نگہبان کھڑا کیا اور اسے کہا کہ  
سونامت دور سے جب کسی کو دیکھو تو تالی مارو۔ مہمانوں کے خوف  
سے تم انہیں گونگا پاؤ گے اور وہ نماز بھی ..... بغیر اذان کے پڑھتے  
ہیں۔“

### بڑا سخی اور بڑا بخیل

ابو حاتم کہتے ہیں کہ سب سے بخیل وہ ہے جو کھانا کھلانے میں بھی بخل کرے  
جیسا کہ سب سے سخی وہ ہے جو خوب خرچ کرے جو شخص ایسی چیز میں بخل کرے جو  
انسانی جسم کیلئے ضروری ہو اور اس کی پرورش اسی سے ہوتی ہو تو وہ سب سے بڑا بخیل  
ہے۔ مہمان کا اکرام یہ ہے کہ اس سے اچھی طرح بات کی جائے۔ اس کا ہشاش بشاش  
چہرے سے استقبال کیا جائے۔ اس کی خدمت کی جائے کیونکہ مہمان کی خدمت میں کوئی  
ذلت نہیں جیسا کہ اس سے خدمت اور اجرت لینے میں کوئی عزت نہیں۔

### مہمان مسکراہٹ سے خوش ہوتا ہے

کامل بن مکرم نے محمد بن سہیل کے یہ اشعار سنائے۔

انّی لطلق الوجه لمبتغی القرى وانّ فنائی للقری لرحیب  
أصاحک ضیفی عند انزال حلہ فیخضب عندی والمحل جدیب  
وما الخصب للاضیاف ان یکثر القرى ولکنما وجه الکریم خصیب

(ترجمہ) ”جو مہمان نوازی چاہتا ہو میں اس کیلئے ہشاش بشاش

رہتا ہوں۔ میرا گھر مہمان نوازی کیلئے کشادہ ہے۔ سواری سے

اترتے وقت میں اپنے مہمان سے ہنس کر ملتا ہوں تو وہ میرے

ہاں تر و تازہ ہو جاتا ہے حالانکہ زمین قحط زدہ ہوتی ہے۔ زیادہ

مہمان نوازی سے مہمان تر و تازگی محسوس نہیں کرتا لیکن وہ سخی کا



چہرہ تر و تازہ دیکھنا چاہتا ہے۔“

## بخل مت کرو

ابرش نے کہا۔

لَا تَبْخُلَنَّ بَدَنِيَا وَهِيَ مُقْبِلَةٌ      فَلَيْسَ يَنْقُصُهَا التَّبَذِيرُ وَالسَّرْفُ  
وَأَنْ تَوَلَّيْتَ فَاخْزِي أَنْ تَجُودَ بِهَا      فَالْحَمْدُ مِنْهَا إِذَا مَا ادْبَرْتَ خَلْفَ  
(ترجمہ) ”دنیا کے بارے میں بخل نہ کرو یہ تو اور آجائگی۔ خرچ  
کرنا اس کو کم نہیں کرتا اگر وہ پیٹھ پھیر کر چلی جاتی ہے تو پھر وہ  
زیادہ اس لائق ہے کہ اسے خرچ کیا جائے۔ اگر وہ اپنا نائب چھوڑ  
کر چلی جائے تو پھر یہ اس کا شکریہ ہے۔“

## ایک عجیب مہمان نواز

ہشام بن عروہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ قیس بن سعد بن عبادہ گھر سے  
نکلے تو راستے میں ایک لوہار کے مہمان ہوئے۔ میزبان بکری وغیرہ ذبح کر کے لایا اور  
بولا کھاؤ۔ دوسرے دن بھی ان حضرات کا قیام اسی کے گھر میں رہا تو وہ دوسرا جانور ذبح  
کر کے لے آیا تیسرے دن بارش کی وجہ سے ان حضرات کو پھر وہیں قیام کرنا پڑا تو  
میزبان تیسرا جانور ذبح کر کے لے آیا۔ چوتھے دن قیس نے جاتے وقت میزبان کی  
بیوی کو..... بیس جوڑے مصری کپڑے اور چار ہزار درہم ہدیہ کر دیئے۔ ابھی یہ حضرات  
تھوڑا دور ہی چلے تھے کہ پیچھے سے وہ لوہار ایک عمدہ گھوڑے پر لمبے نیزے کے ساتھ،  
آگیا وہ کپڑے اور درہم رکھ کر لے آیا اور بولا یہ لو اپنا سامان۔ قیس بولے۔ بھئی اسے  
واپس لے جاؤ ہم یہ واپس نہیں لیں گے۔ تو وہ بولا یا تو تم اپنا سامان واپس لو ورنہ میں تم  
سے لڑونگا۔ پھر یا میں زندہ رہوں گا یا تم۔ قیس کو اس پر تعجب ہوا تو انہوں نے کہا واللہ تم  
نے ہمارا خوب اکرام کیا ہے ہم نے یہ اس کا بدلہ دیا ہے۔ لے لو اس میں حرج کیا ہے؟  
وہ کہنے لگا کہ ہم مسافر کی مہمان نوازی کے عوض اجرت نہیں لیتے۔ واللہ میں ہر گز یہ



سامان نہیں لونگا۔ اس پر قیس نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ جب یہ واپسی پر اصرار ہی کر رہا ہے تو پھر لے لو۔ اس کے جانے کے بعد قیس نے کہا کہ ”مجھ پر اس شخص کے علاوہ کسی اور کا احسان نہیں ہے۔“

### سعد بن عبادہ کی دعا

ہشام اپنے والد عروہ سے نقل کرتے ہیں کہ سعد یہ دعا مانگا کرتے تھے۔  
اے اللہ مجھے مال اور اچھے کام کرنے کی توفیق عطا فرما کیونکہ اچھے کام مال کے بغیر نہیں ہو سکتے۔

☆☆☆



## باب (۴۷)

### ﴿احسان کا شکر ادا کرنے اور بدلہ دینے کی ترغیب﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر یہ ادا نہیں کر سکتا۔

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس سے بہتر طریقے سے یا جتنی بھلائی کی گئی اتنا شکر ادا کرے کیونکہ بھلائی میں جو پہل کرے تو شکر اس کے برابر نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ بھلائی کم ہی کیوں نہ ہو اور جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ بھلائی کرنیوالے کے حق میں اچھے کلمات ہی کہہ دے کیونکہ کچھ نہ ہونے کے وقت اچھے کلمات شکر کے قائم مقام ہو جاتے ہیں شکر سے کوئی بھی مستغنی نہیں ہوتا۔

محمد بن عبد اللہ زحبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

فلو كان يستغنى عن الشكر ماجد لعزّة ملك، او علو مكان  
لما امر الله العباد بشكره فقال: اشكروني ايها الثقلان  
(ترجمہ) ”اگر کوئی بادشاہ اور بڑے مرتبہ والا شکر سے مستغنی ہوتا تو

اللہ بندوں سے شکر کا مطالبہ نہ فرماتے، حالانکہ اللہ نے فرمایا اے

جن و انس میرا شکر ادا کرو۔“

کریزی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ اشعار سنائے۔

اذا المرء لم يشكر قليلاً أصابه فليس له عند الكثير شكور  
ومن يشكر المخلوق يشكر لربه ومن يكفر المخلوق فهو كفور



(ترجمہ) ”انسان جب تھوڑی بھلائی پر شکر نہ کرے تو وہ زیادہ

نعمتوں پر شکر ادا نہ کریگا جو مخلوق کا شکر کریگا وہ اللہ کا بھی شکر ادا

کریگا۔“

اور جو مخلوق کی ناشکری کریگا وہ اللہ کی بھی ناشکری کریگا۔

### پانی پلانے کا عظیم بدلہ

حضرت سعید بن عاص مدینہ میں ایک گھر کے پاس سے گزرے اور پانی مانگا۔ مالک مکان نے پانی پلا دیا کچھ عرصہ بعد جب اس گھر سے گزر ہوا تو ایک شخص آواز لگا رہا تھا کہ کون اس کی قیمت بڑھائے گا؟ سعید نے اپنے غلام سے کہا پوچھو یہ گھر کیوں بیچا جا رہا ہے۔ غلام نے آکر بتایا کہ مالک مکان پر قرضہ ہے۔ سعید مالک مکان کے پاس آئے تو دیکھا کہ قرضخواہ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ سعید نے پوچھا کہ تم مکان کیوں بیچ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ اس کا میرے اوپر چار ہزار دینار قرضہ ہے چنانچہ سعید اس کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور غلام کو گھر بھیجا تو وہ گھر سے دیناروں سے بھری ایک تھیلی لایا۔ سعید نے چار ہزار قرضخواہ کو دیکر باقی مالک مکان کو دے دیئے اور سوار ہو کر چل پڑے۔

بعض اہل علم نے کہا۔

فکن شاکراً للمنعمین لفضلهم وأفضل علیهم إذ قدرت وأنعم

ومن کان ذا شکر فأهل زیادة وأهل لبذل العرف من کان ینعم

(ترجمہ) ”احسان کرنے والوں کے شکر گزار بنو قدرت ہو تو ان پر

بھی احسان کرو۔ شکر گزار اس لائق ہوتا ہے کہ اسے زیادہ دیا

جائے اور نیکی کا اہل وہی ہے جو احسان کرنے والا ہو۔“

### آزاد انسان نعمت کی ناشکری نہیں کرتا

ابو حاتم کہتے ہیں کہ آزاد انسان نعمت کی ناشکری نہیں کرتا اور نہ مصیبت کے



وقت گھبراتا ہے بلکہ وہ مصیبت کے وقت صبر اور نعمت کے وقت شکر ادا کرتا ہے۔ جو تھوڑی نعمت ملنے پر شکر ادا نہ کرے تو عین ممکن ہے کہ وہ زیادہ ملنے پر بھی شکر ادا نہ کریگا۔ نعمتوں سے آفات کا ملنا اور ان میں اضافہ صرف اللہ اور اس کے بندوں کے شکر سے ہی ممکن ہے۔

### اکرام کا عظیم شکر

اسحاق بن ابراہیم نے ابو عبیدہ معمر کو کہتے ہوئے سنا کہ عبید بن معمر کی بیٹی مر گئی تو وہ تعزیت میں آنے والے لوگوں کے درمیان اپنی مسجد میں بیٹھ گئے۔ عبید اللہ بن ابوبکرہ تعزیت کیلئے اس وقت آئے جب معمر زلوگ اپنی اپنی جگہ پکڑ چکے تھے۔ عبید اللہ کو دیکھ کر ایک نوجوان اٹھا اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھا کر خود مجلس کے آخر میں جا کر بیٹھ گیا۔ عبید اللہ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ اس کے لوٹنے کا خیال رکھے۔ جب اس نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو عبید اللہ نے اسے بلایا اور کہا ”کیا تم مجھے جانتے ہو وہ بولا ہاں آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی کے بیٹے عبید اللہ بن ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

عبید اللہ نے پوچھا تم نے میرے لئے اپنی جگہ کیوں چھوڑی؟

تو وہ بولا صحابی رسول اللہ ﷺ کی اولاد کے اکرام کی وجہ سے اور میرے جیسے شخص پر اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے اکرام کے سوا اور لازم بھی کیا کیا ہے؟ عبید اللہ نے کہا کیا تم ہمارے ساتھ ہماری زمینوں تک چلو گے؟

تو وہ بولا: ہاں

چنانچہ عبید اللہ اس کو نہر مکھول میں واقع اپنی زمین پر لے گئے۔ اس زمین میں تین سو کھجور کے درخت تھے اور زمین کے شروع میں ایک محل تھا۔ جو پختہ اینٹوں چونے اور ساج کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔ عبید اللہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے باغیچے میں گھمانے لگے اور بولے ”یہ زمین کیسی ہے؟ وہ شخص بولا واللہ اس سے اچھا اور زیادہ پھلوں والا باغیچہ اور اس سے عمدہ زمین میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھی۔ عبید اللہ نے کہا اس میں خدام اور دیگر اشیاء ہیں وہ سب ہم نے تمہیں دے دی اور اس کا کاغذ (وثیقہ) ہم تمہیں بھیج



دیں گے۔ وہ شخص خوشی سے رو پڑا اور بولا آپ نے مجھے اور میرے بچوں کو مضبوط کر دیا۔ عبید اللہ نے پوچھا تمہارے بچے کتنے ہیں؟ وہ شخص بولا تیرہ عبید اللہ نے کہا آج کے بعد ہم نے تمہارے بچوں کا نام اپنے بچوں میں درج کر لیا۔ جب تک میں زندہ رہا ان کا خرچہ میں برداشت کرونگا پھر جس کے پاس ایسی زمین ہو تو اس کا گھر بصرہ کی اچھی جگہ پر ہونا چاہئے۔ لہذا جب ہم واپس گھر لوٹ جائیں تو تم ہمارے پاس آنا ہم تمہارے لئے اس زمین کی طرح عمدہ گھر خریدنے کا حکم دیں گے۔ اور مزید کچھ نقد اور خدام جن کے ساتھ تم انشاء اللہ زندگی بسر کرو گے۔ چنانچہ وہ آدمی جب ان کے پاس گیا تو عبید اللہ نے اس کیلئے پانچ ہزار کا گھر خریدنے کا حکم دیا اور دس ہزار دینار نقد دیئے اور اس زمین کا انتقال نامہ ایک سواری اور خیر اور ایک سمجھدار غلام اور کپڑوں کا جوڑا دیکر بھیجا۔

ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے امام شافعی کی سواری کا پائے رکاب پکڑا تو امام شافعی نے مجھے کہا ربیع اس کو چار دینار دے دو تو میں نے دے دیئے۔ محمد بن اسحاق نے مجھے یہ اشعار سنائے۔

ومن يشكر المعروف الصغير فانه سيمنى ويحترّ المزيد اصاغرة  
ومن يشكر المعروف يحمد الهة ويضعف اضعافاً على الحمد شاكره

(ترجمہ) ”جو چھوٹی نیکی پر شکر کرتا ہے تو وہ اپنی نیکیوں کو بڑھاتا

ہے اور چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہی مزید لیکر آتی ہیں جو نیکی پر شکر کریگا

تو وہ اللہ تعالیٰ کی مدح سرائی کریگا۔ اور شکر کر نیوالا اپنی مدح سرائی

پر نیکیوں کو دو گنا بڑھاتا ہے۔“

### حضرت ابراہیم بن ادھم کا بدلہ دینا

ابو عیسیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادھم کے ساتھ جب کوئی شخص نیکی کرتا تو وہ اس بات کے مشتاق ہوتے تھے کہ یا اس کے برابر بدلہ دے دیں یا اس سے بڑھ کر دے دیں۔ چنانچہ ایک دفعہ میں مدلہ سے بیت المقدس کی طرف گدھے پر سوار جا رہا تھا کہ راستے میں میری ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے تقریباً ایک درہم کے سیب



میوے، اخروٹ اور پھل خریدے ہوئے تھے۔ مجھے انہوں نے فرمایا اے ابوعیسیٰ اس کو اٹھا لو گے۔ تھوڑی دیر بعد ان کو ایک یہودی بڑھیا اپنے جھوپڑے میں نظر آئی تو وہ بولے اے ابوعیسیٰ یہ اس بڑھیا کو دے آؤ۔ کیونکہ ایک رات سفر میں مجھے اس نے اپنے ہاں ٹھہرایا تھا اب میں چاہتا ہوں کہ اس کے احسان کا بدلہ دے دوں۔

مجھے کریزی نے یہ اشعار سنائے۔

يَدُ الْمَعْرُوفِ غُفْرٌ حَيْثُ تُسَدَّى      تَحْمِلُهَا شُكُورٌ أَمْ كُفُورٌ  
كُفَى الشُّكْرُ الشُّكُورَ لَهَا جِزَاءٌ      وَعِنْدَ اللَّهِ مَا كُفِرَ الْكُفُورُ

(ترجمہ) ”نیکی کا ہاتھ بکریوں کے ریوڑ کی طرح ہے جس طرف چاہو اسے موڑ دو تو اس کو شکر کرنیوالا لے گا یا ناشکری کرنیوالا، شکر کرنے والے کا شکر اس کے لئے کافی ہے اور جو ناشکری کرے اس کا معاملہ اللہ کے سپرد۔“

بعض اہل علم نے کہا۔

رَهْنَتْ يَدِي لِلْعَجْزِ عَنْ شُكْرِ بَرٍّ      وَمَا فَوْقَ شُكْرِي لَشُكْرِ مُزِيدٍ  
وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ يَسْتَطَاعُ اسْدَ      وَلَنْكُنْ مَا لَا يَسْتَطَاعُ شَدِيدُ

(ترجمہ) ”نیکی کے شکر سے عاجز آ کر میں اپنا ہاتھ بھی گروی رکھ چکا ہوں اور شکر گزار کیلئے میرے شکر سے بڑھ کر اور بھی ہے اور اگر میرے ہاتھ میں کچھ اور بھی ہوتا تو میں کرتا لیکن ناممکن چیز کا حصول مشکل ہے۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ انسان پر لازم ہے کہ وہ نعمت ملنے پر شکر ادا کرے اپنی وسعت کے مطابق بھلائی کی تعریف کرے۔ ہو سکے تو بڑھا چڑھا کر بدلہ دے۔ ورنہ اس کے برابر تو ضرور دے دے یہ بھی نہ ہو سکے تو جزا کہ اللہ خیر ا کہہ کر اس کی بھلائی کا اعتراف تو کرے۔ کیونکہ جب کچھ بھی نہ ہو تو یہ کلمہ بھی کافی ہوتا ہے۔ نعمتوں کی ناشکری کرنے والے لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ شخص جو نعمتوں کے اسباب اور



ان کا بدلہ دینا جانتا ہی نہ ہو۔ آداب معاشرت سے ناواقفی کی وجہ سے۔ جب کوئی شخص ایسا ہو تو اس سے بھگڑنے کے بجائے اس سے درگزر ہی کیا جائے اور دوسرا وہ شخص جو بھلائی یا بھلائی کرنیوالے شخص کو حقیر سمجھ کر شکر ادا نہ کرے۔ انسان کا واسطہ اگر ایسے شخص سے پڑ جائے تو اسے چاہئے کہ دوبارہ اس سے بھلائی کرنے کا نہ سوچے۔

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ میں تو انسان کیلئے لازمی سمجھتا ہوں کہ وہ شکر کو اپنے پر لازم کرے۔ اور قدرت ہو تو نیکیوں میں تاخیر نہ کرے اور جتنا ہو سکے نیکیوں کی پابندی کا اہتمام کرے کیونکہ بعض مرتبہ نیکیوں کی معمولی سی پابندی بھی ایک مرتبہ کرنے سے ثواب میں بڑھ جاتی ہے کیونکہ انسان نیکی جب کرتا ہے تو اس میں اتنی شفقت اور ہمدردی نہیں ہوتی اور بعض اوقات تو انسان کسی کے مجبور کرنے سے نیکی کرتا ہے لیکن نیکیوں کی پابندی تو سراپا شفقت اور عنایت ہوتی ہے تو عاقل بھی پابندی کا اکثر اہتمام رکھتا ہے۔

مجھے ابن زحیٰ بغدادی نے یہ اشعار سنائے۔

بَطْرِ النِّعْمَةِ مِنْ ضَبْعِهَا وَمَضْعُ الشُّكْرِ مُسْتَدْعَى الْغَيْرِ

(ترجمہ) ”اترانے والا شخص وہ ہے جو نعمتوں کو ضائع کر دے اور

شکر نہ کر نیوالا غارتگروں کو دعوت دیتا ہے۔“

فَاجْعَلِ الشُّكْرَ عَلَيْهَا حَادِسًا رَبِّمَا ابْتَنِرَ الْفَتَى النِّعْمَى الْبَطْرَ

(ترجمہ) ”تو شکر کو نیکیوں پر چوکیدار بناؤ۔ بسا اوقات اترانے والا

نوجوان نعمتوں سے جدا ہو جاتا ہے۔“

عمر بن ہبیرہ نے راستے میں قبیلہ قیس کی ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سنا اس ذات کی قسم جو ”عمر بن ہبیرہ“ کو نجات دے تو عمر بن ہبیرہ نے غلام کو کہا اولڑکے جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ اس کو دے دو اور اس کو بتلا دو کہ مجھے نجات مل گئی ہے۔“

☆☆☆



## باب (۳۸)

## ریاست کی تدبیر اور رعایا کے خیال رکھنے کا بیان ﴿﴾

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک شخص راعی (نگران و ذمہ دار) ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں مسئول (جوابدہ) ہے چنانچہ حکمران اپنی رعیت کا راعی اور ان کے بارے میں مسئول ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس بارے میں مسئول ہے اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگران اور اس کے بارے میں مسئول ہے۔<sup>۱</sup>

ابو حاتم کہتے ہیں کہ سنت حضرت مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے اس بات کی صراحت کر رہی ہے کہ ہر نگران سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اس لئے ہر نگران و ذمہ دار پر لازم ہے کہ وہ رعیت کے معاملات کی نگرانی کرے اور خیال رکھے۔ لہذا لوگوں کے نگران علماء ہیں، بادشاہوں کی نگرانی ان کی عقل ہے، نیک صالحین کا نگران ان کا تقویٰ، طالب علم کا نگران اس کا معلم، اولاد کا نگران اس کا باپ ہے۔ جس طرح بیوی کا نگہبان شوہر، غلام کا نگہبان آقا ہے اور لوگوں میں ہر ایک نگران و نگہبان اپنی رعیت (ذمہ داری) کے بارے میں جوابدہ ہے۔

حکمرانوں پر رعایا کی نگہبانی اور ذمہ داری اس لئے زیادہ واجب ہے کہ وہ ان کے نگہبان و سردار ہیں اور اپنے احکامات کے نفاذ کی قوت و صلاحیت کی بنا پر ان کی نگرانی و سرداری زیادہ اہم و ارفع ہے چنانچہ اگر وہ اپنے اوقات کا خیال نہ رکھیں اور رعیت کی نگہبانی نہ کریں تو وہ خود بھی برباد ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی کرتے ہیں اور کبھی ایک ملک و حکومت کا فساد سارے جہان کی بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔



## مددگاروں کا ہونا ضروری ہے

کسی بادشاہ کی حکومت اس کے فرمان بردار مددگاروں کے بغیر نہیں چلتی اور اس کے مددگار بغیر کسی وزیر کے فرماں برداری نہیں کرتے اور یہ معاملہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ وزیر محبت کرنے والا اور خیر خواہ نہ ہو اور یہ اس وقت ہوگا جس وزیر باعفت اور ذی رائے ہو اور یہ تمام لوگ اس وقت تک سیدھے رہیں گے جب تک بادشاہ کے پاس مال ہو اور بادشاہ کے پاس تب ہوگا جب رعیت (رعایا) خوشحال ہوں اور یہ خوشحال تب ہوں گے جب عدل و انصاف کا دور دورہ ہو۔ گویا حکومت کی مضبوطی عدل اختیار کئے بغیر نہیں ہو سکتی اور حکومت کا زوال عدل ختم ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے بادشاہ کو چاہئے کہ اپنے عمال (آفیسرز گورنرز اور سیکرٹریز آج کل کے اعتبار سے) کی نگرانی کرتا رہے اور ان کے معاملات سے باخبر رہے حتیٰ کہ کسی احسان کرنے والے کا اچھا کام اور کسی برے آدمی کا غلط کام اس سے مخفی نہ رہے۔ کیونکہ اگر عمال کے اعمال خراب ہوئے تو بادشاہ عدل پر قائم نہ رہ سکے گا۔

## حکمران قوم سے سخاوت کرے

مجھے علی بن محمد بسامی نے یہ اشعار سنائے۔

اذا سست قوما فاجعل العدل بینہم و بینک تامن کل ماتتخوف  
وان خفت من اہواء قوم تشتت۔ فبالجود فاجمع بینہم بتألنوا  
(ترجمہ) ”جب تم کسی قوم پر حکمرانی کرو تو ان کے اور اپنے درمیان عدل قائم کرو تم ہر اس بات سے مامون رہو گے جس کا خوف کرتے ہو اگر تم لوگوں کی مختلف خواہشات سے خوف کرو تو سخاوت سے ان کو جمع کر لینا وہ محبت کرنے لگیں گے۔“

## حکمران کی چھ چیزیں

اصمعی کہتے ہیں کہ طخارستان کے بادشاہ نے نصر بن سیار سے کہا کہ حکمران



کے پاس چھ چیزیں ہونا ضروری ہیں۔

- (۱) با اعتماد وزیر جس سے وہ اپنا راز کہہ سکے۔
- (۲) ایک بہترین گھوڑا جس پر برے وقت میں سوار ہو کر بچ کر نکل سکے۔
- (۳) ایک تلوار جب اس کے پاس اس کے ہمسر آئیں تو اسے ان کی خیانت و غداری کا ڈر نہ ہو۔
- (۴) اتنا ذخیرہ مال جسے وہ برے وقت میں اٹھا سکے۔
- (۵) ایک ایسی بیوی جس کے پاس آتے ہی سارے غم و فکر بھول جائیں۔
- (۶) ایک بہترین باورچی کہ جب اس کا دل کھانے کو نہ چاہے تو یہ اس کے لئے ایسی چیز تیار کر سکے جسے کھانے کو دل چاہئے۔

### حکمران کے لئے ہدایات

ابو حاتم کہتے ہیں کہ حکمران کو بشارت اور شادمانی بہت زیادہ اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ نہ ہی بہت زیادہ کم۔ کیونکہ اگر یہ زیادہ ہوں تو خفت اور ذلت کی طرف لیجاتی ہیں کم ہوں تو خود پسندی اور تکبر کی طرف لیجاتی ہیں۔ حکمران کو غصہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کی طاقت اور قدرت کے دائرہ کار میں غصے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہی جھوٹ بولنا چاہئے کیونکہ کوئی اسے کسی بات پر مجبور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ نہ ہی اسے بخل کرنا چاہئے کیونکہ اموال اور جاہ کو خرچ نہ کرنے میں اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔ نہ ہی اسے کینہ رکھنا چاہئے کیونکہ اسے ان چیزوں کی حدود سے ارفع ہونا ضروری ہے۔

سب سے افضل حکمران اس وقت تک ہے جب تک اتر اٹھ اس میں نہ آئے اور سب سے زیادہ عاجز وہ حکمران ہے جو سست روی اور بودے پن کو اختیار کئے ہو اور انجام میں غور کم کرتا ہو۔ بہترین سلطان وہ ہے جو اس گدھ کی طرح ہو جس کے آس پاس مردار ہو اس مردار کی طرح نہ ہو جس کے آس پاس گدھ بیٹھے ہوں۔



## حکمران کی ذمہ داری

حکمران پر ضروری ہے کہ وہ ریاست اور اس میں موجود اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تقویٰ کے لزوم اور رعایا کے معاملات کے نگرانی اور انصاف مہیا کر کے بقاء کا سامان کرے اور اس کے لئے کوشاں رہے کیونکہ دنیا میں کوئی طاقتور ایسا نہیں جس سے بڑھ کر دوسرا طاقتور نہ ہو۔ تو جب حکمران کو کمزوری پر اپنی قوت کی برتری کا ادراک ہو جائے اور وہ اس کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا ہو جائے اور دوسرے طاقتوروں سے غافل ہو جائے تو اس کی اپنی قوت اس کی ہلاکت اور بربادی بن جاتی ہے۔ ایک کمزور مگر ہوشیار شخص طاقتور غافل شخص سے زیادہ سلامتی کے نزدیک ہوتا ہے کیونکہ نرمی سے شکست کھانے والا پھر اٹھ نہیں سکتا۔ اور حکمران اپنی حکومت میں کسی کو ایسی سزا نہ دے جس پر بعد میں نادم ہو اور جس شخص کو بغیر جرم سزا دی ہو اس پر اعتماد نہ کرے۔

## حکمران آگ ہے

میں حکمران کو آگ سے تشبیہ دیتا ہوں کہ اگر کم ہو تو اس کا فائدہ بیکار ہو جائیگا اور اگر زیادہ ہو تو نقصان بھی بڑا ہوتا ہے۔ لہذا بادشاہ وہ اچھا ہے جو نفع میں موسم میں ہونے والی بارش کی طرح ہو جو اپنے آس پاس کو نفع دیتی ہے۔ اس آگ کی طرح نہ ہو جو اپنے آس پاس موجود چیزوں کو کھا جاتی ہے۔

## حکمران بارش ہے

حکمران اگر عادل ہو تو موسلا دھار بارش سے بہتر ہے اور حکمران دائمی فتنے سے بہتر ہے اور لوگ حکمران کے عدل و انصاف کے زمانہ خوشحالی سے زیادہ محتاج ہوتے ہیں۔

## حکمران عوام کے لئے روح کی طرح ہے

احف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حکمران اپنی رعایا کے لئے اس درجہ میں ہے جیسے روح کا درجہ جسم کے لئے ہے جس کے بغیر جسم میں جان نہیں ہوتی اور



جیسے سر کا مرتبہ باقی اعضاء جسم کے لئے ہے جن کی بقاء سر کے بغیر نہیں ہو سکتی۔  
مجھے ابن زنجی بغدادی نے یہ اشعار سنائے۔

لا یصلح الناس فوضى لا سراة لهم ولا سراة اذ جہا لهم سادوا  
والیبت لا یبتی الیبتی اعمدة ولا عماد اذ الم ترس اوتاد  
فان تجمع اوتاد و اعمدة وساکن ادر کوا الامر الذی اکادوا  
تهدی الامور باهل الرأى ماصلحت فان تولت فبالاشرار تنقاد

(ترجمہ) ”وہ لوگ درست نہیں ہو سکتے جن کے سردار نہ ہوں اور

سردار نہیں ہو سکتے جب کہ ان کے سردار جاہل لوگ بن جائیں۔

گھر بغیر ستونوں کے نہیں بنتا اور کوئی ستون بغیر گڑے ہوئے نہیں

ہوئے۔ جب اس کے کیل کانٹے اور وہ ستون گڑ جائیں اور رہنے

والے لوگ ہونے والے معاملہ کو جان لیں تو معاملات اہل رائے

کے ذریعے رہنمائی پاتے ہیں اگر اس کے خلاف ہو تو شرارتی

لوگوں کے ذریعے کھینچے (چلائے) جاتے ہیں۔“

### حکمران کا سب سے پہلا کام

ابو حاتم کہتے ہیں کہ حکمران کے لئے ہر کام سے پہلے ضروری ہے کہ تقویٰ اختیار کرے اور اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملات کی اصلاح کرے پھر ان ذمہ داریوں پر غور کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کے بھائیوں (یعنی رعایا) کے معاملات کی سونپی ہیں اور اسے ان پر نگران مقرر کیا ہے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ ان کے ظاہر اور پیچیدہ معاملات میں وہ (حکمران) جوابدہ ہے اور ہر تھوڑی اور زیادہ بات پر اس کا حساب ہوگا۔

### نیک اور خیر خواہ وزیر

پھر حکمران کو چاہئے کہ نیک عقلمند، پاکباز اور خیر خواہ شخص کو وزیر مقرر کرے۔



نیک صالح اور ہدایت یافتہ لوگوں کو اعمال (افسر) مقرر کرے اور خفیہ مددگار اور جانے پہچانے خدمت گار بنائے۔ پھر ان تمام لوگوں پر وہ ذمہ داریاں مقرر کرے جو اس کے لئے ضروری ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ سے مشروط کرے اور یہ کہ مال جلال طریقے سے لیں گے اور اس کے مستحق لوگوں (اور کاموں پر) خرچ کریں گے۔

### بیت المال کی نگرانی

پھر اپنے بیت المال کی خبر رکھے کہ اس میں ایک دانہ بھی ظلم اور جبر کا شامل نہ ہو، نہ چھینا جھپٹی، قبضے یا رشوت کا ہو کیونکہ وہ اس کے ذرے ذرے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو جوابدہ ہے اور ہر دانے کا حساب اس سے لیا جائے گا اور اس مال کو ان مصارف ہی میں خرچ کرے جن کا سورۃ انفال میں ذکر ہے۔<sup>۱</sup>

### حجاج اور حریمین کی نگہبانی

(چونکہ سلطنت خلافت کے زیر اہتمام تھی۔ مصنف لکھتے ہیں کہ پھر حریمین (مکہ و مدینہ) کے معاملات کی خبر گیری کرے حجاج کرام کے راستوں اور بیت اللہ کے پڑوس اور خدمتگاروں اور روضہ رسول ﷺ اور اس کے معاملات کی دیکھ بھال اور خیال رکھے۔

### سرحد کی حفاظت

پھر سرحدات اسلامیہ کی دیکھ بھال اور معاملات کی خبر گیری رکھے اور سرحد کا امیر و کمانڈر ایسے صالح شخص کو بنائے جس کے بارے میں اسے یہ اعتماد ہو کہ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہو جانا دنیا میں زندہ رہنے سے زیادہ قابل ترجیح ہوتا

۱۔ سورۃ انفال آیت نمبر ۴۱ میں مصارف ذکر کئے گئے ہیں مال غنیمت کی آمدن سے جس اللہ اس کے رسول، قیموں، قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہوگا۔ اسی طرح زکوٰۃ وغیرہ کی آمدنی آٹھ مستحق اقسام میں جو کہ فقراء، مساکین، عاملین زکوٰۃ، مسافر اور مجاہدین پر مشتمل ہیں۔ خرچ کی جائے۔ جس کے علاوہ بچنے والا مال امور سلطنت اور مصالح رعایا پر خرچ ہوگا۔



کہ وہ چنناؤ (جنگلوں) میں حصہ لے اور سرحد کو بریکار کر کے نہ رکھے۔ پھر قلعوں، بندرگاہوں، چیک پوسٹوں وغیرہ کی نگرانی رکھے خصوصاً وہ پوسٹیں جو مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان واقع ہوں چنانچہ ان کو مضبوط بنائے اور مسلمانوں کا حوصلہ بلند کرنے کے لئے وہاں جا کر مقیم بھی ہو۔ دشمن کی جاسوسی کرائے اور اس کے ساتھ سرحد وغیرہ پر متعین افواج و مسلمین و جاسوسوں پر بیت المال سے خرچ بھی کرے۔

پھر مہاجرین و انصار کی اولادوں کی اپنے عطایا سے نگہبانی کرے ان کے اور ان کے آباء کے مرتبے کی قدر کرے اور یہ کہ ان کی خدمت سے بڑی برکت حاصل ہوگی۔

### عام حکام کی نگرانی

پھر عام حکام کے معاملات کی نگرانی بھی رکھے اس طرح کہ مسلمانوں کے معاملات اور قضا (عدالتوں وغیرہ) پر ایسے افراد کو متعین کرے جن کی پاکیزگی نیک کردار اور علم کے بارے میں اسے معلوم ہو اور یہ کہ یہ خواہشات کے پیرو نہیں اور بغیر علم کے کسی پر کوئی حکم لاگو نہیں کریں گے۔

### اہل علم کا لحاظ رکھے

پھر اہل علم کے حالات و معاملات کا بھی خیال رکھے مثلاً اساتذہ قراء مؤذنین (ائمہ) نیک اور عام کمزور مسلمانوں کا خیال رکھے۔ اور مسلمانوں کے لئے ایسا ہو جائے کہ جو اس سے عمر میں چھوٹا ہو اس کے لئے باپ کا کردار ادا کرے جس سے عمر میں چھوٹا ہو اس سے بیٹے کا سا برتاؤ کرے اور ہمعصروں کے ساتھ بھائیوں کا سا کردار ادا کرے اور ان کے معاملات اور اسباب کی اصلاح کے لئے اپنی اور اپنے اسباب کی اصلاح سے زیادہ اقدامات کرے اور خیال رکھے۔

### عوام کو حکمرانوں کی خبر گیری پر مقرر کرے

کچھ قابل اعتماد لوگوں کو جو عوام میں سے ہوں منتخب کر کے ہر سال مختلف شہروں



میں بھیج کر وہاں کے حالات ان کے حکمرانوں کے انداز و اطوار اور معاملات کی خبر گیری کروائے تاکہ وہ آکر اسے بتائیں اور اس کی روشنی میں عزل و استقرار کے فیصلے کرے۔

### اذن عام کی ایک جگہ (کھلی کچہری)

اپنے لئے ایک ایسی جگہ مخصوص کرے جہاں آنے جانے واقعات بتانے والوں کو کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ ہو سکے تو روزانہ ایک بار یا تین دن میں ایک بار یا ہفتہ میں ایک بار (جیسی سہولت ہو) عوام کے سامنے جائے (کھلی کچہری لگائے) تاکہ لوگ اپنے مسائل اس کے سامنے رکھیں اور تیزی جلد بازی کے بجائے دائمی بردباری سے کام لے لے اور لوگوں کو اسباب بہم فراہم کرے۔“

### بری بات سن کر برداشت کرے

ابن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دور جاہلیت میں لوگ کسی کو سرداری یا بہادری کا تمغہ نہیں دیتے تھے، سردار صرف اسے بناتے تھے جو گالی سن کر برداشت کرتا، ضرورت کے سوال پر اسے پورا کر دیتا یا ضرورت کے وقت ان کے ساتھ کھڑا ہوتا۔

### تین اشیاء

ابو حاتم کہتے ہیں کہ کوئی شخص ریاست و حکومت کا مستحق اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک کہ اس میں تین چیزیں نہ پائی جائیں۔

(۱) عقل (۲) علم (۳) گفتگو کی صلاحیت

حکمران چھ چیزوں سے پاک ہو۔

(۱) مزاج کی تیزی (۲) جلد بازی (۳) حسد

(۴) خواہش پرستی (۵) جھوٹ (۶) مشورہ نہ کرنا

اپنی سیاست میں ہر وقت تین باتوں کو لازم رکھے۔ معاملات میں نرمی، حالات پر صبر، طویل خاموشی جو حکمران ان تین باتوں سے خالی ہوگا چاہے حکومت پر موجود ہو۔ اس کے معاملات گڑبڑ ہو جائیں گے اور دل اندھا ہو جائے گا اور مذکورہ



صفات میں سے ایک بھی نہ ہو دل کی روشنی بھی اسی طرح ناقص ہوگی اور اسی طرح معاملات میں خلل واقع رہے گا۔

حکمران اور رعایا کی مثال ایسی ہے جیسے مسافروں کی جماعت کا رہبر (گائیڈ) صرف ایک ہو اور اگر یہ رہبر تیز نظر اور اچھی سمجھ و شعور کا مالک نہ ہوگا تو وہ خود بھی گڑھے میں گرے گا اور ساری جماعت کو بھی گرائے گا اپنی گردن بھی پکڑے گا اور ان کی گردن بھی۔

### چار قابل حفاظت باتیں

حکمران کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان چار چیزوں سے جو اس کے دین و دنیا کی درستگی کے لئے ضروری ہیں، غفلت نہ کرے۔

مدائنی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام زہری خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے ہاں سے نکلے تو فرمایا کہ آج تک میں نے ایسے چار جملے نہیں سنے جو ابھی ابھی کسی شخص نے ہشام کو کہے تھے۔ تو کسی نے ان سے عرض کیا کہ وہ کیا جملے ہیں؟ تو فرمایا کہ ہشام کو ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میرے چار جملے یاد رکھئے ان میں آپ کی حکومت کی درستگی اور رعایا کی استقامت مضر ہے۔ ہشام نے کہا کہ بتاؤ؟ تو اس شخص نے کہا کہ (۱) کوئی ایسا وعدہ مت کرنا جس کو پورا کرنے پر تمہیں خود اعتماد نہ ہو۔

(۲) اگر ڈھلان یا گہرائی بہت خطرناک ہو تو چڑھائی اور اونچائی کتنی ہی آسان ہو اس کے دھوے میں نہ آئے گا۔

(۳) یہ یاد رکھئے کہ اعمال کا بدلہ مقدر ہے لہذا انجام سے ڈریئے۔

(۴) معاملات میں اچانک تبدیلی ہو جاتی ہے لہذا ہوشیار رہیئے۔

### حکمرانی کی طلب نہ کرنا

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند شخص کو حکمرانی کی طلب نہیں ہونی چاہئے کیونکہ جس شخص کو یہ مطالبہ پر ملتی ہے اسے اس کے خواہے کر دیا جاتا ہے اور جسے بغیر مانگے دی جائے اس کی اس میں مدد کی جاتی ہے اور جو شخص حکومت سے مشہور ہو جائے اسے



ڈرتے رہنا چاہئے کیونکہ تیز ہوائیں صرف گھاس پھوس ہی نہیں اڑاتیں بلکہ وہ درختوں کو جڑ سے اور مضبوط عمارتوں کو بھی بنیادوں سے اکھیڑ دیتی ہیں۔

### مشورے کا اہتمام کرے

حکمران کو مشورہ ضرور کرنا چاہئے کیونکہ مشورہ میں رعیت کی بھلائی اور راست روی اور رائے کی مدد ہے اور جب تک قدرت ہے لوگوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرتا رہے مبادا کہیں ایسا وقت نہ آجائے کہ اس میں بھلائی کرنے کی طاقت نہ رہے اور خود سے پہلے کے بادشاہوں، وزیروں اور عمال سے عبرت حاصل کرے کیونکہ جو لوگ بڑے بڑے معاملات کے مالک تھے انہیں فائقے نے ضائع کر دیا اور جنہیں فرصت حاصل تھی انہوں نے عمل مؤخر کیا تو وقت لوٹ کر نہیں آیا۔

### حکومت فخر کرنے موج اڑانے کا نام نہیں

سلطنت قول حق اور عدل و انصاف کے عمل کا نام ہے دنیا میں فخر کرنے یا خوب موج اڑانے کا نام نہیں۔

ابو عمرہ بن علاء کہتے ہیں کہ لوگ ایسے لوگوں کو اپنا سردار بناتے تھے جن میں چھ صفات کامل طور پر ہوں۔

- (۱) سخاوت
- (۲) بہادری
- (۳) صبر و برداشت
- (۴) بردباری
- (۵) گفتگو و بیان کی صلاحیت
- (۶) تواضع
- (۷) ان سب کا مجموعہ اسلام میں ہے یعنی ”حیاء“

کریزی نے کیا خوب کہا ہے



اذا نلت الامارة فاسم فيها      التي العلاء بالعمل الوثيق  
بمحض حليقة لا عيب فيها      وليس المحض كاللبن المذيق  
ولا تك عندها حلوا فتحسى      ولا مرا فتشرب في الحلوق  
وكل امارة الا قليلا      مغيرة الصديق عن الصديق

(ترجمہ) ”جب تو امارت حاصل کر لے تو اس میں مضبوط عمل کے

ساتھ بلندی کی طرف چڑھ جا خالص اخلاق کیساتھ جس میں عیب

نہ ہو اور ”خالص“ پانی ملے دودھ کی طرح نہیں ہوتا۔“ اس کے

پاس تو بالکل میٹھامت بننا کہ تجھے کھالیا جائے اور نہ ہی کڑوا کہ تو

حلق میں انک جائے۔ ہر امارت سوائے بہت کم کے دوست کو

دوست سے بدل دیتی ہے۔“

### حکمران کے مصاحب کے لئے ہدایات

ابو جاتم کہتے ہیں کہ جو شخص حکمران کا مصاحب بنے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس سے خیر خواہی کی بات نہ چھپائے کیونکہ جس نے حکمران سے خیر خواہی، طیب سے مرض اور دوستوں سے رنج کو چھپایا اس نے اپنے آپ سے خیانت کی۔ اور جو شخص حکمرانوں کے ساتھ رہتا ہے وہ گناہوں سے بچ نہیں پاتا جیسا کہ جلد بازی کرنے والا شخص لغزش سے نہیں بچ پاتا۔ اگر وہ حکمران کی بات کی تصدیق کرے تب بھی اس کے غصہ سے بچ پانا ضروری نہیں ہے اور جھٹلانے کی صورت میں سزا سے بچنا بھی ضروری نہیں۔ حکمران کے سامنے تھوڑی سی جزا کا بھی اظہار نہ کرے (یعنی بڑھ بڑھ کر نہ بولے حق کا اظہار مرا نہیں) کیونکہ سمجھدار عقلمند شخص جانتے بوجھتے اپنے پاس موجود تریاق اور دواؤں پر اعتماد کر کے تھوڑا سا زہر بھی نہیں کھاتا۔

میں اس شخص کے لئے مستحب سمجھتا ہوں جو حکمران کی مصاحبت کی آزمائش میں مبتلا ہو جائے۔ اسے چاہئے کہ وہ حکمران کو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے لزوم اور نیک عمل کے بارے میں بتائے اور اس طرح بتائے جیسے خود اس سے سیکھ رہا ہے اور اسے اس



طرح ادب سکھائے جیسے خود اس سے ادب سیکھ رہا ہو۔ اس کی ناراضگیوں سے بچے۔ اگر ناراضگی کسی وجہ سے ہو تو اس وقت رضا بھی ہو سکتی ہے لیکن اگر بغیر وجہ کے ہو تو رضا کی امید ختم ہو جائیگی۔

اسے یہ جاننا ضروری نہیں ہے کہ حکمران کون کون سے کام کر رہا ہے کیونکہ بعض ایسی باتوں کا معلوم ہونا فتنہ اور مصیبت ہوتا ہے۔ کون ہے جو حکمران کی مصاحبت اختیار کرے اور فتنہ میں مبتلا نہ ہو اور کون ہے جو خواہش کی پیروی کرے اور ہلاک نہ ہو؟ جبکہ خوبصورت درخت بھی اپنے اچھے پھلوں کی وجہ سے برباد ہو جاتا ہے اور مور کی خوبصورت دم بھی کبھی مور کی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے کہ وہ بھاری ہو کر اس کو بھاگنے سے روک دیتی ہے۔

جو شخص حکمران کا مصاحب بنے وہ اپنے آپ پر تبدیلی سے محفوظ نہیں ہوتا کیونکہ نہریں اس وقت تک میٹھی ہوتی ہیں جب تک وہ سمندر تک نہ پہنچیں لیکن جب سمندر سے جا ملتی ہیں تو نمکین ہو جاتی ہیں۔

### اہل علم حکمرانوں کے ہاں نہ جائیں

اسی طرح حکمرانوں کے دروازوں پر جانے سے رکنا، علماء کے علم کے نور میں اضافہ کرتا ہے اور ان کے پاس زیادہ آنا جانا دلوں پر پردے ڈال دیتا ہے۔ جو شخص حکمران کا مصاحب بنتا ہے وہ ان کے تغیر سے محفوظ نہیں ہوتا اور جو ان سے دور ہوتا ہے ان کے ڈھونڈنے سے محفوظ نہیں ہوتا اگر ان سے ہٹ کر معاملات کو طے کرتا ہے تو ان کی مخالفت سے مامون نہیں ہوتا اور اگر کسی چیز کا عزم کر لیتا ہے تو ان سے مشورے کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں پاتا۔ بادشاہوں کے ساتھ سب سے بری چیز تیزی ہے۔

### پانچ حلال بری چیزیں

مبارک بن سعید نوری کہتے ہیں کہ پہلے کہا جاتا تھا کہ



پانچ حلال چیزیں ہیں جس میں ہوں سب سے بری ہیں۔

- (۱) حکمران میں تیزی۔
- (۲) خاندانی حسب والے شخص کا تکبر کرنا۔
- (۳) مالدار میں کنجوسی
- (۴) عالم میں لالچ۔
- (۵) بوڑھے شخص میں لڑکوں کی صفات۔

### حکمرانوں کی ہر چیز بڑی ہے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ قوم کے حکمرانوں کے غم بڑے، غم دائمی، دل مشغول عیوب مشہور، دشمن زیادہ، رنج شدید، مصائب سخت ہوتے ہیں۔ قیامت میں ان کا حساب بھی سخت اور اگر اللہ تعالیٰ معاف نہ کرے تو عذاب بھی شدید ہوگا۔

### حاکم کے معاون اسباب

جن اسباب سے حکمران اچھی طرح اعانت حاصل کر سکتا ہے وہ یہ کہ ایک پاکباز باکردار اور خیر خواہ وزیر کا انتخاب کرے (جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا) کیونکہ جب امیر بھولتا ہے وزیر یاد دلاتا ہے۔ اگر اسے یاد ہوتا ہے تو اس کی مدد کرتا ہے اگر حکمران کے دل میں کوئی بری بات آتی ہے تو اسے روکتا ہے اور اگر کسی اچھی بات کا ارادہ کرتا ہے تو اسے حوصلہ دلاتا ہے۔ وزیر یہی لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کرتا ہے اور لوگوں کی دعائیں حکمران کو دلاتا ہے۔

مجھے علی بن محمد بسامی نے یہ اشعار سنائے۔

اذا نسي الامير قضاء حق فان التدب فيه للتوزير

لأن على الوزير اذا تولى امور الناس تذكير الامير

(ترجمہ) ”اگر حکمران حق کا فیصلہ کرنا بھول جائے تو اس میں غلطی

وزیر کی ہے۔ کیونکہ وزیر جب وزارت پر متمکن ہو تو اس پر حکمران



کو یاد دلانا لازمی ہے۔“

### حکمران کی بات مصاحب برداشت کرے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ جو شخص حکمران کے پاس آتا جاتا ہو اور اس کی مصاحبت میں رہتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے برا بھلا کہنے کو گالی نہ سمجھے، نہ اس کی سخت باتوں کو سخت، اور نہ کوتاہی کو اس کے حق میں گناہ سمجھے۔ کیونکہ عزت کی ہوانے اس کی زبان اور ہاتھ کو سختی پر قادر کر دیا ہے۔ اگر حکمران اسے اپنے ہاں کسی اونچے مرتبہ پر فائز کرے تو اس عہدے پر بھروسہ نہ کرے۔ اسے چالوسی نہ کرے نہ ہر وقت بہت زیادہ دعا کرے نہ زیادہ خوش روئی کا مظاہرہ کرے کیونکہ بعض باتیں وحشت پیدا کر دیتی ہیں۔ بلکہ اسے چاہئے کہ لوگوں کے سامنے اس کی عزت و توقیر بڑھانے کی کوشش کرے اگر حکمران اس پر غصہ ہو جائے تو اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے کوئی ”زرمی اور خوش اخلاقی سے“ حیلہ کرے ایسا کام نہ کرے جس سے اس کا غصہ اور بھڑک جائے۔

### امام جعفر صادق کی حکمت

ابن عائشہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ خلیفہ ابو جعفر (منصور) نے حضرت جعفر بن محمد (جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ) کو بلوایا اور کہا کہ میں آپ سے ایک مسئلہ میں مشورہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے اہل مدینہ کو بہت مہلت دی ہے لیکن مجھے نہیں لگتا کہ وہ سرکشی سے باز آئیں گے اور میری ناراضگی دور کریں گے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ فوج بھیج کر ان کے درخت جلوا دوں اور ان کے چشمے ویران کرا دوں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر خاموش ہو رہے۔ تو ابو جعفر نے کہا آپ چپ کیوں ہیں کچھ کہیے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اگر آپ مجھے اجازت دیتے ہیں تو میں بات کروں؟ اس نے کہا فرمائیے تو جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”اے امیر المومنین حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خوب دیا تو انہوں نے شکر کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری میں مبتلا کیا تو انہوں نے صبر کیا اور



یوسف علیہ السلام بدلہ لینے پر قادر ہوئے تو انہوں نے درگزر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو اسی نسل میں سے بنایا ہے جو معاف کرتے اور درگزر کرتے ہیں۔“  
ابن عائشہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر خلیفہ ابو جعفر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور وہ پرسکون ہو گیا۔

### مامون کے چچا کی حکمت

محمد بن حمید بن فروہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب مامون خلافت پر متمکن ہو گیا تو اس نے اپنے چچا ابراہیم بن مہدی کو بلوایا جو ”ابن شکلہ“ کے نام سے معروف تھا۔ وہ سامنے آ کر کھڑا ہوا تو مامون نے کہا: تم ہو جس نے خلافت کا دعویٰ کر کے ہم پر چڑھائی کی تھی؟ تو ابراہیم نے کہا۔ اے امیر المومنین آپ بدلہ لینے کے حقدار ہیں اور قصاص آپ کا حق ہے اور درگزر کرنا تقویٰ کے قریب تر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر گناہگار سے برتر بنایا ہے جیسے کہ ہر گناہگار کو آپ سے کمتر کیا ہے۔ اگر آپ پکڑ کریں گے تو حق کی وجہ سے پکڑ کریں گے اور اگر درگزر کریں گے تو فضل کی بناء پر کریں گے۔ میں اپنے والد کے پاس ایک مرتبہ حاضر ہوا جو کہ آپ کے دادا تھے۔ ان کے پاس ایک شخص لایا گیا جس کا جرم میرے جرم سے بھی بڑھ کر تھا۔ خلیفہ (میرے والد) نے اس کے قتل کا حکم دیدیا ان کے پاس مبارک بن فضالہ موجود تھے وہ کہنے لگے کہ اے امیر المومنین اس شخص کے معاملہ میں ذرا توقف کیجئے حتیٰ کہ میں آپ کو ایک حدیث سنا دوں۔ میں نے حضرت حسن کو یہ حدیث بیان کرتے سنا تھا خلیفہ نے کہا مبارک ہو وہ حدیث سناؤ۔ تو انہوں نے کہا کہ۔

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک منادی عرش کے قریب سے آواز لگائے گا کہ معاف کرنے والے حکمران کھڑے ہو جائیں۔ چنانچہ صرف معاف کرنے والے کھڑے ہو جائیں گے۔“

یہ سن کر خلیفہ نے کہا میں نے حدیث قبول کی اور اس شخص کو معاف کر دیا اور اے شخص تو نکل یہاں سے تجھ پر کسی کو کوئی حق نہیں۔“ یہ سن کر مامون نے کہا اے چچا



قریب آئے۔ اے چچا یہاں قریب آئے۔“  
حکمران اللہ تعالیٰ سے رجوع رکھے

ابو حاتم کہتے ہیں کہ جو شخص امور مسلمین کا مالک بنے حکمران بنے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رکھے تاکہ وہ جس امر پر مسلط ہے اس میں سرکشی نہ کرے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کی قدرت اور پکڑ کو یاد کرے۔ اور یہ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ظالموں سے انتقام لیتا ہے اور احسان کرنے والوں کو معاف کر دیتا ہے۔ لہذا اپنی حکومت میں اس راستے کو اختیار کرے جو دونوں جہانوں میں بھلائی کمانے کی طرف پہنچا دے اور خود سے پہلے گزرنے والے حکمرانوں (کے حالات و اموات) سے عبرت حاصل کرے کیونکہ لامحالہ وہ جس حالت میں ہے اس کے شکر کے بارے میں جوابدہ ہے جس طرح وہ یقیناً اپنے حساب میں خود جوابدہ ہوگا۔ کیونکہ حضرت مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے۔“ کیا میں نے تجھے بھلائی پر سوار نہیں کیا تھا تجھے عورتیں نہیں دی تھیں اور تجھے ایسا نہیں کیا تھا کہ سردار بننا اور مال غنیمت لیتا تھا۔ وہ کہے گا ”کیوں نہیں! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے“ تو اس کا شکر کہاں ہے؟“



## باب (۴۹)

## ﴿دنیا اور اسکے اہل کے ساتھ اسے قبول کر نیکا ذکر﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص اس حال میں صبح کرنے کہ اس کا بدن سلامت ہو اور بال بچوں اور مال کی طرف سے مطمئن ہو، اس کے پاس اس دن کا راشن موجود ہو تو وہ ایسا ہے جیسے اس کے لئے دنیا کھینچ لائی گئی ہو۔ اے ابن جہشم تیرے لئے دنیا میں اتنا کافی ہے جو تیری بھوک مٹا دے اور تیری ستر پوشی کر دے اگر کوئی کپڑا ہو جسے تو پہن سکے تو وہ کافی ہے اور اگر سواری ہو جس پر تو سوار ہو سکے تو کیا ہی بات ہے۔ ایک روٹی کے ٹکڑے مکے کے پانی اور تہبند (شلوار) سے زیادہ چیز کا حساب تجھ پر ہوگا۔“<sup>۱</sup>

## دنیا سے دھوکہ نہ کھاؤ

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا اور اس کی خوبصورتی سے دھوکہ نہ کھائے نہ اسکے حسن اور خوش منظری سے دھوکہ کھا کر ہمیشہ رہنے والی نعمتوں اور آخرت سے غافل ہو۔ کیونکہ دنیا کا انجام لامحالہ فنا ہی ہے اس کی عمر تیس تباہ اور رہنے والے موت کا شکار، خوش منظری ختم اور ہریالی خشک ہونے والی ہے۔ چنانچہ بڑے سے بڑا رئیس اور متکبر شخص اور محتاج فقیر بھی باقی نہ رہے گا سب پر موت کا پیالہ گھوم جائے گا۔ پھر سب مٹی ہو جائیں گے اور بوسیدہ ہو کر ابتداء کی طرح ناپید ہو جائیں گے اور زمین اور اس پر رہنے والوں کا ”علام الغیوب“ اکیلا وارث رہ جائے گا۔

چنانچہ عقلمند وہ شخص ہے جو ایسی صفات والے گھر کی طرف مائل نہ ہو اور ایسی دنیا سے مطمئن نہ ہو اور اس کے لئے تو ایسا مال ذخیرہ ہو چکا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے

۱ صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۲۵۰۷، موارد۔ حلیۃ الاولیاء (۲۳۹/۵) الخطیب (۱۶۶/۶) حدیث کی اسناد ضعیف ہے اس میں عبد اللہ بن حنانی ہے جس کے لئے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تہتم بالکذب لکھا ہے مگر ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ لیکن حدیث کا پہلا حصہ کئی صحابہ سے مروی ہے۔



دیکھنا نہ کسی کانوں نے سنا اور نہ ہی کسی دل کے حاشیہ میں اس کا خیال گزرا، اگر اس طرح میلان رکھے گا تو اس کم دنیا کے ترک پر دل تنگ ہوگا اور (آخرت کے) اس زیادہ کے کھودینے پر راضی ہو جائے گا۔  
بشر بن حارث کہتے ہیں۔

لا تأس فی الدنیا علی فائت . وعندک الاسلام والعافیۃ  
ان فات امر کنت تسعى له . فقیہما من فائت کافیہ  
”دنیا میں کسی کھوجانے والی چیز پر افسوس نہ کر کیونکہ تیرے پاس تو اسلام اور عافیت موجود ہے۔ اگر کوئی کام جس کے لئے تو محنت کر رہا تھا ہاتھ سے نکل جائے تو ان دونوں میں کھوجانے والی چیز کی کفایت (بدل) موجود ہے۔“

### زمانے کے دورنگ ہیں

ابو حاتم کہتے ہیں کہ میں نے طبرستان میں ایک پتھر پر یہ لکھا دیکھا۔  
العیش لونیان فحلو ومر . والدھر نصفان فریف وضر  
والنطق جزآن فعر، ودر . والناس اثنان فتذل، وخر  
یومک یومان فخیرو شر . نہان یزول، ولیل یکسر  
وکذاک الزمان علی من مضی . وکل السنین علی ذاتمر  
(ترجمہ) ”زندگی کے دورنگ ہیں بیٹھا اور کوڑا، زمانے کے دو حصے ہیں سرسبز و برباد گفتگو کے دو جزء ہیں گندگی اور موتی، لوگ دو قسم ہیں گھٹیا اور آزاد۔ تیرا دن دو قسم ہے بھلائی اور شر۔ دن جاتا ہے اور رات آ جاتی ہے۔ اسی طرح زمانہ ان پر گزرتا ہے جو لوگ گزر گئے اور سارے سال اسی بچ پر گزرتے ہیں۔“

### زمانہ بدلتا رہتا ہے

مجھے کریمزی نے یہ اشعار سنائے۔



ما الدھر الاليلة ویوم والعیش الا یقظة ونوم  
 یعیش قوم، ویموت قوم والدھر قناص ماعلیه لوم  
 (ترجمہ) ”زمانہ رات اور دن کے سوا کچھ نہیں ہے اور زندگی  
 بیداری اور نیند کے سوا کچھ نہیں ہے کچھ لوگ جیتے ہیں تو کچھ لوگ  
 مرتے ہیں اور زمانہ قاضی ہے اس پر کچھ ملامت نہیں۔“

### دنیا کے کم وقت میں تیاری کرو

ابو حازم کہتے ہیں کہ آخرت کا سامان کم ہے لہذا کساد کے دور میں اس کا خوب  
 ذخیرہ کر لو کیونکہ اگر اس کے خرچ کا وقت آگیا تو وہ تھوڑا نہ زیادہ، کچھ بھی دستیاب نہ ہوگا۔

### دنیا کی مثال

ابو حاتم کہتے ہیں کہ دنیا پانی سے لبریز سمندر ہے اور لوگ اس کی موجوں پر  
 تیر رہے ہیں اور اسی طرح لوگوں کے دن گزر رہے ہیں اور ان میں مشابہت بھی خوب  
 ہے کیونکہ جو چیز بھی فنا ہونے والی ہے وہ اس سے مشابہہ ہے۔

جس شخص کو دنیا میں تین چیزیں مل جائیں گویا دنیا اسے پوری کی پوری مل گئی۔  
 (۱) امن (۲) طاقت (۳) صحت

لیکن ان چیزوں میں سے کسی سے بھی دھوکے باز شخص بھی دھوکا کھا جاتا ہے  
 اور بڑے سے بڑا طاقتور ان کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

### عقل مند شخص اور دنیا

عقل مند شخص وہ ہے جو یہ جانتا ہے کہ جو چیز دوسرے کسی کے لئے باقی نہ رہی ہو  
 وہ میرے لئے کب باقی رہے گی اور جو کچھ دوسروں سے چھین گیا وہ میرے پاس کیوں  
 چھوڑ دیا جائے گا۔ چنانچہ دنیا میں سے جو چیز آخرت میں فائدہ دے اس کی طرف عقل مند  
 کا قصد اس چیز سے زیادہ حقدار ہوتا ہے جو آخرت سے بخل پیدا کرے۔ اسی طرح عقل مند  
 اس بات کو ترجیح دیتا ہے کہ اعمال کو آخرت کے لئے ذخیرہ کئے بغیر جمع نہ کرے۔ وہ دنیا



سے دھوکہ کھانا چھوڑ دیتا اور اہل دنیا سے اسے قبول کرنے کا اعتبار نہیں کرتا۔ کوئی چیز زندگی سے زیادہ پر خطر نہیں اور دنیا کو حیات ابدی کے سوا کسی اور میں خرچ کر دینا سب سے بڑا غبن ہے۔ جو چاہتا ہے کہ وہ آزاد رہے اسے چاہئے کہ وہ خواہشات سے بچے اگرچہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہوں اور جان لے کہ ہر لذیذ شے فائدے مند نہیں ہے لیکن ہر فائدہ مند چیز لذیذ ہوتی ہے اور تمام خواہشات اکتاہٹ پیدا کر دیتی ہیں سوائے فائدوں کے کیونکہ یہ اکتاہٹ نہیں پیدا کرتے۔ سب سے بڑے فوائد ”جنت“ اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے لوگوں سے مستغنی ہونا ہیں۔

معن بن عون سے مروی ہے کہ کتنے ہی دن شروع کرنے والے لوگ ہیں جو اسے پورا کر نہیں پاتے اور کتنے ہی آنے والے کل کے منتظر ہیں جو اسے دیکھ نہیں پاتے اگر تم موت اور اس کے فاصلے کو دیکھ لو تو امید اور دھوکہ سے نفرت کرنے لگو۔

### دنیاوی مراتب دینے والا سبب

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کو دنیاوی مرتبوں پر بٹھانے والا سبب دنیا کے میدان کو ”آخرت کی دائمی زندگی کے لئے حسب مقدور ذخیرہ کرنے کی وجہ سے“ چھوڑ دینا ہے۔ دائمی نعمت طول اہل (لمبی امیدوں) کو چھوڑ دینا اور موت کو ہر گھڑی اور ہر آن یاد رکھنا ہے اس لئے کہ لمبی امیدیں لوگوں کی گردنیں کاٹ دیتی ہیں جیسے سراب اس کی امید کرنے والے کو کچھ نہیں دیتا اور اسے دیکھنے والا ناکام ہو جاتا ہے۔

لہذا عقلمند شخص دنیا کا ترک اختیار کرتا ہے اور ساتھ ساتھ گزشتہ قوموں اور ادوار سے عبرت بھی حاصل کرتا ہے کہ ان کے آثار کیسے مٹ گئے اور ان کی خبریں کس طرح ناپید ہو گئیں اب ان کی صرف یاد رہ گئی۔ ان کے گھروں کے صرف نشان رہ گئے چنانچہ پاک ہے وہ ذات جو ان کے جمع و بعثت پر قادر ہے تاکہ ان کو بدلہ اور سزا دے۔

### ایک عابدہ کی باتیں

بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار عورت تھی جو ہر سہ پہر کو روزہ رکھتی تھی ایک



دن وہ افطار کا سامان سامنے رکھے کہنے لگی کہ

محبت کرنے والا محبوب سے محبت کرتا ہے اور محبوب اپنے محبت کی خدمت سے کھانے کی وجہ سے غافل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے محبوب کا قاصد اس کے پاس آئے اور وہ کھانے میں مشغول ہو تو اس کی خدمت نہ کر سکے تو اس سے ملاقات میں آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں گی۔“

چنانچہ وہ کچھ عرصے افطار کئے بغیر رہی۔ پھر اس نے ایک مرتبہ افطار کا سامان سامنے رکھا اور پھر پہلے کی طرح الفاظ کہنے تو اچانک دیکھا کہ ایک نوجوان بڑا خوبصورت چہرے اور بہترین خوشبو کے ساتھ گھر کے ایک کونے سے چلا آ رہا ہے، اس نے آتے ہی کہا اے اللہ تعالیٰ کی حبیبہ آپ پر سلامتی ہو (یا کہا اے اللہ کی ولیہ) اس عورت نے کہا وعلیک السلام آپ کون ہیں؟

اس نے جواب دیا کہ میں موت کا فرشتہ ہوں۔ اس عورت نے کہا کہ کیا مجھے اتنی اجازت ہے کہ میں سجدہ کروں اور اس میں اپنے رب سے مناجات کر لوں اور جب تم مجھے اس حال میں دیکھو تو فوراً روح قبض کر لو؟ تو اس نے کہا اجازت ہے تو اس عورت نے فوراً ہی سجدے میں سر جھکا دیا اور اسی کوشش میں اس کی روح قبض ہو گئی (اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو)۔

مہدی بن سابق کے اشعار ہیں۔

کنا علی ظہرہا والغیش ذو مہل والدھر یجمعنا والدارو الوطن  
فغرق الدھر ذو التصریف الفتا فالیوم یجمعنا فی بطنہا الکفن  
کذلک الدھر لایبقی علی احد تاتنی بأقدارہ الایام والزمن

(ترجمہ) ”ہم زمین کی پیٹھ پر تھے اور زندگی مہلت والی ہے زمانہ گھر اور وطن ہمیں جمع کرتے ہیں۔ پھر پھیر دینے والے زمانے نے ہماری الفت کو بکھیر دیا چنانچہ آج ہمیں زمین کے پیٹ میں کفن نے جمع کر لیا ہے۔ اسی طرح زمانہ کسی ایک پر بھی باقی نہیں رہتا اسی کے بقدر ایام اور زمانے آتے ہیں۔“



## باب ۵۰

## ﴿موت کی یاد اور نیکیاں آگے بھیجنے کی ترغیب﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”لذتوں کو مٹانے والی کو کثرت سے یاد کیا کرو“ یعنی موت کو۔

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہماری اس کتاب میں ذکر کردہ عقل کے شعبوں میں ”موت کی بروقت یاد“ اور دنیاوی تمام اسباب سے دھوکہ کھانے کے ترک کو بھی شامل کر لے۔ کیونکہ موت وہ چکی ہے جو تمام مخلوق کے درمیان گھومتی ہے اور وہ پیالہ ہے جو ان پر گھمایا جاتا ہے۔ ہر ذی روح کو اسے پینا اور اس کا ذائقہ چکھنا ضروری ہے یہی لذتوں کو مٹانے والی خواہشات کو جھکانے والی، اوقات کو مکرر کرنے والی اور مصائب کو ختم کرنے والی ہے۔“

## موت سے فرار نہیں

مجھے عبدالعزیز بن سلیمان نے یہ شعر سنائے۔

ایا هادم اللذات مامک مهرب تجازر نفسی منک ما سیصیہا

رأیت المنایا قسّمت بین انفس و نفسی سیأتی بعدہن نصیہا

(ترجمہ) ”اے لذتوں کو مٹانے والی تجھ کو کوئی فرار نہیں میرا نفس

تجھ سے وہ پائے گا جو عنقریب اسے ملنے والا ہے۔ میں نے

اموات کو دیکھا کہ وہ جانوں کے درمیان تقسیم ہو چکی اور میرا نفس

ان جانوں کے بعد اپنا حصہ پالے گا۔“

پرامن لوگوں کو بھی موت آتی ہے

مہدی بن سابق کہتے ہیں یہ اشعار محل پر پڑھے گئے



هذی منازل اقوام عهدتہم فی ظل عیش عجیب مالہ خطر  
صاحت بہم حادثات الدھر فانقلبوا الی القبور، فلا عین، ولا اثر

(ترجمہ) ”یہ ان لوگوں کی قیام گاہیں ہیں جن کو میں نے دیکھا

ایک عجیب زندگی کے سائے میں جسے کوئی خطرہ نہ تھا۔ ان پر

زمانے کے حادثات چھینے تو وہ قبروں کی طرف پلٹ گئے چنانچہ

اب کوئی آنکھ ہے نہ کوئی نشان۔“

### حضرت معاویہ اور ذکر موت

علی بن سلمہ حلبی کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ فرماتے تھے واللہ میں اس کھیتی میں

سے ہوں جو کٹ چکی۔“ اور اس وقت انہیں عبداللہ بن عامر بن کریز اور ولید بن عقبہ کی

موت کی خبر دی گئی تھی۔ عبداللہ ان سے عمر میں بڑے اور ولید چھوٹے تھے۔“ تو حضرت

معاویہ نے یہ شعر پڑھا:

اذا سار من خلف امرئ وامامہ : وافرد من اخوانہ فہو سائر

(ترجمہ) ”جب کسی شخص کے پیچھے اور سامنے والے چلے گئے اور

وہ دوستوں کے بغیر تنہا رہ گیا تو وہ بھی جانے والا ہے۔“

عمر بن ذر کہتے ہیں کہ ایک نوجوان کو اس کے آباؤ اجداد کی طرف ایک گھر

وراثت میں ملا تو اس نے اسے گرا کر نئی خوبصورت مضبوط عمارت بنوائی تو اس کے خواب

میں کسی نے آکر یہ اشعار کہے۔

ان كنت تطمع فی الحیاة فقد تری ارباب دارک ساکفوا الاموات

انی تحس من الاکارم ذکرہم؟ خلت الدیار وبادت الاصوات

(ترجمہ) ”اگر تو زندگی میں طمع رکھتا ہے تو تو اس گھر کے مالکان کو

دیکھ چکا کہ وہ موت کے باسی ہیں۔ تو اچھے کاموں میں ان کا

تذکرہ کہاں محسوس کرتا ہے گھر خالی ہو گئے اور آوازیں فنا

ہو گئیں۔“



عمر بن ذر کہتے ہیں کہ صبح کو وہ نو جوان بڑا گھبرایا ہوا اٹھا اور وہ جو کچھ کیا کرتا تھا بہت کچھ کرنے سے باز آ گیا اور اپنے نفس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو گیا۔

### ابو العتاهیہ کی نصیحت

سیکنہ جو کہ خود بڑی عالمہ تھیں وہ کہتی ہیں کہ مجھے ابو العتاهیہ نے بتایا کہ میں خلیفہ ہارون رشید کے پاس گیا تو اس نے مجھے دیکھ کر پوچھا کہ تم ابو العتاهیہ ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں ابو العتاهیہ ہوں۔ پوچھا کہ وہ جو شعر کہتا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں وہ جو شعر کہتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے شعر میں نصیحت کرو جو مختصر انداز میں ہو۔ تو میں نے یہ شعر کہے۔

لا تامن الموت فی طرف ولا نفس ولو تمنعت بالحجاب والحرس  
واعلم بأن سهام الموت قاصدة لكل ملدوع مینا و مترس  
ترجو النجاة ولم تسلك مسالكها؟ ان السفينة لا تجری علی الییس

(ترجمہ) ”موت سے کسی لحظہ اور کسی سانس (کے برابر) بھی بے

فکر نہ ہونا اگرچہ تو اسے پردوں اور محافظوں کے ذریعے روکے اور

جان لے کہ موت کے تیرہم میں سے ہر ایک زرس اور خود پہنے

ہوئے لوگوں کا رخ کئے ہوئے ہیں، تو نجات کی امید کرتا ہے مگر

اس کے راستوں پر نہیں چلتا؟ بیشک کشتی خشکی پر نہیں چلتی۔“

ابو العتاهیہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر ہارون رشید پر غشی طاری ہو گئی۔ اور وہ بے

ہوش ہو کر گر گیا۔

ابو جعفر بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے سندھ میں ایک محل کے دروازے پر لکھا

دیکھا۔

نزل الموت من زلا سلب القوم وارتحل

(ترجمہ) ”موت ٹھکانے پر اتری قوم کو (روحوں کو) سلب کیا اور

چل پڑی۔“



تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سارے محل والے مر گئے اور جب صبح ہوئی تو دروازے پر یہ لکھا تھا معلوم نہیں کون لکھ کر چلا گیا۔

### موت نے کسی کو نہ چھوڑا

ابو حاتم کہتے ہیں کہ عقلمند جس چیز کا منتظر ہو اس کی یاد بھلاتا نہیں ہے اور ہر قدم پر اس کا منتظر رہتا ہے ہر پلک جھپکنے پر انتظار کرتا ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ جو گھر والوں کے لئے مکرم تھے اپنی قوم میں معظم، پڑوسیوں میں مقبول تھے جنہیں معیشت میں تنگی اور مصائب میں پریشانی کا کوئی خوف نہ تھا اور اگر کبھی بادشاہوں یا ظالم و جابر لوگوں نے انہیں ذلیل کرنا چاہا تو اس نے انہیں اپنے پڑوسیوں اور احباب کے درمیان پچھاڑ کر رکھ دیا۔“ ایسے لوگ بھی اپنے گھر والوں اور دوستوں کو چھوڑ جاتے ہیں کسی نفع کے مالک نہیں رہتے اور نہ اسے دور کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ کتنی ہی قومیں موت نے برباد کر دیں کتنے ہی شہر ویران کر دیئے۔ کتنی ہی سہاگنوں کو بیوہ کر دیا، کتنے ہی لوگ یتیم کئے اور دوستوں کے ہجوم رکھنے والوں کو اکیلا کر دیا۔

لہذا عقلمند شخص اس حالت سے دھوکا نہیں کھاتا جس کی انتہاء اس طرف لیجانے والی ہے جو ہم نے ابھی ذکر کیا اور نہ ہی اس دھوکے باز زندگی سے دھوکہ کھائے اور نہ اس حالت کو بھولے جو یقیناً واقع ہونے والی ہے اور جس کے آنے میں کوئی شک نہیں کیونکہ موت تو خود ڈھونڈتی ہے اسے بیٹھنے والا عاجز نہیں کر سکتا اور نہ ہی بھاگنے والا اس سے بچ سکتا ہے۔

### ایک نصیحت آموز واقعہ

ابن سناک کہتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں ایک شکاری نے پھلی پکڑنے کے لئے اپنا جال دریا میں ڈالا جو اس میں پھنس کر ایک انسانی کھوپڑی نکل آئی تو شکاری اسے دیکھتا جاتا اور روتے ہوئے کہتا جاتا۔ تو زبردست تھا مگر تیری طاقت کے باوجود چھوڑا نہیں گیا، تو مالدار تھا مگر تیری مالدار کی وجہ سے تجھے چھوڑا نہیں گیا۔ اگر تو محتاج



تھا تو تیری محتاجی کی بنا پر تجھے چھوڑا نہیں گیا۔ اگر تو خنّی تھا تو تیری سخاوت کے باوجود تجھے معاف نہیں کیا گیا اگر تو طاقتور تھا تو تیری طاقت کی بناء پر تجھے چھوڑا نہیں گیا۔ اگر تو عالم تھا تو تیرے علم کے باوجود تجھے چھوڑا نہیں گیا۔ وہ یہ جملے کہتا رہا اور روتا رہا۔

کریزی کے خوبصورت اشعار ہیں۔

اموالنا لذوی المیراث نجمعها      ودورنا لخراب الدھر نبنیها  
والنفس تکلف بالدنیا و قد علمت      ان السلامة فیها ترک مافیها  
فلا الاقامة تنجی النفس من تلف      ولا الفرار من الأحداث ینجیها  
وکل نفس لها زور یصبحها      من المّنیة یوما او یمسّیها

(ترجمہ) ”ہم اپنے اموال کو وارثوں کے لئے جمع کرتے ہیں اور اپنے گھروں کو ہم زمانے کی تباہ کاریوں کے لئے بناتے ہیں۔ نفس نے دنیا کا بوجھ اٹھالیا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ سلامتی دنیا میں موجود اشیاء کے ترک کرنے میں ہے۔ نہ تو اقامت نفس کو ضائع ہونے سے بچائے گی اور نہ ہی فرار ہونا اسے مصائب سے نجات دلائے گا۔ ہر نفس کے لئے موت کا ہر کارہ کسی دن صبح یا شام زیارت کرنے والا ہے۔“

### سب سے زیادہ عجیب بات

عبدالمنعم ریاحی کہتے ہیں کہ مالک بن دینار ایک دن نظر نہیں آئے تو بعد میں ان سے کسی نے کہا کہ آپ کہاں چلے گئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ”ابلہ“ کی طرف چلا گیا تھا انہوں نے کہا آپ نے وہاں کیا اچھی بات دیکھی؟ تو فرمایا کہ میں نے ایک عورت کو نماز پڑھتے دیکھا۔ لوگوں نے پھر پوچھا کہ اور سب سے زیادہ عجیب کیا بات دیکھی تو فرمایا کہ میں نے بحرین میں ایک مضبوط محل کے دروازے پر یہ عبارت لکھی دیکھی۔

طلبت العیش اسعدنا غمیہ      وعشت من المعایش والنعم



فلم البث ورب الناس طورا سلبت من الاقارب والحمیم  
 (ترجمہ) ”میں نے زندگی بہترین نعمتوں سے طلب کی اور میں  
 بہترین زندگی اور نعمتوں میں زندہ رہا لیکن میں اور لوگوں کا رب  
 کچھ دن ہی رکے پھر مجھے رشتہ داروں اور دوستوں سے چھین لیا  
 گیا۔“

### ایک نابینا کی نصیحت

قنادہ کہتے ہیں کہ مجھے عمران بن حطان ملا اور اس نے کہا کہ اے اندھے میں  
 تیرے اختلاف کے بارے میں جانتا ہوں مگر تو مجھ سے یہ اشعار یاد کر لے۔  
 حتی متی تسقى النفوس بكأسها ورب المنون وانت لاه ترتع  
 افقد رضيت بأن تعلل بالمنى والى المنية كل يوم تدفع  
 احلام نوم، او كظل زائل ان اليب بمثلها لانجدع  
 فتزودن ليوم فقرك دائبا واجمع لنفسك لا لغيرك تجمع  
 (ترجمہ) ”اب تک کہ جب تک جانوں کو اس کے پیالے سے  
 موت کا دھوکا پلایا جا چکا ہے اور تو لہو و لعب میں پڑا خوش ہے کیا تو  
 اس سے راضی ہے کہ تو امیدوں سے خوش ہوتا رہے اور ہر دن  
 موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہو؟ یہ نیند کا خواب ہے یا ختم ہونے  
 والے سائے کی طرح ہے اور سمجھدار شخص اس جیسی چیزوں سے  
 دھوکا نہیں کھاتا۔ لہذا اپنی محتاجی کے دن کے لئے توشہ تیار کر اور  
 اپنے لئے جمع کر، تو کسی غیر کے لئے جمع نہیں کر رہا۔“

### موت کی خبر آچکی

ابو معاذ نخوی ایک مرتبہ اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے اور کہنے لگے کہ آج صبح  
 مجھے میری موت کی خبر دے دی گئی ہے مجھے خواب میں کسی نے آکر کہا کہ



یا ایہا الانسان انک میت عما قلیل قم لنفسک واقعد  
فکان ماقد کان لم یک اذ مضی وکان ماہو کائن فکان قد  
(ترجمہ) ”اے انسان تو مرنے والا ہے اپنے نفس کو جو چیز کم ہے  
اس سے اٹھالے اور بیٹھ جا تو جو کچھ موجود تھا وہ ایسا ہو جائیگا کہ  
جب چلا جائے تو گویا کچھ نہ تھا اور جو کچھ ہونے والا تھا وہ گویا ہو  
چکا۔“

### امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا پسندیدہ شعر

حرمہ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کثرت سے یہ شعر  
پڑھتے دیکھا۔

تمنی رجال ان اموت و ان امت  
فستلک سیل لست فیہا با وحد  
فقل للذی یقی خلاف الذی مضی  
تھیأ للآخری مثلہا فکان قد

(ترجمہ) ”لوگ تمنا کرتے ہیں کہ میں مر جاؤں اور اگر میں مر گیا  
تو یہ تو وہ راستہ ہے جس پہ چلنے والا میں اکیلا نہیں۔ چنانچہ اس شخص  
کو کہہ دو جو جانے والے کے برخلاف زندہ ہے کہ دوسری اسی  
جیسی زندگی کے لئے تیار ہو جا گویا کہ وہ آچکی۔“

### مردوں کی تلقین

اسماعیل بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ قبرستان میں ایک شخص نے ہمیں یہ اشعار سنائے۔  
الایعاسکر الاحیاء      ہذا عسکر الموتی  
اجابو الدعوة الصغری      وہم منتظروا الکبریٰ  
یحشون علی الزاد      وما زاد سوى التقویٰ



يقولون لكم جدو فلهذا آخر الدنيا

(ترجمہ) ”اے زندوں کے لشکر یہ مردوں کا لشکر ہے۔ جنہوں

نے چھوٹی پکار کا جواب دے دیا ہے اور بڑی پکار کے منتظر ہیں۔

یہ توشہ کی ترغیب دیتے ہیں اور تقوے کے سوا کوئی توشہ نہیں۔ یہ

تمہیں کہتے ہیں کہ محنت کرو کیونکہ یہ دنیا کا آخر ہے۔“

ابو حاتم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو

پیدا کیا۔ زمین پر چلایا چنانچہ انہوں نے زمین کے پھل کھائے۔ نہروں کا پانی بیا، پھر

لاحالہ موت ان پر طاری ہوگی اور انہیں کوشش اور حرکت سے مستغنی کر دے گی۔ ان کے

جسم اور اعضاء بیکار ہو جائیں گے پھر انہیں اس زمین میں لوٹا دیا جائے گا جس سے ان

کو بنایا گیا ہے۔ پھر زمین ان کے گوشت کھا جائے گی جس طرح انہوں نے زمین کے

پھل کھائے تھے، ان کا خون پی جائے گی۔ جیسے وہ اس کا پانی پیتے تھے، ان کے جوڑ جوڑ

کو توڑ دے گی جس طرح وہ اس کی پیٹھ پر چلتے تھے۔ چنانچہ قبر ان کی آخرت کی پہلی

منزل ہوگی اور دنیا کی منزلوں میں سے آخری منزل ہے۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے

جس نے اپنی دنیا میں قبر کے لئے تیاری کی اور اس میں سے اپنی آخرت کے لئے آگے

بھیجا۔ زمین نے کتنے ہی طاقتور لوگوں کو مٹی میں ملا دیا اور دوسرے کو اس کے غمگسار سے

جدا کر دیا۔

## قبریں بڑھ رہی ہیں

ابراہیم بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے ایک اعرابی کو ایک قبر پر کھڑے دیکھا وہ

کہہ رہا تھا۔

لکل اناس مقبر بفنائهم فہم ینقصون والقبور تزدید

وما ان تری دار الخی قد افقرت وقبر المیت بالغناء جدید

فہم حبیرة الاحیاء اما محلهم فدان واما المتقی فعیل

(ترجمہ) ”تمام لوگوں کے قریب ان کے مقبرے ہیں وہ کم ہو



رہے ہیں اور قبریں بڑھ رہی ہیں اور تم زندہ شخص کا مکان دیکھو گے کہ پرانا ہو چکا اور مردے کی قبر نئی ہے چنانچہ یہ زندوں کے پڑوسی ہیں البتہ ان کا ٹھکانہ قریب اور متقی دور ہے۔

### مردوں کا حشر کا انتظار

صالح مری کہتے ہیں کہ میں ایک دن سخت گرمی میں قبرستان گیا تو میں نے خاموش قبروں کو دیکھا گویا وہ خاموش قوم ہیں تو میں نے کہا اے سبحان اللہ۔ کون تمہاری روجوں کو جمع کرے گا۔ تمہارے ٹکڑے ہوئے جسموں کو جمع کر کے کون تمہیں زندہ کرے گا اور طویل بوسیدگی کے بعد کون جان ڈالے گا؟ صالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان گڑھوں کے درمیان سے کسی آواز دینے والے نے آواز دی اے صالح (اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب وہ تمہیں پکارے گا تو زمین سے تم نکلے لگو گے۔ سورہ روم آیت نمبر ۲۵) صالح کہتے ہیں کہ واللہ میں بے ہوش کر گر گیا۔“

### آخری بات

(مصنف) ابو حاتم کہتے ہیں کہ اپنی اس کتاب میں ہم نے بہت زیادہ آثار اور احادیث کے بڑے ذخیرہ سے تھوڑا سا وہ مواد نقل کر دیا ہے جس کے ذریعے ہم سمجھتے ہیں کہ ایک سمجھدار اور صحیح راستے پر چلنے والے شخص کے لئے اس کتاب میں مستغنی کر دینے والا سامان ہے اگر اسے وہ استعمال کرے اور اس پر غور و فکر کرے۔

ہم نے سندیں بیان کرنے بے تحاشا حکایات اور اشعار کا انبار لگانے کے بجائے صرف وہ احادیث حکایت اور اشعار نقل کئے ہیں جنہیں ہم نے ضروری سمجھا اور وہ بھی کسی چیز کی طرف کنائے اور مقصود کی طرف اشارے کی طرح رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے بنادے جن کو توفیق تحقیق کے حقائق کے قیام کی طرف ملتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی مومنین کی امید کے وقت مقصود کو انجام تک



پہنچاتا ہے اور اپنے دوستوں کو مقربین کا مرتبہ عطا کر کے احسان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خاتم النبیین محمد ﷺ پر ان کی پاک اور پاکباز آل پر رحمت بھیجے اور تمام حمد و ستائش اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

(وصلی اللہ علی محمد خاتم النبیین و علی آلہ

الطاہرین الطیبین والحمد للہ رب العلمین)

بجہ اللہ بروز منگل مورخہ سات مارچ ۲۰۰۶ء بمطابق ۷ صفر ۱۴۲۷ھ کو بوقت

ساڑھے دس بجے شب ترجمہ مکمل ہوا۔

(نوٹ) جو اصلی نسخہ ہمارے مطبع میں تھا اس کے آخر میں یہ بھی لکھا تھا

کہ رب کی عفو و درگزر کا طالب بندہ احمد بن محمد بن سالم بن جناب

المنیجی اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت سے ”رہا“ میں بروز منگل ماہ محرم

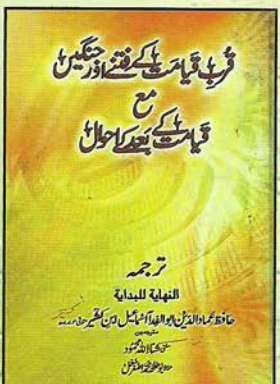
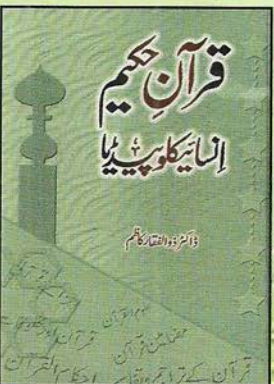
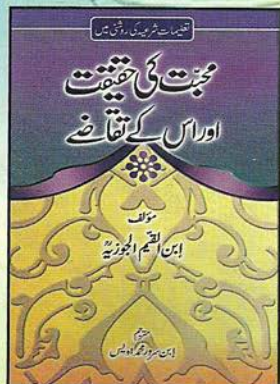
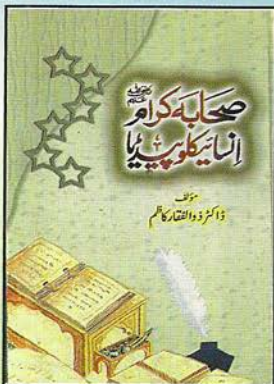
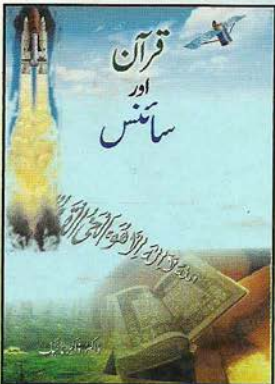
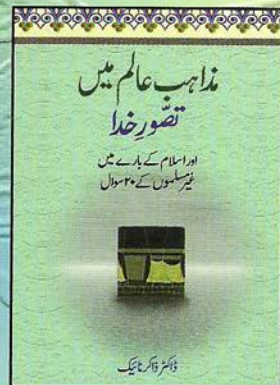
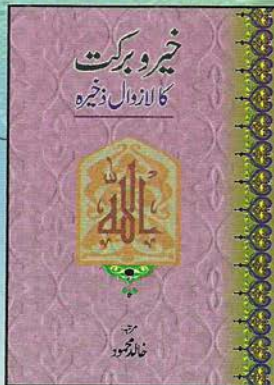
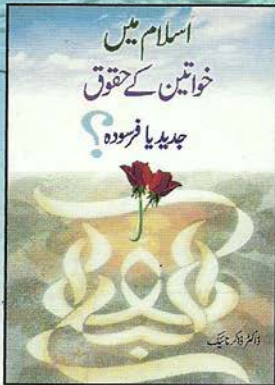
۱۲۸ھ میں اس کی کتابت سے فارغ ہو گیا۔

ختم اللہ له بخیر ولو الدیہ ولجميع المسلمين.



نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	قیمت
۱	میاں بیوی کے حقوق	از مولانا مفتی عبدالغنی	15/-
۲	آداب زندگی	از مولانا اشرف علی تھانوی	35/-
۳	مختصر معلومات (اسلام کے ہر پہلو پر معلومات پر سوال جواب)	از محمد زید (ایم ایس سی)	60/-
۴	زادوں کے واقعات	از امام ابی بکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدین ترقی بنداوی	75/-
۵	سائنسی انکشافات (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	از مولانا ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری	70/-
۶	مومنات کا قافلہ اور ان کا کردار	از عبداللہ بدران	65/-
۷	گلستان مومنات	از موسیٰ الااود	45/-
۸	آہو زاری (تاریخ اسلام کے اہم واقعات)	از عبداللہ بن احمد بن ابراہیم المقدسی	100/-
۹	قرآنی معلومات اور تحقیقی	از امام ابی عمر عثمانی بن سعید الدانی	60/-
۱۰	اسلام کے بنیادی احکام	از مولانا محمد اشرف علی تھانوی	80/-
۱۱	مرنے کے بعد کیا ہوگا؟	از مولانا عاشق الہی بلندی شہری	45/-
۱۲	خواب (ایک دلچسپ اور براسرار کائنات)	محمد رمضان فاروقی	30/-
۱۳	اولاد کی تربیت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	احمد خلیل جمعہ	150/-
۱۴	پیام اقبال بنام نوجوان ملت	سید قاسم محمود	70/-
۱۵	کائنات اور اس کا انجام (قرآن اور سائنس کی روشنی میں)	پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم	80/-
۱۶	قرآن کے جدید سائنسی انکشافات	پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم	100/-
۱۷	اسلام میں عبادت کا حقیقی مفہوم	ڈاکٹر یوسف القرضاوی	125/-
۱۸	حیات انبیائے کرام پر زبان قرآن	نگہت نذیر	150/-
۱۹	مختصر مقدمہ ابن خلدون	نادم سیتاپوری	125/-
۲۰	امام ابو حنیفہؒ حیات فکر اور خدمات	محمد طاہر منصور، عبدالحی ابزو	125/-
۲۱	اسلامی معلومات (انسائیکلو پیڈیا)	پروفیسر رفیع اللہ شہاب	60/-
۲۲	مسلمان بچوں کے 4000 حسین و جمیل نام	امتیاز علی	50/-
۲۳	بچے کی تربیت (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)	ڈاکٹر ام کلثوم	60/-
۲۴	انبیائے کرام (مولانا ابوالکلام آزاد کے مقالات)	غلام رسول مہر	120/-
۲۵	خانہ کعبہ کے معمار اول حضرت ابراہیم علیہ السلام	علامہ عباس محمد العقاد المصری	100/-
۲۶	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات	ڈاکٹر ثریا ڈار	100/-
۲۷	تجدید فکریات اسلام	ڈاکٹر وحید عشرت	100/-
۲۸	آئینی اثرات سے حفاظت کی چند کارگر دعائیں	مطلوب احمد قاسمی	30/-
۲۹	اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش	پروفیسر سلیم چشتی	50/-





اریب  
پبلکیشنز

Rs. 130/-

**Areeb Publications**

1542, Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-2 (India)

Ph: 23282550 Email: apd@bol.net.in

[www.besturdubooks.net](http://www.besturdubooks.net)